وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۚ
وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ ۔

جو ہمارے واسطے جہاد (نفس) کرتے ہیں تو ان کو بے شک ہم ضرور اپنے ملنے کی راہ
دکھا دیتے ہیں۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ محسنین کے ساتھ ہے۔

کشکولِ قادریہ

(QUADRI'S HANDBOOK)

Vol. 2 باب

توحید و معارف

MONOTHESIM & GENOSES

حصہ اول تا چہارم

PART I TO IV

مرتبہ

سید محی الدین میر لطیف اللہ شاہ قادری، قادریؔ
M.S. (ECE), MIETE

المعروف منیر پاشاہ قادری
سابق مہتمم پولیس، حیدر آباد

ناشر لطیف اکیڈمی ٹولی چوکی، حیدر آباد-8، انڈیا 040-23568160

قطعہ تاریخی سال ھجری

ہر جا ہے علم و حکمت و کوشش کا تذکرہ	ہے آئینہ معارف رب قدیر کا
ابواب دونوں مل کے بنے ایک ہینڈ بک	کشکول قادری کے، وہ کشکول قادریہ

1428 ھجری

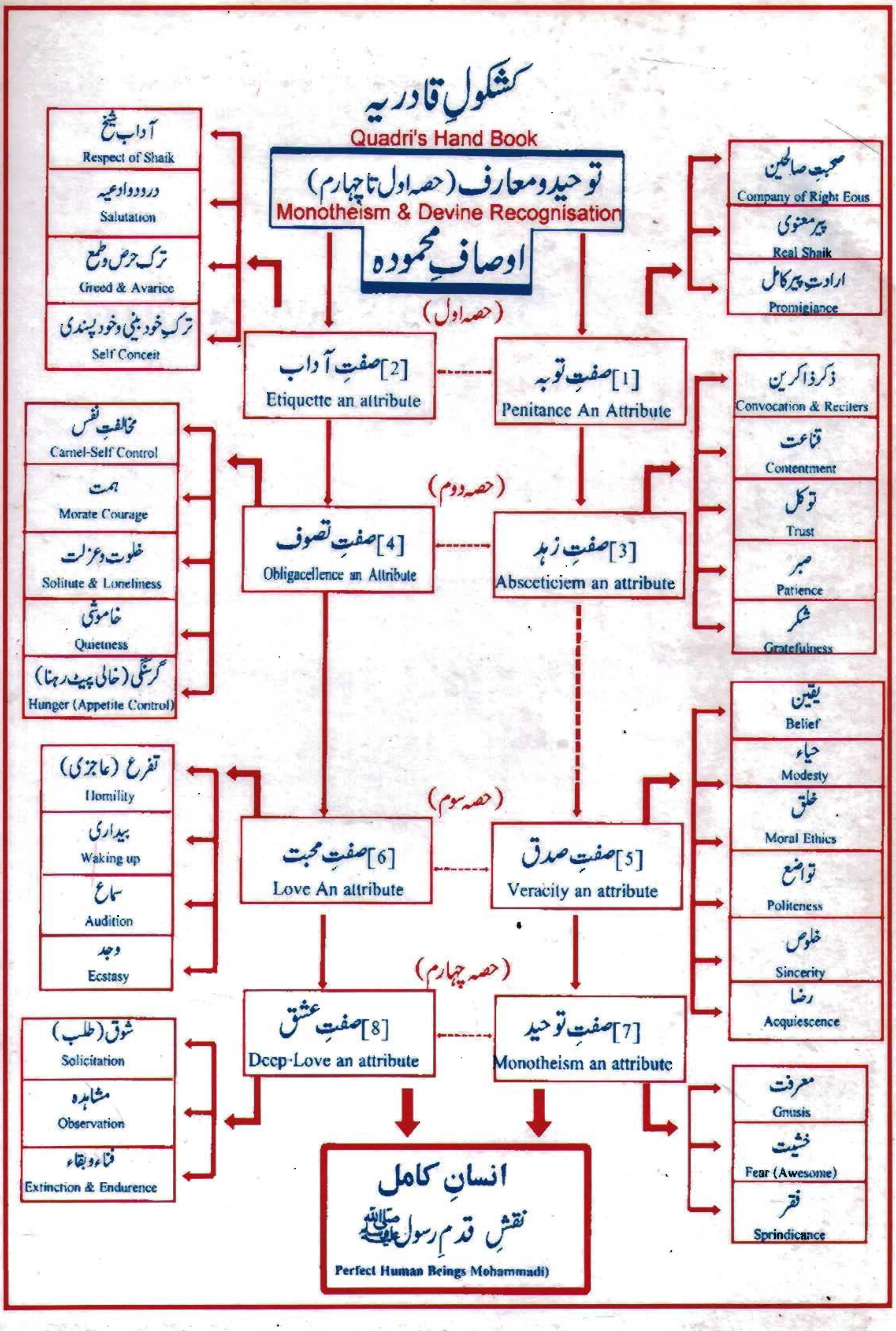
کشکولِ قادریہ
Quadri's Hand Book
توحید و معارف (حصہ اول تا چہارم)
Monotheism & Devine Recognisation
اوصافِ محمودہ
(حصہ اول)
آدابِ شیخ
Respect of Shaik
درود و ادعیہ
Salutation
ترکِ حرص و طمع
Greed & Avarice
ترکِ خود بینی و خود پسندی
Self Conceit
[2]صفتِ آداب
Etiquette an attribute
[1]صفتِ توبہ
Penitance An Attribute
صحبتِ صالحین
Company of Right Eous
پیرِ معنوی
Real Shaik
ارادتِ پیرِ کامل
Promigiance
(حصہ دوم)
مخالفتِ نفس
Camel-Self Control
ہمت
Morate Courage
خلوت و عزلت
Solitute & Loneliness
خاموشی
Quietness
گرسنگی (خالی پیٹ رہنا)
Hunger (Appetite Control)
[4]صفتِ تصوف
Obligacellence an Attribute
[3]صفتِ زہد
Absceticiem an attribute
ذکرِ ذاکرین
Convocation & Reciters
قناعت
Contentment
توکل
Trust
صبر
Patience
شکر
Gratefulness
(حصہ سوم)
تفرع (عاجزی)
Homility
بیداری
Waking up
سماع
Audition
وجد
Ecstasy
[6]صفتِ محبت
Love An attribute
[5]صفتِ صدق
Veracity an attribute
یقین
Belief
حیاء
Modesty
خلق
Moral Ethics
تواضع
Politeness
خلوص
Sincerity
رضا
Acquiescence
(حصہ چہارم)
شوق (طلب)
Solicitation
مشاہدہ
Observation
فناء و بقاء
Extinction & Endurence
[8]صفتِ عشق
Deep-Love an attribute
[7]صفتِ توحید
Monotheism an attribute
معرفت
Gnusis
خشیت
Fear (Awesome)
فقر
Sprindicance
انسانِ کامل
نقشِ قدمِ رسول ﷺ
Perfect Human Beings Mohammadi)

کشکولِ قادریہ

(QUADRI'S HANDBOOK)

باب دوم

(SECOND VOLUME)

توحید و معارف

MONOTHEISM & GNOSIS

حصہ اول   تا چہارم

PART I TO IV

مرتبہ
خادم الفقرا
سید محی الدین میر لطیف اللہ شاہ قادری، قادری
M.S. (ECE), MIETE
(المعروف منیر پاشاہ قادری)
سابق مہتمم پولیس، حیدر آباد
فرزند و جانشین، ڈاکٹر خواجہ ابوالخیر میر مومن علی شاہ قادریؒ

ناشر لطیف اکیڈمی ٹولی چوکی، حیدر آباد-8، انڈیا   040-23568160

اسم تصنیف	:	کشکول قادریہ (باب دوم)
فن	:	تصوف (توحید و معارف)
ترتیب و اہتمام	:	سید محی الدین میر لطیف اللہ شاہ قادری، قادری
رسم اجراء بدست	:	حضرت محمد غوث محی الدین صدیقی قادری مدظلہ العالی جانشین بحر العلوم حسرت صدیقی
سنہ اشاعت	:	رمضان ۱۴۲۸ھ مطابق نومبر 2007ء
تعداد طبع اول	:	500
ہدیہ	:	Rs. 85/-
ناشر	:	لطیف اکیڈمی پبلیکیشنز ٹولی چوکی حیدرآباد۔انڈیا، فون : 040-23568160
کمپوزنگ، ڈیزائننگ اینڈ پرنٹنگ	:	لمعان کمپیوٹر گرافکس چھتہ بازار حیدرآباد۔الہند
سل	:	9440 8778 06

1) **Lateef Academi,**
Quadri Manzil, H.No. 9-4-135/A/5,
7 Tomes Road, Toli Chowki, Hyderabad. Ph. 23568160, Cell: 991246330, 9912543340

2) Khaja Moinuddin Khaledi, Al-Quadri,
Astan-e-Khaled, Barkas, Hyderabad. Ph. 24440135, Cell : 9885781786

3) **Dr. Mohd. Abdul Qadeer Siddiqui,**
Astan-e-Izzat, Sidiqu Gulshan, Bahadurpura, Hyd. Cell: 9885020384, 9885418281

4) **Lam'a_n Computer Graphics**,
Naser Commercial Complex, Chatta Bazar, Hyd. Cell: 9440877806

E Mail: lateefacademy@gmail.com http://lateefacademy.page.tl

http://www.lateefacademy.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض ناشر

(Publisher's Attributes)

الك الحمد يا الله والصلوٰةُ والسلام عليك يارسول الله صلى الله عليه وسلم

اما بعد! ہمارے والدِ گرامی مرشدنا وسیدنا حضرت سید محی الدین میر لطیف اللہ شاہ قادری مدظلہ کی ذاتِ گرامی محتاجِ تعارف نہیں۔ آپ کی محنت و کاوِش اور پرخلوص لگن کے نتیجہ میں لطیف اکیڈمی اینڈ پبلیشرس کا قیام عمل میں آیا اور اشاعتِ کتب عرفانی کا جدید طرز پر سلسلہ چل پڑا اور بحمد للہ جاری وساری ہے۔ آپکے اکتسابِ علم وفیضان کی جھلک ان گلدستۂ تالیفِ کتب میں صاف نمایاں ہے۔ ''کشکولِ قادریہ'' اُن ہی کتب میں سے ایک ہے جس کی اشاعت ہماری دیرینہ تمنا تھی۔

اس تصنیف کی وجہ تسمیہ کی وضاحت والدِ گرامی کچھ یوں فرماتے ہیں کہ ماہ جنوری 2004ء م ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ میں بفضلہٖ تعالیٰ آپ کو حج بیت اللہ و زیارت نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سعادت نصیب ہونے کے بعد آپ میری والدہ محترمہ کے ہمراہ جب مدینہ منورہ سے بذریعہ ہوائی جہاز سفر واپسی شروع فرمایا تو قلب میں اس امر کی طرف اشارہ ہوا کہ فنِ تصوف ومعارف پر مبنی چند اقوال و اِرشاداتِ صحابہ وتابعین کرام کو جمع کیا جائے تاکہ انکو ایک کتاب کی شکل دی جائے جو عام فہم اور بہ آسانی سمجھ میں آنے والی ہو۔ یہ اسی لئے بھی کہ معرفت الٰہی اور عشق وعظمتِ رسول ﷺ کی طلب اور اُسکے نور سے باشعور اور تعلیمی یافتہ نوجوانانِ ملت اسلامیہ کے قلوب روشن ہو جاسکیں اور انہیں زمانے حاضرہ کے مادہ پرست ماحول سے نجات کا سامان مل سکے۔ لیکن مضمون کی حساسیت اور لامحدود وسعت کا لحاظ کرتے یہ کام کچھ آسان نہ تھا۔ چنانچہ والدِ گرامی کے وصفِ عجز اور احتیاط کے غلبہ کے مدنظر اس کام میں تاخیر ہی ہوتی گئی۔

چند دنوں بعد احباب کے مسلسل اصرار پر کہ علم تصوف کی تعلیم کا اہتمام کیا جائے، آپ نے تصوف کے مقدمہ کے طور پر ایک مختصر رسالہ بنام ''صراط مستقیم یعنی راہ سلوک'' تالیف واشاعت فرمائی جو نہایت ہی مقبول ثابت ہوئی۔ اسی سال ماہ رمضان میں آپ معتکف ومشغول عبادت تھے کہ یکا یک کتب کے نام منکشف وتفویض ہوئے جن کے تالیف کا اشارہ ہو چکا تھا۔ وہ نام یہ ہیں [1] کشکول قادریہ [2] نقشِ قدمِ رسول۔ آپ فرماتے ہیں کہ اِس دفعہ کوئی اور

راستہ نہ تھا سوائے اسکے کہ حکم کی تعمیل میں کمر بستہ ہو جائیں۔بس اللہ ربّ العزت اور اُسکے حبیب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت اور فیضانِ جدِ امجد سیدنا غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تائید پیرانِ معظم کے سہارے آپ اسی نشستِ اعتکاف ہی سے مطالعہ کتب اور مواد اکھٹا کرنے میں مشغول ہو گئے۔ہم اکثر دیکھتے تھے کہ اس اہم کام میں آپ رات رات بھر جاگا کرتے۔صحت بھی متاثر ہو جاتی تو کچھ خیال نہ فرماتے۔اسی اثناء میں آپ کو جناب سید شاہ عبدالقادر حسینی قادری عرف سلمان صاحب کی خدمات حاصل رہیں۔جنہوں نے کمپیوٹر کمپوزنگ، طباعت و پرنٹنگ کا اہم کام بہ خوبی انجام دیا۔سلمان صاحب قابل مبارک باد ہیں۔چونکہ یہ کتاب تقریبا (500) پانچ سو صفحات پر مشتمل ہے، سہولتاً اِس کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا۔[1] باب اول ''الاحسان والتصوف'' [2] باب دوم ''توحید و معارف''۔

مضمون کا لحاظ کرتے پروف ریڈنگ کا کام نہایت کٹھن تھا۔اِس تعلق سے آپ کو فکر مند دیکھ کر مجھ ناچیز کو حضرت مولانا قاضی سید اعظم علی صوفی صاحب قبلہ صدر کل ہند جمعیۃ المشائخ کی یاد آئی جن کے ہمراہ میں اور میرے والدین رمضان مبارک 1421ھ مطابق 2001ء میں عمرہ و زیارت کی سعات سے مشرف ہوئے تھے تو میں حضرت سید اعظم علی صوفی صاحب قبلہ کی علمی صلاحیت اور آپ کے عشقِ رسول ﷺ سے متاثر ہوا تھا۔والدِ گرامی نے مجھ فدوی کے رائے پسند فرمائی اور حضرت قاضی سید اعظم علی صوفی قادری صاحب نے بھی بڑی شفقت کے ساتھ پروف ریڈنگ کی ذمہ داری نہ صرف قبول فرمائی بلکہ باوجود ناسازی مزاج اور بے پناہ مصروفیت کے بہت ہی قلیل وقت میں اس ذمہ داری کو نبھایا جو آپ کی وسعتِ علم اور مضمون پر دست رس کی عکاسی کرتا ہے۔لطیف اکیڈمی کی جانب سے ہم آپ کے تہہ دل سے مشکور ہیں۔ہم حضرت محمود میاں قبلہ نقشبندی معمر شخصیت ہم محلّہ کے بھی مشکور ہیں جنہوں نے ابتدائی مراحل میں فارسی اشعار کے ترجمہ میں مدد فرمائی۔ہم اُن تمام حضرات کی بھی قدر کرتے ہیں اور ممنون ہیں جنہوں نے اکثر فون پر اظہار تہنیت فرمائی جو حصولِ کتاب کے خواہاں بھی ہیں۔

خاصی طویل مدت تک اِس کتاب کی ترتیب و اشاعت کا کام جاری رہا اور ابتدا ہی سے ہم کو حضرت قبلہ حضرت محمد غوث محی الدین صدیقی قادری مدظلہ العالی، شہزادہ و جانشین مرشد و مولائی حضرت بحر العلوم حسرتؒ علیہ الرحمۃ کی سرپرستی و ہمت افزائی حاصل رہی۔اُسی طرح حضرت خواجہ معین الدین خالدی القادری نبیرہ و جانشین مرشدی حضرت خالدؒ وجودی علیہ الرحمۃ اور ڈاکٹر حضرت محمد عبدالقدیر صدیقی فرزند و جانشین مرشدی حضرت عزتؒ صدیقی علیہ

الرحمۃ نے بھی ہمارے اس کام کو بے حد سراہا اور تائید فرمائی ہم آپ تمام حضرات کرام کے مشکور و ممنون ہیں۔

فنِ تصوف و معارف پر بہت سے جلیل القدر عارفین، علماء دین و مشائخین نے اپنے اپنے دور میں گراں قدر تصانیف شائع فرمائیں اور ملت اسلامیہ کی رہنمائی فرمائیں ہیں۔ اُسی تعلیمات کو جدید انداز میں انہی بزرگانِ دین کے مقالات اور ارشاداتِ صحابہ و تابعین کرام ''سوالات و جواب'' کی صورت میں بہ حسن و خوبی پیش کرنے کی سعی و سعادت لطیف اکیڈیمی اینڈ پبلیشرس نے بفضل تعالیٰ سرانجام دے سکی الحمدللہ۔

خدائے تعالیٰ اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں والدِ گرامی حضرت سید محی الدین میر لطیف اللہ قادری قبلہ کی تصنیفات کو مزید مقبولیت عطا فرمائے اور آپ کے سایہ عاطفت کو ہم سب کے سروں پر قائم ودائم رکھے۔ آمین ثمہ آمین

بجاہ النبی الکریم الامین وعلیٰ الہ افضل الصلٰوت واکمل التسلیم

میر رحیم اللہ شاہ قادری

(اقبال پاشاہ قادری) یم یس الکٹرانکس

معتمد، لطیف اکیڈمی، ٹولی چوکی حیدرآباد۔8 (انڈیا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

PAGE NO	QUESTIONS سوالات	S. NO
23	01۔ صفتِ توبہ (Penitence An Attribute)	
23	''توبہ'' انسان کے شرف واختصاص کے واسطے گراں قدر سرمایہ ہے اِس قول کی وضاحت کرو؟	1
23	''توبہ'' کی تعریف کیا ہے اور توبہ نصوح سے کیا مراد ہے؟	2
24	صوفیہ کرام نے توبہ و رجوع کے کتنے درجے مقرر فرمائے ہیں واضح بیان کرو؟	3
25	توبہ واستغفار کی اہمیت وفضیلت کے متعلق ارشاداتِ اربابِ تحقیق بیان کرو؟	4
29	محبتِ صالحین اور خدمتِ عارفین کی اہمیت وفوائد پر واضح گفتگو کرو؟	5
30	صحبتِ صالحین کی تلقین کے متعلق ارشادات ارباب تحقیق بیان کرو؟	6
32	پیرِ معنوی (مرشدِ کامل) کی ضرورت اور عظمت بیان کرو؟	7
33	ارادتِ پیرِ کامل کی ہدایت اور شیخ کامل کی نشانیوں اور مقامات کے متعلق ارشاداتِ اربابِ تحقیق بیان کرو؟	8
35	ارادتِ پیر سے کیا مراد ہے، مالکِ راہِ حق کیلئے ارادتِ پیر کی ضرورت، اہمیت بیان کرو؟	9
36	مرید اپنے مرشد کو کیوں چاہتا ہے؟	10
36	ارادت و بیعتِ پیر کامل کی اہمیت وفوائد کے متعلق ارشادات ارباب تحقیق بیان کرو؟	11
41	2- صفتِ آداب (Etiquettes An Attribute)	
41	''ادب'' سے کیا مراد ہے؟ صحابہ صادق کیلئے حسنِ آداب واخلاق کی ضرورت واہمیت بیان کرو؟	1
42	: حسنِ ادب واخلاق کی اہمیت وعظمت کے متعلق ارشاداتِ اربابِ تحقیق بیان کرو؟	2
45	مرید خوش عقیدت کیلئے اپنے شیخ طریقت وولادت کے حضور حُسنِ ادب ظاہری اور باطنی کی ضرورت واہمیت بیان کرو؟	3
46	مولانا روم علیہ الرحمۃ کی ہدایت کے مطابق ادبِ معنوی کے درجات کی وضاحت کرو؟	4
48	''دعا وعطایا'' کے مسئلہ میں صوفیہ کرام کے خیالات میں اختلافی وجہ اور حیثیت بیان کرو؟	5
49	دعا واستجابِ دعا کی حقیقت کے متعلق مولانا بحر العلوم محمد عبد القدیر صدیقی علیہ الرحمۃ کی تحقیق وضاحت بیان کرو؟	6
51	مولانا بحر العلوم حسرتؔ صدیقی علیہ رالرحمۃ کی اِس تحقیق کی روشنی میں شرطِ عطا کیا ہے اور دعا (سوال) کے کیا کیا قسمیں ہیں؟	7
51	مواقفِ سر قدر حضرات کی اقسام اور اُن کے احوال کے متعلق وضاحت کرو؟	8
52	حصولِ برکاتِ روحانیہ کے واسطے طالبانِ راہ طریقت کے لئے درود وادعیہ کی ضرورت واہمیت بیان کرو؟	9
52	درود وادعیہ کے ذریعہ ذکر واَشغال کی ضرورت وفوائد کے متعلق ارشاداتِ اربابِ تحقیق بیان کرو؟	10
58	حرص وطمع سے مراد کیا ہے؟ طالب حق وسالک کیلئے اس مذموم صفت سے کیوں اجتناب لازم ہے؟	11

12	ترکِ حرص وطمع کے تعلق سے ارشاداتِ اربابِ تحقیق بیان کرو؟	59
13	خود بینی اور شہرت پسندی کون سے مذموم وخبیث خصلتوں کا نتیجہ ہے اور اُن سے اجتناب کی اہمیت بیان کرو؟	62
14	عجز وانکسار کن عالی مرتبت حضرات کی سنت ہے اور فروتنی اور گمنامی کے کیا فوائد ہیں؟	62
15	ترکِ خود بینی اور شہرت پسندی کے متعلق ارشاداتِ اربابِ تحقیق بیان کرو؟	63
	03- صفتِ زُہد (تقویٰ) Absceticism, An Attribute (Abstinence)	67
1	''زُہد'' سے مراد کیا ہے اور ''دنیا'' کس چیز کا نام ہے؟	67
2	اشتغالِ دنیا کا قلبِ انسانی پر کیا اثر پڑتا ہے جس کے زائل کرنے کیلئے ''زہد'' اختیار کرنا لازم ہوتا ہے؟	68
3	صوفیہ کرام کی نظر میں ''زہد'' کا کیا مقام اور عظمت ہے؟	69
4	زہدانہ زندگی کے لزوم وفوائد کے متعلق ارشادات اربابِ تحقیق بیان کرو؟	69
5	ذکر وذاکرین سے مراد کیا ہے اور حقیقت ذکر کی تعریف کیا ہے؟	74
6	''ذکر'' کتنے اقسام ودرجوں میں منقسم ہے اور اُن کے فوائد بیان کرو؟	75
7	ذکر و ذاکرین کے متعلق ارشاداتِ اربابِ تحقیق بیان کرو؟	77
8	قناعت سے مراد کیا ہے اور طمع کا مُضِر (نقصان دہ) اثر کیا ہوتا ہے؟	80
9	راہِ سلوک میں قناعت اختیار کرنے کی ضرورت اور اہمیت بیان کرو؟	80
10	قناعت کی اہمیت کے متعلق ارشادات اربابِ تحقیق بیان کرو؟	81
11	صوفیہ کی اصطلاح میں ''توکل'' سے مراد کیا ہے؟	83
12	ابتداءً ''توکل'' کے مدارج اور خوبیوں کے متعلق مختصر بیان کرو؟	83
13	توکل علی اللہ کے متعلق ارشاداتِ اربابِ تحقیق بیان کرو؟	84
14	صوفیہ کی اصطلاح میں صبر سے کیا مراد ہے؟	89
15	کیا ''حقیقتِ صبر'' کلیۃ روحانی مجاہدہ ہے اور صفات ومفاد بھی صبر کے معنوی ہیں؟	89
16	''صبر'' کرنے سے متعلق اہمیت وعظمت کے بارے میں ارشادات اربابِ تحقیق بیان کرو؟	91
17	''شکر'' کے لغوی معنٰی اور ''حقیقتِ شکر'' سے کیا مراد ہے؟	95
18	شُکر ظاہری اور شُکر باطنی کی تعریف بیان کرو؟	95
19	شکر گذاری سے متعلق ارشاداتِ اربابِ تحقیق بیان کرو؟	96

100	4۔ صفتِ تصوف (احسان) (Obligacellence An Attribute)	
100	’’تصوف‘‘ (Divine Perception) کے لغوی معنیٰ کیا ہے اور حدیث شریف کی روشنی میں تصوف کے جامع معنیٰ کیا ہیں؟	1
100	’’تصوف ایک جامع صفت ہے‘‘، اِس قول کی وضاحت میں صفتِ تصوف تشریح و تصریح بیان کرو؟	2
101	’’صوفی‘‘ کی تعریف وشرح بیان کرو؟	3
102	صفت تصوف کی فضیلت وعظمت سے متعلق ارشادات ارباب تحقیق بیان کرو؟	4
109	ادبی حیثیت سے لفظ نفس کتنے معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے اور محققین طریقت کی نظر میں ’’نفس‘‘ سے کیا مراد ہے؟	5
110	ارباب تصوف کے پاس مخالفتِ نفس سے مراد کیا ہے؟	6
110	نوعیت نفس کے متعلق صوفیہ کرام کے استدلال کو وضاحت سے بیان کرو؟	7
111	’’لطیفہ نفس‘‘ کے متعلق تم کیا جانتے ہو؟	8
112	’’مخالفتِ نفس‘‘ کی حقیقت کے متعلق ارشاداتِ ارباب تحقیق بیان کرو؟	9
118	’’ہمت‘‘ سے مرادعرفِ عام میں کیا ہے اور صوفیہ کی اصطلاح میں کس چیز کا نام ہے، اُسکے فوائد بیان کرو؟	10
119	ہمت اور جرأت کے متعلق ارشاداتِ ارباب تحقیق بیان کرو؟	11
121	خلوت وعزلت سے مراد کیا ہے اور اِس صفت کی فضیلت وعظمت بیان کرو؟	12
122	عارفین کی نظر میں ’’خلوت‘‘ کی تعریف اور اسکے اقسام بیان کرو؟	13
123	خلوت وعزلت کے متعلق ارشاداتِ ارباب تحقیق بیان کرو؟	14
125	خاموشی (سکوت) جبکہ عشق ومحبت کا لازمی نتیجہ ہے تو سالک لئے اِس صفت کے فوائد بیان کرو؟	15
126	خاموشی س سکوت اختیار کرنے سے متعلق ارشاداتِ ارباب تحقیق بیان کرو؟	16
129	’’گرسنگی‘‘ سے کیا مراد ہے؟	17
130	نفس امارہ پر قابو پانے میں گرسنگی کی ضرورت واہمیت بیان کرو؟	18
130	گرسنگی (کم کھانا) یعنٰی بھوک وپیاس کے متعلق ارشاداتِ ارباب تحقیق بیان کرو؟	19
	5 صفتِ صدق (Veracity, An Attribute)	
137	صفتِ صدق سے مراد کیا ہے؟ حقیقت صدق اور علامت صدق کیا ہوتے ہیں؟	1
137	سالک راہ حق کیلیئے صدق وصفاء کو اپنا زادِسفر بنانے کے لزوم اور فوائد پر روشنی ڈالو؟	2
138	صفتِ صدق واخلاص کے متعلق ارشاداتِ ارباب تحقیق بیان کرو؟	3
143	کیا یقین سے مراد ایمان ہے؟ یقین کے معروف مدارج کی صراحت کرو؟	4

5	سالک طریقت کس طرح مدارجِ یقین طے کرتا ہے کہ اُسکا نفس امارہ سے مطمئنہ ہوجائے؟	143
6	یقین کی علامتوں اور مدارج کے متعلق ارشاداتِ اربابِ تحقیق بیان کرو؟	144
7	''حیاء'' کے اصطلاحی مفہوم اور تعریف بیان کرو؟	148
8	محققین اربابِ طریقت کی نگاہ میں ''حیا'' کے مدارج اور اُسکا خلاصہ بیان کرو؟	148
9	''حیا'' کے مرتبہ اور مقام کے متعلق ارشادات اربابِ تحقیق بیان کرو؟	149
10	''خُلق''یعنی اخلاقِ حسنہ کی اہمیت اور فوائد پر مختصر مگر جامع گفتگو کرو؟	151
11	''خُلق'' (عمدہ اخلاق) کے مطابق ارشادات اربابِ تحقیق بیان کرو؟	152
12	تواضع کے لغوی معنی کیا ہیں اس صفت سے صوفیا کرام نے کیا مراد لی؟	153
13	''تواضع'' ایک مستحسنہ صفت کے متعلق ارشادات اربابِ تحقیق بیان کرو؟	154
14	اصطلاح صوفیہ میں خلوص سے مراد کیا ہے اور یہ اَحسن صفت کے حصول کے اثرات بیان کرو؟	158
15	خلوص جو باطنی صفت ہے اُس کے متعلق ارشاداتِ اربابِ تحقیق بیان کرو؟	159
16	رضا سے دراصل مراد کیا ہے؟ مرتبہ ''تسلیم و رضا'' سالک کی کس صفت خاص کا ثمرہ ہوتا ہے؟	164
17	رضامندی الٰہی سے مراد اور اسکی تشریح بیان کرو کہ رضا کی کون کون سے قسمیں ہیں؟	165
18	حقیقتِ رضا کے متعلق حضراتِ صوفیہ کے مختلف خیالات کیا ہیں؟	166
19	''رضا'' ایک ابتدائی اور پھر انتہائی صفتِ سالک راہ طریقت و حقیقت کے متعلق ارشاداتِ اربابِ تحقیق بیان کرو؟	167
	6 **صفتِ محبت** (Love An Attribute)	170
1	''محبت'' کا اصطلاح صوفیہ میں مفہوم کیا ہے؟	170
2	''محبت کا ہر جگہ جدا نام ہے جدا کام'' قولِ حضرت بحر العلوم حسرتؔ علیہ الرحمہ کی تشریح ان ہی کی زبان میں بیان کرو؟	170
3	محبت کی بالآخر عنایت (Inclination) اور غایت (Purpose) کیا ہے؟ محبت کا نشان اور اسکی علامت بیان کرو؟	171
4	محبت کے تعلق سے اربابِ طریقت کی بالاتفاق رائے کیا ہے اور انہوں نے اس کو اپنے اپنے انداز میں کس طرح بیان کیا؟	172
5	صوفیہ کرام کے لحاظ سے محبت الٰہی کتنے انواع (طریقہ) پر منقسم ہے؟	174
6	''محبت'' کے متعلق ارشادات اربابِ تحقیق بیان کرو؟	175
7	اصطلاح صوفیہ اور عارفین کی نگاہ میں ''تضرع'' سے کیا مراد ہے؟	181
8	محققین کی نگاہ میں ''تضرع'' کی دو قسمیں کونسی ہیں؟	181
9	''تضرع'' کے متعلق ارشادات اربابِ تحقیق بیان کرو؟	182
10	رات کی بیداری سے کیا مراد ہے؟ دل کی بیداری کا مطلب کیا ہے؟	184

11	’’بیداری‘‘ سے متعلق ارشادات ارباب تحقیق بیان کرو؟	185
12	’’غنا‘‘ یعنی سماع کی افادیت کے متعلق کن اُمور کو دیکھا جاتا ہے؟	187
13	سماع کے تعلق سے علماء و محققین کا جواز اور غیر جواز پر گفتگو کرو؟	187
14	ہادیانِ راہ طریقت کی نظر میں سماع کے مختلف اقسام کے متعلق صراحت سے بیان کرو؟	189
15	غنا و سماع کے متعلق ارشادات وارباب تحقیق بیان کرو؟	190
16	اصطلاح صوفیہ اور محققین طریقت کے مطابق ’’وجد‘‘ سے کیا مراد ہے؟	195
17	’’وجد‘‘ کے اثرات اور فوائد بیان کرو؟	195
18	’’وجد‘‘ کے تعلق سے ارشاداتِ ارباب تحقیق بیان کرو؟	196
	7 صِفتِ توحید (Monothiesm an Attribute)	203
1	’’توحید‘‘ کے لغوی اور اصطلاحی معنوں کو واضح بیان کرو؟	203
2	توحید الٰہی کے اقسام، حضراتِ محققین کی نظر میں کیا ہیں؟	204
3	بعض صوفیہ کرام کے لحاظ سے اقسامِ توحید کون کونسی ہیں؟	204
4	موحدین کے لحاظ سے توحید کے اقسام بیان کرو؟	206
5	’’توحید الٰہی‘‘ کے متعلق ارشادات ارباب تحقیق بیان کرو؟	207
6	’’معرفت‘‘ کے لغوی معنیٰ اور اصطلاحی معنی میں کیا کوئی فرق ہے؟	211
7	معرفتِ تشبیہ اور معرفت تنزیہ کے متعلق صراحت سے بیان کرو؟	211
8	معرفتِ تنزیہ الٰہی کے متعلق عارفین کے مختلف نظریات کیا ہیں؟	213
9	صراحت کے ساتھ بیان کرو کہ شہود و معرفتِ حق بالذّات اور بلا واسطہ صرف اور صرف حضور خاتم النبین محمد صلّی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص ہے؟	213
10	کیا ’’قلب‘‘ جسم کے لئے مرکزِ حیات ہے؟ اور صوفیہ کرام کے پاس قلبِ مومن کے کتنے اقسام مانے جاتے ہیں؟	214
11	قلبِ عارف کی وسعت اور تجلیات الٰہی کی سمائی کے متعلق واضح گفتگو کرو؟	215
12	اربابِ تحقیق کے مطابق مسئلہ معرفت کی تحقیق کے بارے میں گفتگو کرو؟	216
13	معرفتِ الٰہی کے متعلق ارشاداتِ ارباب تحقیق بیان کرو؟	216
14	خوف اور خشیہ الٰہی سے مراد کیا ہے؟	223
15	’’خوف‘‘ کی کونسی دو قسمیں ہیں واضح بیان کرو؟	224

16	باتمکین خائفینِ الٰہی کی کھلی اور مبین علامتیں کونسی ہیں جو اُن سے ظاہر ہوتی ہیں؟	225
17	مومن کو خوفِ الٰہی کب اور خشیۃ اللہ کن حالات میں اختیار کرنا چاہئے؟	225
18	خوف وخشیت الٰہی کے متعلق ارشاداتِ ارباب تحقیق بیان کرو؟	226
19	فقر اور فقیر کی تعریف بیان کرو؟	230
20	حقیقتِ فقر کے تعلق سے محققینِ اہلِ طریقت کیا صراحت فرماتے ہیں؟	230
21	فقر اور فقیر کے متعلق ارشاداتِ اربابِ تحقیق بیان کرو؟	231
	8۔صفتِ عشق (Devotion (Deep-Love) An Attribute)	236
1	عشق کی نسبت سے حضرات صوفیہ، علماء، حکماء کے نظریات بیان کرو؟	236
2	اگر ''عشق'' نہایتِ محبت کا نام ہے تو پھر ''محبت'' کن مدارج کو طئے کر کے ''عشق'' پر منتہی (بالآخر متبدل) ہوتی ہے؟	237
3	عشق ومحبت کی امانت (ذمہ داری) صرف انسان ہی کے حق میں ثابت ہوئی۔اس پر گفتگو کرو؟	239
4	عشق کے اقسام یعنی عشق حقیقی اور عشق مجازی کے متعلق واضح بیان کرو؟	241
5	عشق الٰہی کے متعلق ارشاداتِ ارباب تحقیق بیان کرو؟	244
6	عشق کی اہمیت اور مرتبہ کے متعلق احادیث نبوی ﷺ اور قرآنی آیات بیان کرو؟	247
7	اربابِ طریقت کے مطابق ''شوق'' سے کیا مراد ہے؟ اور ''شوق'' بلحاظِ محبت کتنے نواع پر منقسم ہے؟	251
8	صوفیہ کرام کے الفاظ میں عشق ومحبت کس چیز کا نام ہے؟	252
9	عشق ومحبت کے متعلق ارشادات ارباب تحقیق بیان کرو؟	253
10	''شہود'' اور ''شاہد'' کی تعریف بیان کرو؟	256
11	اربابِ محقیق کے لحاظ سے اہلِ شہود کے کتنے گروہ ہیں؟	256
12	غیبت کے اقسام اوران کی تعریف بیان کرو؟	256
13	مشاہدہ، شہود اور شاہد کے متعلق ارشادات ارباب وتحقیق بیان کرو؟	257
14	کیا عبادت معرفتِ حق کا نام نہیں ہے؟ اور کیا معرفتِ کا ثمرہ ہی فنا اور بقاء؟	263
15	فناء اور بقاء سے مراد کیا ہے؟	263
16	توحید، فنا اور تجلی الٰہی کی تعریف بیان کرو؟	264
17	فنائے افعال، فنائے صفات اور فنائے ذات سے مراد کیا ہے؟	264
18	فناءبقاء کی نسبت ارباب طریقت کے اختلافات کیا ہیں اور اسکی وجہ کیا ہے؟	265

19	فنائے ظاہری اور فنائے باطنی سے مراد کیا ہیں واضح بیان کرو؟	267
20	فنا و بقاء کے متعلق ارشاداتِ اربابِ تحقیق بیان کرو؟	268

فہرست مضامین

توحید و معارف (MONOTHEISM & GNOSES)

(حصہ اول تا چہارم)

			صفحہ نمبر
	اوصافِ محمودہ		
	عرضِ ناشر		3
	فہرست		6
	دیباچہ		9
	پیش لفظ		11
	سوال تیرے نہیں کوئی میرا		6
	حصہ اول Part - I		21
	دل میرا اس چاند سے چہرہ پہ شیدہ ہو گیا		16
	مقدمہ	Preface	17
	توبہ (باب دوم)		20
-1	صفتِ توبہ	Penitence, An Attribute	23
	بزرگوں کی صحبت بڑی چیز ہے		28
-1.1	صحبتِ صالحین	The Company of Righteous	29
-1.2	پیر معنوی	Real Shaik	32
-1.3	ارادتِ پیر کامل	Promigiance & Devotion of Shaik	35
-2	صفتِ آداب	Etiquette, An Attribute	41
-2.1	آدابِ شیخ	Respect of Shaik	45
-2.2	اوراد و ادعیہ	The Salutions & Supplications	48
	فضل واحسانِ خدا تو ابھی دیکھا کیا ہے		57
-2.3	حرص وطمع	Greed and Avarice	58
-2.4	خود بینی وشہرت پسندی	Self conceit & Egoshness	62

Part - II حصہ دوم

66		مجھ پہ کتنا کرم ہوگیا	
67	Absceticism, an Attribute	صفتِ زہد	-3
74	Convocation & Reciters	ذکروذاکرین	-3.1
80	Contentment	قناعت	-3.2
83	Trust in Allah	توکل	-3.3
89	Patience	صبر	-3.4
98		اُسکی توفیقِ شکر ہے احسان	
95	Gratefulness	شُکر	-3.5
99		تصوف	
100	Obligacellence an Attribute (Perception)	صفتِ تصوف (احسان)	-4
119	Carnal-Self Control	مخالفتِ نفس	-4.1
118	Morale Courage	ہمت	-4.2
121	Solitude and Lonliness	خلوت وعزلت	-4.3
125	Quietness (Silence)	خاموشی	-4.4
129	Emty stomach (Less appetite)	گرسنگی (بھوک)	-4.5
135	(Part III) حصہ سوم		
136		صدق	
137	(Veracity, An Attribute)	صفتِ صدق	
142		یقین	5
143	Belief	یقین	5.1
148	Modesty	حیا	5.2
151	Moral Ethics	خُلق	5.3
153	Politeness	تواضع	5.4
157		اخلاص	
158	Sincerity	خلوص	5.5
163		رضا	
164	Acceptance	رضا	5.6
169		محبت	
170	Love An Attribute	صفتِ محبت	6

180		تضرع	
181	Humility (or Sheding Tears)	تضرع	6.1
184	Waking All Night in Worship	بیداری	6.2
186		سماع	
187	Audition	سماع	6.3
194		وجد	
195	Estacy or Rapture	وجد	6.4
201	(Part IV) حصہ چہارم		
202		مناجات	
203		توحید	
203	Monothiesm an Attribute	صفتِ توحید	7
211		معرفت	
211	Gnosis or Recognization	معرفت (پہچان)	7.1
223	Fear (Aws)	خوف (خشیہ)	7.2
	Sprindicance	فقر (خاکساری)	7.3
236		عشق	
236	Devotion (Deep-Love) An Attribute)	صفتِ عشق	8
247		احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم	
250		شوق	
251	Avidity (Solicitation)	شوق (طلب)	8.1
255		مشاہدہ	
256	Observation	مشاہدہ	8.2
262	Extinction	فنا	
263	Extinction & Endurence	فنا وبقا	8.3
272		نعتِ خیر الانام صلی اللہ علیہ والہ وسلم	

1۔ دیباچہ (Introduction)

الشیخ خواجہ ابوالخیر میر مومن علی شاہ قادری چشتی رحمۃ اللہ علیہ

2/ مئی (1919) تا 24/جون (1972)

پدر ماجد سیدی ومرشدی ڈاکٹر خواجہ ابوالخیر میر مؤمن علی شاہ قادری چشتی کا شمار حیدرآباد کے سادات گھرانے کے نامور صالحین واقطابِ زمانہ میں ہوتا ہے۔حضرت قبلہؒ اپنے جد اعلیٰ حضرت محبوب سُبحانی غوثِ الاعظم الشیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے شیدائی ونور نظر ہیں۔آپؒ کی پوری زندگی بہترین اخلاق وکردار صبر وشکر الٰہی کا نمونہ رہی ۔آپؒ کو ربُّ العزت حق سبحانہ تعالیٰ نے قلب سلیم اور چشم بینا سے سرفراز فرمایا۔

بے شمار مریدیں معتقدین آپؒ کی تعلیم وتربیت اور صحبتِ بابرکت سے فہمِ صحیح اور تزکیہ نفس سے آراستہ ہوتے رہے۔ مجھ کمتر پر بھی آپؒ کی خصوصی کرم نوازیاں ہیں۔اُسی سلسلہ تعلیم کو عام فہم انداز میں قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی ضرورت کے پیش نظر مجھ فقیر حقیر نے یہ درسی کُتب کی ترتیب واِشاعت کے اہم کام کی شروعات کی ہے اور بفضل تعالیٰ دینیاتی اوراخلاقی نظریہ فکر کی تکمیل میں کُتب عرفانی شائع کئے جارہے ہیں جونہایت عام فہم ہیں۔ بلکہ حسب ضرورت انگریزی الفاظ کا بھی استعمال کیا گیا ہے تاکہ قارئین کوسمجھنے میں آسانی ہو۔

گوکہ یہ کام انتہائی مشکل ہےلیکن میرے والدین کے منشاء کی تکمیل ہے۔ میں اس کتاب (کشکول قادریہ) کو جو ''اسلامی تصوف والاحسان'' کے طور پر ترتیب دی گئی ہے میرے پدر ماجد عالی مقام سیدی حضرت خواجہ ابوالخیر میر مومن علی شاہ قادریؒ کی نذر کرتا ہوں۔اور اِسے اُنکی نظر کرم کا صلہ تصور کرتا ہوں۔ چنانچہ جوکتب طبع ہوچکے ہیں ان میں

[1] بنیادی نصاب دینیات واخلاقیات (سوال وجواب پرمبنی) چار علیحدہ حصوں میں بچوں کیلئے۔

[اول] توحیدورسالت [دوم و سوم] دینیات واخلاقیات

[چہارم] ارکان دین

[2] آسان تجوید [3] صراطِ مستقیم یعنی راہِ سلوک

[4] کشکول قادریہ باب اول الاحسان والتصوف باب دوم توحیدومعارف

اور جوکتب زیرطباعت ہیں ان میں قابلِ ذکر [1] مراءتِ معراج المبارک [2] غزواتِ نبوی ﷺ

[3] فضائلِ رمضان المبارک [4] طریقہ و مسائلِ حج و عمرہ

[5] نقشِ قدم رسول ﷺ (مفسرین، ائمہ حدیث و فقہ، فن حدیث و فقہ کے متعلق) ہیں۔

مزید ٹیلی ایجوکیشن کے مدِ نظر تفسیر قرآن مجید کے آڈیو سی ڈیز اور کیسٹ خود میری اپنی آواز میں تیار ہو رہے ہیں تاکہ قرآن فہمی کو خصوصاً طلباء و طالبات میں عام کیا جاسکے۔ بفضلِ تعالیٰ یہ بہت مقبول ہو رہے ہیں۔

آخر میں اللہ سبحانہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور میرے مرشدین کامل کے وسیلہ و طفیل میں میری سعی کو اپنی مقبولیت سے سرفراز فرمائے اور میری جانی انجانی کوتاہیوں کو معاف فرمائے۔ اور ملت اسلامیہ کے نونہالوں (طلباء و طالبات) کو اِن کتب سے استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

خادم

الفقیر سید محی الدین میر لطیف اللہ شاہ قادری، قادری

ربیع الاول 1428 ھ، اپریل 2007 ء

سوا تیرے نہیں ہے کوئی میرا

کرم کر مجھ پہ مولیٰ تو کرم کر — تیرا ادنیٰ ہوں بندہ تو کرم کر
درِ اقدس کا تیرے میں گدا ہوں — سگِ در ہوں میں تیرا تو کرم کر
پڑا رہنے دے اپنے در پہ مجھ کو — تیرا ہی ہے وسیلہ تو کرم کر
زبوں حالی کروں میں کس پہ ظاہر — ہے دانا بینا آقا تو کرم کر
وصالِ یار ہوجائے تو بس ہے — یہ ہے میری تمنا تو کرم کر
سوا تیرے نہیں ہے کوئی میرا — طلب تجھ سے ہوں کرتا تو کرم کر
بُرا ہوں یا بھلا ہوں میں ہوں تیرا — میری اب لاج رکھنا تو کرم کر
کہیں بند مٹھی میری کھل نہ جائے — تو رکھ لے میرا پردہ تو کرم کر
حقیقت میری ہے بس تیری ہستی — تیرا ہی ہوں میں جلوہ تو کرم کر
کسی قابل نہیں ہوں رکھ لے عزت — میں کہلاتا ہوں تیرا تو کرم کر

وجودی پیر! اب خالدؔ کو اپنے
دے صدقہ شمس دیں کا تو کرم کر

(مرشدی حضرت خواجہ ابوالفیض شاہ محمد خالد وجودی القادری رحمۃ اللہ علیہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ۔ (Foreword)

وَالَّذِیۡنَ جَاهَدُوۡا فِیۡنَا لَنَهۡدِیَنَّهُمۡ سُبُلَنَا ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ۔ (سورۃ عنکبوت آیت 69)

ترجمہ: جو ہمارے واسطے جہاد (نفس) کرتے ہیں تو ان کو بے شک ہم ضرور اپنے ملنے کی راہ دکھا دیتے ہیں۔
اور بے شک اللہ تعالیٰ محسنین کے ساتھ ہے۔

کسی مذہب یا مسلک کے روحانی مضامین پر گفتگو کرنا، انہیں ذی صفات حضرات کا مخصوص منصب ہے جو اُس طریق کے اصول وفروع (Rules and Regulation) سے کما حقہ واقف بلکہ دیگر علوم وفنون سے بھی باخبر ہوں، نہ کہ ایسا ہو جس کی محدود تعلیم اور نا تمام واقفیت ہو۔ لیکن اس عدم اہلیت ونقصانِ واقفیت کے باوجود اُس اللہ ربّ عزت عالم علم مَا کَانَ وَمَا یَکُوۡنُ (اس جیسا تھا نہ ہوگا) کا بڑا احسان ہے، اوائل عمر سے مجھ کو اِن کتب کے مطالعہ کا شوق رہا۔ اس غیر معمولی شوق کا بظاہر سبب یہ تھا کہ ان لوگوں کے ظلّ عاطفیت (زیر سایہ وسر پرستی) میں میری نشو ونما ہوئی جن کو علم دنیوی وعلم لدنی کے عالی معیار پر بفضل تعالیٰ دست رس تھا اور جن کو درس وتدریس سے خاص دلچسپی رہی

جمالِ ہم نشیں درمن اثر کرد   وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم   (سعدیؒ)

ترجمہ   محبت کا جمال مجھ میں یہ اثر کیا ہے   ورنہ میں وہی مٹی کی مٹی ہی رہتا

پھر خوبی قسمت سے بعض مقدس وخدارسیدہ صاحب حکمت ومعرفتِ الٰہی حضرات کی خدمت میں بھی حاضر باشی، ارادت و مودت کا شرف حاصل رہا۔ چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ اگر ارادت ومودت (Love and Devotion) سے قلب معمور ہے تو ان برگزیدہ ہستیوں کی اُس باطنی محبت سے بھی انسان کامیاب اور فائز المرام ہو جاتا ہے۔

اُن باوصف وبرگزیدہ حضرات میں قابل ذکر میرے والدین ومرشدین باصفاء ہیں؛ جن کی عظمت وجلالت کا گہرا اثر میرے دل پر پڑا اور اُن کی توجہ خاص اور فیضان سے اکتساب علم ومعرفت کے لطیف ودقیق گرہ کھلنے لگے اور درحقیقت یہی توغّل وانہماک اس رسالہ کی تالیف کا حقیقی سبب ہوا۔ ورنہ تصوف جیسے اعلیٰ اور روحانی فن میں قلم اٹھانے کی جسارت ہرگز نہ کرتا۔

اس تالیف کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ تفحیص وتجسس (Research&Curiosity) کے بعد جب یہ ثابت ہوا کہ تسکین قلب اور طمانیت خاطر کیلئے اگر کوئی بہترین ومجرّب (Spesific) نسخہ ہے؛ تو وہ حضرات صوفیہ کرام کے حقائق ومعارف ووثائق ولطائف اور انکے عجیب تر عادات وواقعات کا مطالعہ ہے، جیسا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد قرآن حکیم وَکُلًّا نَّقُصُّ عَلَیۡکَ مِنۡ اَنۡۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَکَ (ھود۔120)۔ (ترجمہ) اے حبیب [ﷺ] قصص انبیا کا سبق اس واسطے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کا قلب اُن سے ثبات حاصل کرے۔

لہذا یہ امر غور طلب ہے کہ باوجود محبوب کبریا خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس جامع فضل وکمال ہے اُن انبیاء کرام کے حالات وواقعات کی سماعت کا یہ اثر ہے کہ آپ کے قلب مطہر کیلئے وجہ تسکین اور باعث اطمینان نصِ صریح (قرآن) سے ثابت ہو۔ جبکہ یہاں صورتِ حال اُس کے برعکس ہیکہ صوفیہ کا باعظمت گروہ جن میں ہر ایک قائم مقام وحقیقی وارث انبیاء علیہم السلام کا بمصداق

حدیث شریف عُلَمَاءُ اُمَّتِی کَاَنۡبِیَاءِ بَنِیۡ اِسۡرَائِیۡلَ. (میری امت کے عالم مثل انبیاء بنی اسرائیل کے ہیں) اُن برگزیدہ حضرات کے مُقتدر اور متبرک حالات وواقعات کا مطالعہ ہم مضطربانِ وادیِ طلب کے واسطے ضروری بلکہ یقینی باعث ہدایت اور سبب طمانیت ہوسکتا ہے۔
اس رسالہ کی تالیف کی وجہ یہ بھی ہوئی کہ ہمارے آقائے نامدار سید المرسلین حبیب ربّ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا صحیح فرمودہ (ارشاد عالی) ہے کہ اَلۡمَرۡءُ مَعَ مَنۡ اَحَبَّ یعنی ''جس سے محبت ہوگی وہ اُسی کے ساتھ ہوگیا''۔ حبّ صادق ومحبتِ واثق (True&Reliable Love) کی دلیل میں بطور کلیہ (Formola) کے ارشاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوا ہے کہ ''مَنۡ اَحَبَّ شَیۡأً اَکۡثَرَ ذِکۡرَہٗ یعنی جس کو جس سے محبت ہے وہ اُسی کا زیادہ ذکر کرتا ہے''۔ پس یہ خیال جاں گزیں ہوا کہ اگر اولیاء باعظمت کی خدمتِ بابرکت میں سچی عقیدت اور ارادت ہو تو ضرور اُن کے عادات وہدایات کا ذکر کریں اور بافضال الٰہی انشاء اللہ یہ ہمارا ذکر کرنا اَلۡمَرۡءُ مَعَ اَحَبَّ کا مصداق ہوگا۔
اَحِبُّ الصَّالِحِینَ وَ لَسۡتَ مِنۡھُمۡ　　لَعَلَّ اللہُ یَرۡزُقُنِیۡ صَلَاحاً　　(ترجمہ): میں صالحین کی محبت میں رہتا ہوں لیکن اُن سے نہیں ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ مجھے صالح ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔
الحمدللہ ہم غلامانِ صوفیۂ کرام کو یقین کامل ہے کہ اولیائے عظام کے وجود باوجود سے کوئی زمانہ خالی تھا نہ ہوگا۔ اور ہمیشہ اُن کی ذاتِ ذی صفات سے فیوض وبرکات کے چشمے جاری رہے اور رہیں گے۔ بلکہ بعض بزرگانِ دین نے باصراحت فرمایا ہے کہ منجانب اللہ تعالیٰ تین سو اخیار، چالیس ابدال، سات ابرار، چار اوتاد، تین نقبا اور ایک قطب (غوث) کے ساتھ نظامِ خلق اور مخلوق کی ہدایت کیلئے ہمیشہ دنیا میں موجود رہتے ہیں۔
چنانچہ **امام شعرانی** علیہ الرحمۃ مقدمہ ''طبقات الکبریٰ'' میں لکھتے ہیں کہ وہ شخص گویا اُن اولیا کا زمانہ پاتا ہے اور اُنکا کلام سنتا ہے جو اُن کے تذکروں کا مطالعہ کرتا ہے، کیونکہ 'بُعدِ زماں ومکانِ صوری' منافی محبت وحضوری نہیں ہے''۔

مصاحبت　　چہ　　ضرور است　　آشنائی

(یعنی زمانہ اور مقام کی دوری محبت وحضوری میں مانع نہیں ہوتی)۔

بقول مولانا جلال الدین رومیؒ۔

ایک　زمانہ　صحبتِ　با اولیاء　بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

ترجمہ: (اللہ والوں کی صحبت کا ایک گھنٹہ　　بے ریا سو سال کی ریاضت سے بہتر ہے)

علی ہذا حضرات صوفیہ کرام کے محمود اور مستحسن واقعات اور اُن برگزیدہ ہستیوں کے ملفوظات (Sayings) کلام اللہ کی صحیح تفسیر اور احادیثِ آنحضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکمل ترجمہ ہونے کی وجہ روحانیت وحقانیت سے بھری اور تعصب ونفسانیت سے قطعاً معرّا (پاک) ہوتے ہیں۔

گفتۂ　او　گفتۂ　اللہ　بود　　گرچہ　از　حلقوم　عبداللہ　بود

ترجمہ: (اُس کا کہنا اللہ تعالیٰ کا کہنا ہے　　اگرچہ وہ خدا کے بندے کی زبان سے ہو)۔

لہٰذا مجھ بے بضاعت (کسی لائق نہیں) کو بھی حوصلہ ہوا کہ ان بے بہا موتیوں کی مزید لڑی اور ان معطّر اور خوش رنگ پھولوں کا جدید گلدستہ اگر مفید طرز اور مخصوص عنوان سے تیار ہوجائے تو صوفیہ جلیل القدر اور اولیاء کبیر الشان کے تذکروں میں اُردو کے ایک

چھوٹے رسالہ کا اضافہ ہوجائے اور اس ناچیز کی خدمت سے اس جدید (Modern) زمانے میں اہل طالبانِ حق ، نوجوان ذی فہم طلباء کیلئے ایک تازہ خوانِ نعمت مل جائے اور وادی سلوک میں اُن کی طلب پختہ اور ہمت قوی ہو جائے ۔ ساتھ ساتھ مجھ حقیر خادم کیلئے بھی فخر ومباہات کے واسطے کافی ہو جائے ۔ ان شآء اللہ العظیم۔

واضح ہو کہ جو لوگ اپنی کوتاہ نظری اور قلّتِ وسائل واقفیت کے باعث غیر مانوس رَوِش کے فقراء کو دیکھ کر خدا رسیدہ اور برگزیدہ ہستیوں کے انوارِ ولایت و آثارِ ہدایت سے بھی چشم پوشی کرتے ہیں، انہیں چاہیئے کہ اُن بزرگوں کے محمود و مستحسن اخلاق واحوال سے واقف ہو کر ایسی بدگمانی سے احتراز کریں جس کا نتیجہ اُن کیلئے نقصان رساں ہوتا ہے۔

اَوْلِیَـاءِیْ تَـحْـتَ قَبَـائِـی لَا یَعرِفُهُمْ غَیْرِیْ ۔ (حدیث) (ترجمہ) میرے اولیاء (دوست) میری قباء کے نیچے ہیں۔ سوا میرے اُن کو کوئی نہیں پہچانتا۔ یہی حال اَولیاءِ عُظام کا ہے کہ ہر چند وہ حضرات بھی ہمارے مثل بنی آدم ہوتے ہیں اور ہمارے ساتھ رہتے ہیں لیکن ہمارے اور اُن کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے۔ یہ اس لئے کہ ہماری بصیرت (دل) کی آنکھوں پر غفلت کا وہ سنگین حجاب (پردہ) پڑا ہے کہ ہم اُن کے مَرتبت وولایت اور منزلت ورفعت سے بالکل بے خبر اور ارشاداتِ حقانیہ ونفحات روحانیہ کے تصرفات واثرات سے قطعی ناواقف رہتے ہیں۔

ماسوا اُس کثیر تعداد کے، وہ اہل خفاء اولیاء کہ جن کے آثار ولایت' بصورت اسرار اس قدر مخفی اور مستتر (چھپے) ہوتے ہیں کہ اُن قدسی صفات بندوں کے احوال سے اُن کے ہم مرتبہ معاصرین (ہمعصر) (Contemporaries) کو بھی قطعاً واقفیت نہیں ہوتی، اولیاء کرام کی وہ عزیز ہستیاں جو صاحبِ حجّت وبرہان ہیں اور جن کی ولایت کے ساتھ، توحید ربّ العزت کی خدمت نشر واشاعت بھی وابستہ ہے اور وہ خلق کی ہدایت کیلئے معمور ہیں اور جن کے فیضانِ باطنی اور تصرّفات معنوی سے طالبین راہِ حق مستفیض ہوئے، اُن کے نامِ نامی کتبِ سیر وتاریخ میں بکثرت مَسطور ہیں۔ بس جس طرح اربابِ حقائق و معارف (صوفیہ کرام) کے ہر طریق میں بلحاظ تقرّب و اختصاص (ہمت) اور بہ اعتبارِ حال وواردات (باطنی کیفیت) اور بجہت مشربی (مسلک)، شروط و قیود، عادات وخیالات جدا ہوتے' ہیں اِسی عنوان سے ہر فریق (Individual) کے ہدایات وارشادات میں بظاہر تفاوت (فرق) اور قدرے اختلاف ہوتا ہے گو درحقیقت نتیجہ سب کا ایک اور مقصود واحد ہوتا ہے۔

الغرض رسالہ ہذا کی تالیف میں بالآخر یہ تصفیہ کیا گیا کہ حضرات عارفین کے مقدس حالات کا اگر فراہم کرنا محالات سے ہے تو اس قدر میرے فخر ومباہات (Pride of Glory) کیلئے کافی ہوگا کہ سرِ دست صوفیہ باصفا کے چیدہ چیدہ ارشادات ہی مجتمع (جمع) کئے جائیں تو بھی موضوع (Topic) کے اعتبار سے اہل طریقت کے مشارب ومذاقِ سالک واخلاق کا آئینہ اور اُن کیلئے مفاد (فائدہ) کے حاصل کرنے کا ذریعہ ہوسکتا ہے۔ چنانچہ جن مُستند کتب کے اِرشادات مخصوص عارفین کے نام نامی کے ساتھ منسوب (Attribute) ہوں اور جن کی دلالت اور مرتبت کا اقرار حضرات محققین نے اپنی تصانیف میں کیا ہو، اس رسالہ میں شامل کئے گئے ہیں۔ وہ کُتب حسبِ ذیل ہیں۔

1- '' **طبقات الکبریٰ** '' مصر کے مشہور مصنف اور محدث اور فقیہ وامام ابوالمواہب عبدالوہاب بن محمد شعرانی علیہ الرحمۃ کی تصنیف ہے جس میں محدثانہ تحقیق وتدقیق کے بعد تقریباً چار سو نفوس (بزرگانِ دین) کے حالات وارشادات قلمبند کئے گئے ہیں۔ جن میں طبقہ انصار ومہاجرین کے علاوہ تابعین اور تبع تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نام نامی شامل ہیں۔ جیسا کہ حدیث

شریف میں ہے۔ خَیرُ الْقُرُوْنِ قَرنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ (فرمایا نبی کریم ﷺ نے سب زمانوں میں بہتر میرا زمانہ ہے۔ اُس کے بعد اُن کا زمانہ اچھا ہے جو میرے زمانے سے ملے ہوئے ہیں اس کے بعد جو اُس سے ملے ہوئے ہیں)۔

2۔ "**تذکرۃ الاولیاء**" : تصنیف حضرت شیخ فرید الدین عطّار نور اللہ مرقدہ

3۔ "**عوارف المعارف**": تصنیف امام العارفین سراج السالکین حضرت شیخ شہاب الدین عمر بن محمد سہروردی علیہ الرحمۃ۔ جو مشرب صوفیہ کی مستقل فقہ اور مستند فتاوی کا حکم رکھتی ہے۔

4۔ "**احیاء العلوم**" : تصنیف حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ، ایک لاجواب کتاب جو عارفین و صوفیۂ کرام کے ہر مسئلہ میں بکمال مباہات واستدلال کی جامع ہے۔

5۔ "**کشف المحجوب**": تصنیف مخدوم الہند حضرت سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش بن مخدوم سید عثمان جلالی رحمۃ اللہ علیہ۔ جس کو مقتدر محققین اور ممتاز عارفین جامع و معتبر سمجھتے ہیں اور ارباب طریقت کا اس پر عمل درآمد ہے۔

6۔ "**نفحات الانس**" : تصنیف مولانا عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمۃ

7۔ "**غنیۃ الطالبین**" : تصنیف محبوب ربانی حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ

8۔ "**حکمت اسلامیہ**"   9۔ "**المعارف**"   10۔ "**مکاتب عرفان**"

11۔ "**نظام العمل فقراء**"

(نمبر 8 تا 11 تصانیف مرشدی ومولائی بحر العلوم مولانا محمد عبدالقدیر صدیقی حسرتؔ علیہ الرحمۃ)

اس رسالہ کے باب میں حصہ اول تا چہارم "الاحسان والتصوف" کی جدید ترتیب سے استفادہ حاصل کرنے کے بعد اِس باب دوم "توحید و معارف" کے حصہ اول تا چہارم میں قارئین کیلئے اخلاقِ صوفیہ کے جملہ (42) بیالیس اوصاف کو جمع کیا گیا ہے اور اُن اوصافِ صوفیہ کے متعلق حضرات عارفین کے ارشاداتِ قدسیہ کو غور وخوص سے مطالعہ فرمائیں۔ "توحید و معارف" کی اِس جدید ترتیب اور خاص انداز سے قارئین معتبران کو بہ سہولت اِستفادہ ہوگا اور اُمید ہے کہ مجھ ناچیز و حقیر کی بے ربط اور پریشان تحریر ہونے کے باوجود قارئین کے شوقِ مطالعہ میں کوئی کمی واقع نہ ہوگی۔

ساتھ ہی یہ بھی عرض کردوں گا کہ اس مجموعہ کی ترتیب یا تصریح (Elucidation) میں کوئی کوتاہی یا سہو (غلطی) پائیں تو قارئین براہ کرم زیور تصحیح سے مزیّن فرمائیں، اِس خادم کے حق میں دعائے خیر فرمائیں اور اللہ ربّ العزت سے بعجز وانکسار دعا طلب ہوں کہ اپنے فضل و کرم سے اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے طفیل میری اس حقیر سعی (کوشش) کو مقبولیت سے سرفراز فرمائے۔ آمین

خادم الفقرا

سید محی الدین میر لطیف اللہ شاہ قادری، قادریؔ

MS.(ece),MIETE

فرزند و جانشین ڈاکٹر حضرت خواجہ ابوالخیر میر مومن علی شاہ قادریؒ

”کشکول قادریہ“

(QUADRI'S HANDBOOK)

باب دوم

(SECOND VOLUME)

توحیدومعارف

(MONOTHESIM & GENOSIS)

حصہ اول

PART I

دل میرا اس چاند سے چہرے پہ شیدا ہو گیا

سر میں پیدا احمدِ مرسل کا سودا ہو گیا
دل میرا اس چاند سے چہرے پہ شیدا ہو گیا

نورِ احمد مصطفیٰ ﷺ ہر اک کا جلوہ ہو گیا
دونوں عالم میں اُجالا ہی اجالا ہو گیا

نورِ احمد مصطفیٰ ﷺ آنکھوں میں پیدا ہو گیا
اب حریمِ دل ہمارا گھر خدا کا ہو گیا

سرفدا ان کے قدومِ پاک پر جب کر دیا
دل میرا مسکن حبیبِ کبریا کا ہو گیا

آتشِ عشقِ محمد ﷺ نے لگا دی آگ یوں
دل تو کیا سرتا پہ خود میں جل کے سرمہ ہو گیا

خواجۂ کونین کا میں بندۂ ادنیٰ بنا
فضل یہ مجھ پر ہوا قطرہ سے دریا ہو گیا

کیا بتاؤں حالِ دل جب دل نہیں باقی رہا
محوِ دیدِ یار ہو کر خود تماشہ ہو گیا

آپ کی چشمِ کرم سے خواجۂ بیکس نواز
خالدِؔ ادنیٰ سگِ در کیا سے وہ کیا ہو گیا

حضرت خالد وجودیؒ

مقدمہ (PREFACE)

ایمان اور عمل : خدا ثواب وعذاب دینے والا ہے۔عقیدہ سب ہی کا ہے مگر ایک شخص عقیدہ میں پکار ہتا ہے لیکن عمل میں ہیٹا (پیچھے)۔

دیکھو اسلام میں بعض باتیں اعتقادی ہیں۔بعض اعمالی ہیں۔مسلمان اعتقاد تو رکھتے ہیں اعمال میں بیٹھے (پیچھے) ہوگئے ہیں۔غیر (مسلم) اعمال میں اچھے ہیں (محنت کرتے ہیں) اعمال چونکہ عالمِ خارجی کی چیز ہے اس لئے اعمال میں اچھے لوگ عالم خارجی (دنیا) میں کامیاب ہورہے ہیں اور اعتقاد چونکہ باطنی چیز ہے اور وہاں (باطن میں) تو خیر مسلمان کامیاب رہیں گے ہی۔

[1] **ایمان** : ایمان بڑی چیز ہے۔محمدﷺ کی تعلیم کا نام ایمان ہے۔اس کے مقابل کسی چیز کی اہمیت نہیں۔ہمکو ''ایمان'' ملا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے۔انکی اطاعت ومحبت کو نہیں چھوڑنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں ہم اُن کے غلام ہیں۔ چنانچہ مجھے جو بات سمجھ میں آئی اسے سمجھا اور سمجھا بھی یہ کہ جو بات سمجھ میں آئی اس کے علاوہ بھی مرادِالٰہی ہے تو اس پر بھی ایمان رکھتا ہوں اٰمَنْتُ بِمُرَادِاللّٰہ مگر مجھے یقین ہے شک نہیں۔اس چیز پر جو متواتر سے ثابت نہ ہو میں حکم نہ لگاؤں جبتک کہ دلیلِ قطعی ونص سے ثابت نہ ہو۔

[2] **بزرگی کا معیار**: یہ ہے کہ اگر اس کے دل کو سب کے سامنے نمایاں کریں تو وہ کسی سے شرمندہ نہ ہو۔بزرگ کے انتخاب میں ہم کو دیکھنا چاہئے کہ وہ شخص کسی کو تکلیف نہیں دیتا۔کسی کو نقصان نہیں پہنچاتا۔اپنے فرائض پوری طرح ادا کرتا ہے۔اس کی محبت میں خطرات بند ہوجاتے ہیں اور اللہ یاد آتا ہے۔

[3] **تمثیل دوام حضور** : بیوی کو خاوند کا دوامِ حضور ہے یعنی سب ذمہ داریوں کو یہ سمجھ کر پورا کرتی ہے کہ ''میں خاوند کی بیوی ہوں اور اسلئے مجھ پر اس کی ذمہ داری قائم ہے'' گویا ہمیشہ یہ خیال کہ ''میاں سے اس کو کیا نسبت ہے'' اسے قائم رہتا ہے۔گویا اُسے دوام حضور حاصل ہے اپنے خاوند کا۔اسی طرح اگر بندہ کو بھی ہر وقت (ہر کام کرتے وقت) اپنے ربّ سے اپنی اُس نسبت کا خیال قائم رہے تو اُسے اللہ کا دوام حضور حاصل ہوجاتا ہے۔دیکھو: اذکار و افکار ثواب کی نیت سے نہیں کرنا چاہئے۔بیوی اپنے فرائض کبھی یہ سمجھ کر نہیں انجام دیتی کہ میاں اس کا معاوضہ دیگا۔واضح ہو کہ صوفی وہی ہے جسے اللہ کی نسبت (Connection) کا ہمیشہ خیال رہے یعنی بالعرض (بندوں) سے معاملات کے وقت بھی بالذات (خدا) کو نہ بھولے۔

[4] **علم و معرفت** : کُلّی چیز کا جاننا 'علم' ہے۔اور اسکے تشخصات (تفصیل) کے ساتھ پہچاننا ''معرفت'' ہے۔ایک اور فرق بھی ہے۔''علم'' سے پہلے ''جہل'' ہونا ضروری نہیں جیسے علم اللہ (اللہ نے جان لیا یا اللہ کو علم ہوگیا) اس کا

مطلب یہ نہیں کہ ''علم'' نہیں تھا، اب ہوگیا۔ ''جہل'' اللہ کیلئے محال (ناممکن) ہے۔ مگر ''معرفت'' میں پہلے وہ چیز جانتے ہیں جسے نہیں جانتے تھے۔

[5] **الھام**: خدا ہر ایک کا رب ہے۔ ہر ایک کے دل میں ہدایت ڈالتا ہے یعنی ہر شخص پر خدا کی طرف سے الہام (Inspiration) آتا ہے خواہ وہ مسلم ہو کہ غیر مسلم۔ نادان ضائع کر دیتا ہے اور سمجھدار اُس سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ یہاں تک کہ جانور کے دل میں بھی ڈالتا ہے۔ الہام کی مثال ایسی ہے جیسے چقماق (Lighter) سے تو چنگاری نکلی بے وقوف ضائع کر دیتا اور سمجھ دار اُس چنگاری کو روئی (Cotton) میں محفوظ کر لیتا ہے۔ اُس آگ سے بہت سے دنیا کے خیر (بھلائی) کے کام لیتا ہے۔

لوگ خیال و خطرات کو فضول (بیکار) سمجھ کر ضائع کر دیتے ہیں۔ نہیں! اُس میں بھی الہام رہتا ہے۔ ایک اور بات کہ دل میں سکون ہو اور یہ سکون کثرتِ ذکر ہی سے پیدا ہوتا ہے تو الہام سمجھ میں آتا ہے، ورنہ واہی تباہی۔ خیالات اور خطرات کا ہجوم ہو تو الہام کی آواز سنائی نہیں دیتی اور ضائع ہو جاتا ہے۔

نبی یا رسول کو جو الہام ہوتا ہے اُسکو اصطلاح میں ''وحی'' (Revelation) کہتے ہیں۔ ''وحی'' سب پر واجبِ تعمیل ہوتی ہے۔

[6] **رضا و تسلیم**: اللہ تعالیٰ سے ناخوش ہوئے تو یہ ''رضا و تسلیم'' کے خلاف ہے۔ لیکن تکلیف سے بیماری سے اور لوگوں کی بدسلوکی سے ناراض ہوئے تو یہ فطری بات ہے ''رضا و تسلیم'' کے خلاف نہیں۔ کھانے پینے اور دوسری تکلیفوں کا احساس کرنا یہ ''نفسِ مطمئنہ'' کے خلاف نہیں۔ اللہ سے تو ناخوش نہیں ہیں۔

[7] **رحمتِ عام**: اللہ تعالیٰ کی رحمتِ عام بہ اعتبار رحمٰن ہونے کے دو قسم کی ہے۔

[1] رحمتِ امتنانی (بے مانگے دینا)۔ [2] رحمت وجوبی (مانگنے اور طلب پر دینا)۔

یہ مانگنا بھی تین طرح کا ہے زبان سے، زبانِ حال سے اور زبانِ فطرت سے، (فطرت کے مطابق)۔ جو مانگے وہ دیتا ہے۔ اس دینے کا پھلاؤ اِتنا ہے کہ چور چوری کرنا چاہے تو اُسکے اسباب دیتا ہے یعنی طلب جائز ہو یا ناجائز پوری ہو جاتی ہے مگر جائز کا اثر و نتیجہ ''ثواب'' اور ناجائز کا اثر و نتیجہ ''عذاب و گرفت'' کی صورت میں نمایاں ہوتا ہے۔ اسلئے جائز اور اللہ رسول کے احکام کے مطابق طلب (زبان سے ہو یا زبانِ حال سے) ہر حال میں خیر اور اچھی چیز ہے۔

[8] **حق تعالیٰ کا جمال باکمال**: اسکے دو اعتبار ہیں۔ [۱] اطلاق [۲] تقئید

[1] **اطلاق**: یہ حقیقتِ جمالِ ذات الٰہی ہے۔ (شان تنزیہ)۔ عارف اِس جمال کا فنا فی اللہ کی حالت میں مشاہدہ کرتا ہے۔

[2] **تقئید**: مظاہر حسیہ و روحانیہ میں اِس جمال کا ظہور یا تجلی (شان تشبیہہ) ہے۔

[9] **غیبِ ہویت** :صوفیہ کی اصطلاح میں مرتبہ احدیت کو کہتے ہیں جس کی یافت (مشاہدہ) حق تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں ہو سکتی۔اسکو غیب الغیب اور منقطع الاشارات یعنی ''کنہ ذاتِ حق'' بھی کہتے ہیں۔

[10] **جِلاء و استجلاء** :حق تعالیٰ کے مراتبِ وجود میں وہ مرتبہ جس میں وہی اپنی ذاتِ مقدس کا کمال ملاخطہ فرماتا ہے،صوفیہ کی اصطلاح میں ''جلاء'' یا ''کمالِ ذاتی'' کہلاتا ہے۔اور جب وہ ذات اپنا ظہور ''مخلوقات'' میں کرتی ہے تو صوفیہ اس کو ''استجلا'' یا کمال اَسمائی کہتے ہیں۔

[1] طلب: طلب کے لغوی معنی ڈھونڈھنے کے ہیں۔صوفیہ کی اصطلاح میں حق تعالیٰ کی تلاش کو ''طلب'' کہتے ہیں۔ راہِ عبدیت وعبودیت سے عام طور سے یہ تلاش کی جاتی ہے۔اس کو ''راہِ سلوک'' بھی کہتے ہیں۔

[2] تجرید : اپنی خودی کو حق تعالیٰ کی خودی میں فنا کر دینا ''تجرید'' ہے۔

[3]تفرید: غیرحق ،مخلوق اور خود اپنے نفس کو نظر سے دور کرنا اور حق کا حق ہی سے مشاہدہ کرنا ''تفرید'' ہے۔

[4]محبت: ''محبت'' مطائعہ جمال کے لئے باطن کا میلان (جھکاؤ) (inclination) ہے۔جمال کا مطلب مرغوب وموافق شئے ہے۔اور ''عشق'' اُسی میلان کی شدّت کا نام ہے۔

[11] **حبّ الله ' حبّ رسول ' حبّ اولیاء الله۔**

[1] صحیح بخاری کی روایت ہے **حضرت انس** ؓفرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص میں یہ تین باتیں ہوں گی وہ حلاوتِ ایمان (ایمان کی مٹھاس) سے لطف اندوز ہوگا۔

[i] اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اُس کو سب سے زیادہ محبوب ہوں،

[ii] اگر کسی سے محبت ہو تو صرف اللہ کیلئے ہو،

[iii] اور کفر پر رجوع ہونے کو اسی طرح ناپسند جانے جس طرح آگ میں ڈالے جانے کو جانتا ہے۔

[2] **حضرت ابو ھریرہ** رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم میں سے کوئی شخص اُس وقت تک مومن نہ ہوگا جب تک کہ میں اُس کو اُس کے ماں باپ،اولاد اور دوسرے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

اِن احادیث کے مطابق حبُّ اللہ ورسول واجب ہے جو شرطِ حلاوت ایمان ہے۔تشریح وخلاصہ احادیث یہ ہے کہ پہلے درجہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اللہ تعالیٰ ہی سے محبت ہے یعنی حبِّ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی عین ''حبّ اللہ'' ہے اور دوسرے درجہ پر اولیاء اللہ،اہلِ بیت اور صالحین ومؤمنین کی محبت اللہ کیلئے ہے

یعنی اُن سے محبت الحبّ لِلّٰہ یا الحبُّ فی اللّٰہ ہے۔ وہ اِسلئے کہ اللہ تعالیٰ اُن سے محبت کرتا ہے اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ (مائدہ۔54) اور تیسرے درجہ پر ''ایمان'' سے محبت ہے۔

چونکہ اطاعت (Obedience) محبت کا لازمی نتیجہ ہے نہ کہ محبت اطاعت کا۔ لہٰذا اطاعت گذاروں (مومنوں) کیلئے محبت کرنے کی ترتیب وترجیح (Order of Preference) حدیثِ شریف میں بیان کی گئی ہے تاکہ اُن کے ایمان میں ''حلاوت'' پیدا ہو اور اطاعت میں ''اخلاص''۔ اس طرح حلاوتِ ایمان کیلئے مومنین کو حبّ اللہ اور اس کے مدارج کی تعلیم دی گئی ہے۔

معلوم ہوا کہ حبّ اولیاء و صالحینِ لِلّٰہ و فی اللّٰہ خود عین حُبِّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور حبّ رسول ﷺ عین حبُّ اللہ ہے۔ یہ اسلئے کہ اولیاء اللہ و صالحین سے محبت سالک کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت میں معاون (مددگار) ہوتی ہے نہ کہ مانع کیوں کہ وہ حبّ رسول ﷺ میں سرشار ہوتے ہیں بلکہ ''فنا'' رہتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد عالی ہے، فرمایا: جو جس سے محبت کرتا ہے وہ اُس کے ساتھ ہوگا (یہاں بھی وہاں بھی)۔ تو پھر اولیاء صالحین وانبیاء کے ساتھ رہنا ہی حزبُ اللہ (اللہ کی جماعت) میں شامل ہونا ہے۔ اور یہی لوگ فلاح اور کامیابی پانے والے ہیں۔ جیسا کہ سورہ مائدہ کی آیت 56 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''اور جو اللہ اور اُس کے رسول اور ایمان داروں (مؤمنین) کو دوست رکھتے ہیں (چاہتے ہیں) وہ حزب اللہ ہیں اور بے شک حزب اللہ ہی غالب ہوگا''۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَ حُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ (ترجمہ: الٰہی ہم کو توفیق دے کہ تجھے بھی چاہیں اور تیرے چاہنے والوں کو بھی چاہیں۔ (تیرے دوستوں کی طرف سے ہمارے دلوں میں میل نہ آنے دے) آمین۔

[12] ایمان، اسلام، احسان (Faith, Islam, Omnipresence)

حدیثِ بخاری شریف میں ہے کہ جبرئیل اعرابی (گاؤں والا) کی شکل میں حاضر ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین سوالات کیئے۔ [i] ایمان کیا ہے؟ [ii] اسلام کیا ہے؟ [iii] احسان کیا ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں جن سات (7) باتوں پر ایمان رکھنے کیلئے فرمایا وہ ''ایمان مفصل'' ہے۔ اسی طرح پانچ ارکانِ اسلام پر پابندی سے عمل کرنے کو ''اسلام'' فرمایا۔ اور ''احسان'' کے متعلق یہ ارشاد ہوا کہ آدمی اِس طرح عبادت کرے کہ گویا وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے اور اگر وہ ایسا نہ کرسکے تو پھر یہ سمجھے کہ اللہ اُس کو ضرور دیکھ رہا ہے۔ جواب میں جبرئیل علیہ السلام نے ہر دفعہ یہ فرمایا کہ آپ ﷺ نے سچ کہا۔ بعد میں آپ ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ یہ جبرئیل تھے اور تم کو تمہارے دین کی تعلیم دینے کی غرض سے تشریف لائے تھے۔

کشکول قادریہ

(QUADRI'S HANDBOOK)

باب   دوم

(SECOND VOLUME)

صفتِ توبہ   و   صفتِ آداب

(Penitence An Attribute & Etiquettes An Attribute)

حصہ اول

PART I

توبہ

میری اب لاج رکھ لینا سگِ دربار ہوں تیرا
کرم کی ایک نظر کرنا میرے سرکار ہوں تیرا

کہاں جاؤں کسے بولوں میرا ہے کون دنیا میں
سوا تیرے نہیں ہے کوئی میرا یار، ہوں تیرا

بجز تیرے میں کس کے آگے دامن اپنا پھیلاؤں
تصدق ایسا دے دینا یدِ مختار، ہوں تیرا

شفاعت کا بھروسہ ہے تیرا یارحمتِ عالم
عفو کردینا عصیاں سید ابرار، ہوں تیرا

گلِ مقصود سے دامن میرا بھردے خدارا اب
کر اب فضل اور بڑھا دے دستِ گوہر بار، ہوں تیرا

تمنا خالدؔ عاصی کی ہے تجھ پر فدا ہونا
تو پوری کردے میں تو بس فدا اک یار ہوں تیرا

حضرت خالدؔ وجودیؒ

01۔ صفتِ توبہ

(Penitence An Attribute)

1۔ **سوال:** توبہ انسان کے شرف واختصاص کے واسطے گراں قدر سرمایہ ہے اِس قول کی وضاحت کرو؟

جواب: ''توبہ'' گوابوابِ عمل وعبدیت کا پہلا باب (دروازہ) ہے لیکن درحقیقت توبہ ایمان بالغیب کالازمی نتیجہ اور ماضی کے سخت گناہوں کیلئے مجرب نسخہ (Specific Prescription) بلکہ انسان کے شرف واختصاص (Honour & Speciality) کے واسطے گراں قدر سرمایہ ہے۔ کیونکہ خود غفور الرحیم جلّ جلالہ فرماتا ہے نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗ اَوَّابٌ (ص۔۳۰) (ترجمہ) بہترین بندہ وہ ہے جو توبہ کرتا رہتا ہے۔ اور حضور سرورِ عالم رحمۃ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمودہ (ارشاد) ہے عَلِمْتُمُ الْخَطَايَا حَتّٰى تَبْلُغَ السَّمَآءَ نَدِمْتُمْ لِتَابَ عَلَيْكُمْ (ترجمہ): تم جانتے ہو کہ تمہاری خطائیں صرف ندامت کے ساتھ توبہ کرنے کے بعد ہی آسمان پر چڑھتی ہیں۔ بلکہ توبۃ النصوح (Real Repentence) کو بارگاہ ذوالجلال کے قرب واتصال کا زینہ (Step) کہیں تو بے محل نہ ہوگا۔ شرعی معنیٰ ''توبہ'' کے، معصیت (گناہوں) سے اِحتراز (بچنا) اور منہیات (حرام چیزوں) سے اِعراض (دوری) اور اطاعت (Obidiency) کی جانب رجوع ہونا ہے۔ اور چونکہ توبہ کا حکم قطعی اور عام ہے، اس لیئے ہر حال میں واجب (لازم) ہے۔ وَ تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (سورۃ نور۔31) (اے لوگو جو ایمان لائے ہو توبہ کرو اللہ تعالیٰ کی طرف تاکہ تم فلاح پاؤ) ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے! يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْآ اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا (سورۃ تحریم 8) (ترجمہ) اے لوگو جو ایمان لائے ہو توبہ کرو اللہ کی جانب ایسی توبہ جو آگے کو نصیحت ہو جائے (ندامت کے ساتھ توبہ کرو)۔

2۔ **سوال:** ''توبہ'' کی تعریف کیا ہے اور توبہ نصوح سے کیا مراد ہے؟

جواب: ''توبہ'' کی تعریف یہ ہے کہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلنَّدَمُ تَوْبَةٌ یعنی نادِم (شرمندہ عاجز) ہونا ہی ''توبہ'' ہے۔ اور اُسی کی شرح میں علمائے محققین نے فرمایا کہ گناہ کا علم (احساس) ہونا پھر اُس پر نادم ہونا اور پھر قصد (ارادہ) کرنا کہ آئندہ اُس گناہ کو نہ کروں گا، یہ ''توبہ'' ہے۔ اور اس کو ''توبۃ النصوح'' بھی کہتے ہیں جو عوام الناس کا طریقہ توبہ ہے۔ گویا یہ ''توبہ عوام'' ہے۔ اور مقربینِ حق کی ''توبہ'' انانیت (Selfishness) سے پرہیز اور خودی

(Ego) سے انقطاعِ قطعی (بالکلیہ فنا) اور ماسوا اللہ کو محو (نفی) کردینا ہے۔ بقول مولانا علیہ رحمۃ۔

عام را توبہ زکارِ بد بود! خاص را توبہ زِ دیدِ خود بود

ترجمہ: عوام کی توبہ بُرائی سے بچنا ہے خواص کی توبہ خود کو دیکھنے سے بچنا ہے

3۔ **سوال**: صوفیہ کرام نے توبہ و رجوع کے کتنے درجے مقرر فرمائے ہیں واضح بیان کرو؟

جواب: صوفیہ کرام نے اس توبہ ورجوع کے چھ درجہ مقرر کیئے ہیں۔

1۔ چنانچہ درجہ اول: توبہٗ اعمال:۔وہ توبہ ہے جس کا رجوع اعمالِ فاسد (بُرے) سے اعمال صالح (اچھے) کی جانب ہے۔

2- درجہ دوم، توبہ زُہاد:۔وہ ہے کہ رجوع کرنا رغبتِ دنیا سے اُس کی بے رغبتی کی جانب ہے۔

3- درجہ سوم توبہٗ اہل حضور:۔وہ توبہ جس کا رجوع غفلت سے حضوری کی طرف ہے۔

4-درجہ چہارم توبہٗ مخلصاں:۔رجوع کرنا اخلاق سئیہ (برے) سے اخلاق حَسنہ (اچھے) کی طرف۔

5-درجہ پنجم توبہٗ عارفاں:۔کہ اپنے حسنات، حق کی طرف رجوع کرنا۔یعنی اپنے حسنات (نیکیوں) کو اپنے سمجھنے لگیں تو توبہ کرنا اور اِس توبہ کو واجب جاننا ہے۔ چنانچہ حضرت ابو محمد رویم بن احمد بغدادیؒ (۳۰۲ھ وصال) کا قول ہے اَنْ تَتُوْبَ مِنَ التَّوْبَةِ یعنی صدور (دونوں) کو جو فعل محمود ہے اگر اپنی طرف منسوب کرے تو اُس سے توبہ کرلے۔

6- درجہ ششم توبہ موحدین:۔ماسوا حق (مخلوق) کو حق کے ساتھ رجوع کرنا یعنی اہلِ توحید (توحید والے) غیر اللہ کی طرف نظر کرنا گناہ جانتے ہیں۔اور اُس سے توبہ کرنا واجب سمجھتے ہیں اور اس پر موحدین کا اتفاق ہے۔

زاہداں از گناہ توبہ کُنند عارفاں از عبادت اِستغفار

(ترجمہ) زاہدین (پرہیز گار) گناہ سے توبہ کرتے ہیں جبکہ عارفین (اپنی خودی میں رہ کر) عبادت سے استغفار کرتے ہیں۔ جیسے فرمایا: حَسَنَاتُ الْاَبْرَار سَیِّاٰتُ الْمُقَرِّبِیْنَ (حدیث) یعنی پرہیز گاروں کی نیکیاں مقربین کے گناہ ہیں۔

چونکہ توبہ سراپا حقانیت و روحانیت سے بھری ہوئی ہے اور ایسا محمود و مستحسن (بہترین) فعل ہے کہ اللہ جل شانہ کی بارگاہ عظمت سے تائبِ صادق کو اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ (اللہ توبہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے) کا خلعتِ اعزاز (Robe of Honour) مرحمت (عطا) ہوتا ہے۔

ارشادات اربابِ تحقیق:

4. **سوال:** توبہ واستغفار کی اہمیت وفضیلت کے متعلق ارشاداتِ اربابِ تحقیق بیان کرو؟

جواب: 1- امیرالمؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اصحاب نے پوچھا کہ صورتِ نجات کیا ہے؟ ارشاد ہوا التَّوْبَۃُ وَالْاِسْتِغْفَارُ یعنی (نجات توبہ اور استغفار میں ہے۔(عوارف المعارف)

آپؓ نے اپنے صاحبزادوں سے فرمایا"توبہ سے زیادہ گناہوں کو مٹانے والی دوسری کوئی چیز نہیں۔"(نورالابصار)

2- امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا! عبادت بغیر"توبہ" درست نہیں کیونکہ خدائے تعالیٰ"توبہ" کو عبادت پر مقدم فرماتا ہے۔اَلتَّائِبُوْنَ الْعَابِدُوْنَ ،یعنی توبہ کرنے والے عبادت گزار ہیں۔(عوارف المعارف)

اور یہ بھی آپؓ کا قول ہے اِسْتَبْطَأَ رِزْقُہٗ فَلْیُکْثِرْ مِنَ الْاِسْتِغْفَارِ ۔یعنی (جس کی روزی میں دیر لگے، اُس کو کثرت سے استغفار پڑھنا چاہیئے۔ (طبقات الکبریٰ)

3- ابوالفیض ذوالنّون مصریؒ نے فرمایا کہ تَوْبَۃُ الْعَوَامِ مِنَ الذُّنُوْبِ وَ تَوْبَۃُ الْخَوَاصِ مِنَ الْغَفْلَۃِ۔ یعنی عوام گناہوں سے اور خواص غفلت سے توبہ کرتے ہیں۔(احیاءالعلوم)

یہ بھی آپؒ کا قول ہے کہ توبہ کی دو قسمیں ہیں۔ایک"توبہ انابت" جو بندہ خوفِ عذاب سے کرتا ہے۔اور دوسری "توبہ استحیاء" جو جلالتِ خداوندی کی شرم اللہ تعالیٰ کی بڑائی کے احساس سے کی جاتی ہے۔(کشف المحجوب)

4- حضرت ابویزید بسطامیؒ نے فرمایا کہ"توبہ طاعت"، یعنی جس میں سالکِ راہ طریقت کو خود بینی ہو، وہ ہزار گناہ کے برابر ہے، اِس سے توبہ کرے۔ (تذکرۃ الاولیاء)

5- حضرت ابوبکر شبلیؒ کا فرمودہ ہے کہ توبہ میں دیر(سُستی) کرنا گناہ عظیم ہے۔ (عوارف المعارف)

6- حضرت ابوالحسن شاذلیؒ نے فرمایا کہ کوئی گناہ نہ بھی سرزد ہوا ہو تو بھی اِستغفار اپنے پر لازم کرلو۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خود استغفار کرنے سے نصیحت حاصل کرو۔(تذکرۃ الاولیاء)

7- الشیخ شہاب الدین عمر بن محمد سہروردیؒ نے فرمایا مخصوص نتائج توبہ کے چار ہیں۔

اوّل: محبتِ الٰہی۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ (اللہ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے)

دوم: محوِ ذُنوب (گناہ کا چھپا دینا)۔اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَا ذَنْبَ لَہٗ ۔(ترجمہ) تائب ایسا ہوتا

ہے جیسا کہ وہ گناہ کیا ہی نہیں۔ (حدیث)

سوم: گناہوں کا نیکیوں سے بدل جانا۔ فَاُولٰئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنَاتٍ ۔ (الفرقان آیت 70) (ترجمہ) یہ وہ لوگ ہیں جن کے گناہ کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیتا ہے)۔

چہارم: حاملین عرش کی طرف دعوتِ اختصاص کا ہونا۔ فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا ۔ (یعنی) پس اللہ تعالیٰ مغفرت فرماتا ہے اُن لوگوں کی جو توبہ کرتے اور رجوع ہوتے ہیں۔ (عوارف المعارف)

8- سیدی ابراہیم دسیوقیؒ نے فرمایا کہ توبہ گناہ نہ کرنے کے مضبوط ارادہ کا نام ہے۔ یہ بھی ارشاد ہوا کہ تَوْبَةُ الْخَوَاصِ مَحْوٌ لِكُلِّ مَا سِوَى اللّٰهِ تَعَالٰى ۔ (ترجمہ) توبہ خواص، ماسویٰ اللہ کو محو (نفی) کر دینا ہے۔ اور جب اپنے کسی فعل یا قول پر مطلع ہوتے ہیں تو اُس کی نسبت توبہ کرتے ہیں تا کہ اِن کے باطن (دل) میں یہ نہ گزرے کہ یہ فعل میرا ہے یا یہ صفت مجھ میں پائی جاتی ہے۔ (طبقات الکبریٰ)

تعارفِ اربابِ تحقیق

01- **امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب** رضی اللہ عنہ: آپ بظاہر روحانی فضل و اختصاص کے علاوہ برادر رسول، عمزادے، زوجِ بتول فاطمہؓ، حامل لوائے ولایت، سرِ چشمہ سلاسل طریقت ہیں۔ ابوالحسن، ابوتراب کنیت ہے۔ کعبہ میں پیدا ہوئے۔ مسجد میں شہادت پائی۔ 20ھ میں اس دار فانی سے جوارِ شاہد حقیقی میں تشریف لے گئے۔ نجف شریف میں مزار اقدس ہے۔

02- **امام جعفر صادق** رضی اللہ عنہ: آپؓ امام ابن امام ہیں۔ صادق لقب، محامد آپ کے محتاج اعادہ نہیں۔ 128ھ میں سفر آخرت فرمایا۔ مزار اقدس مدینہ منورہ میں ہے۔

3- **ابوالفیض ذوالنُّون مصری** علیہ الرحمۃ: آپؒ کا نام ثوبان ابراہیمؒ ہے۔ نوبہ کے باشندے اور اہل طریقت کے پیشوا اور صاحب تصرّف بزرگ تھے۔ 245ھ جیرہ کی خانقاہ میں وصال ہوا۔ لوگ کثرت سے جنازہ کے ساتھ تھے۔ دیکھا گیا کہ سبز پرندوں کا غول اُن کی لاش کے اُوپر قبر تک سایہ کئے رہا۔

4- **ابو یزید بسطامی** علیہ الرحمۃ: آپؒ حقائق گو اور فائق فہم اور شیخ الموحدین تھے۔ آپؒ کے اَوصاف محتاجِ بیان نہیں۔ 261ھ میں وصال ہوا۔

5- **ابو بکر شبلی** علیہ الرحمۃ: آپ خراسان کے باشندے تھے' مگر بغداد میں پیدا ہوئے۔ ابو قاسم جنید بغدادیؒ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔ 87 سال کی عمر میں 334ھ ء کے وسط میں وصال ہوا۔ بغداد میں مزار شریف ہے۔

6- **ابوالحسن شاذلی** علیہ الرحمۃ: آپؒ کا نام علی بن عبداللہ بن عبدالجبار شاذلیؒ ہے۔ ''شاذلہ'' افریقہ کے ایک گاؤں کا نام ہے۔ سلسلہ شاذلیہ کے شیخ الطائفہ ہیں۔ شیخ نجم الدین اصفہانیؒ اور ابن مشیشؒ کی صحبت میں رہے۔ دعائے حزب البحر وحزب النصر آپؒ سے ہی منسوب ہے آپؒ کے اقوال رُموز سے معمور ہوتے تھے۔ چندحج کئے بلکہ حج ہی کے ارادہ سے جارہے تھے کہ 656ھ میں عندلیب کے صحراء میں عازمِ مُلک بقاء ہوئے (وصال ہوگیا)۔ آپ کا مزار مقام درنحہ جو جہال قاھرہ میں ہے موجود ہے۔

7- **شیخ شہاب الدین بن محمد سہروردی** علیہ الرحمۃ: آپؒ سلسلہ سہروردیہ کے مشہور اور صاحبِ مقامات بزرگ ہیں۔ عوارف المعارف آپ ہی کی تصنیف ہے۔ 587ھ میں آپکا وصال ہوا۔

8-**سیدی ابراھیم دسیوتی** علیہ الرحمۃ: آپ صاحبِ خرقہ اور اہل کرامتِ ظاہرہ ومقامات فاخرہ رہے 674ھ میں وصال ہوا۔ آپؒ کے اوصافِ حمیدہ محتاج صراحت نہیں۔

بزرگوں کی صحبت بڑی چیز ہے

بزرگوں کی صحبت بڑی چیز ہے بزرگوں کی نسبت بڑی چیز ہے
میں ناچیز، ناچیز میرے عمل تمہاری عنایت بڑی چیز ہے
ہے اِس پر مدارِ جزائے عمل یہ اخلاصِ نیت بڑی چیز ہے
نہ محمود باقی، نہ باقی ایاز کمالِ محبت بڑی چیز ہے
فرشتوں کو ہے گرچہ قربت نصیب یہ تاجِ خلافت بڑی چیز ہے
محبت پہ قائم ہے ساراجہاں محبو! محبت بڑی چیز ہے
غنی دل ہے گو ہاتھ میں کچھ نہیں یہ کنیزِ قناعت بڑی چیز ہے
ہراک جائے ہم باکرامت رہے محمدﷺ کی نسبت بڑی چیز ہے
صداقت ہے مردانِ عالم کا وصف عزیزو! صداقت بڑی چیز ہے
خدا کا ہوں بندہ نبی ﷺ کا غلام
یہ حسرتؔ کی نسبت بڑی چیز ہے

حضرت حسرتؔ صدیقیؒ

1-1 صحبتِ صالحین

(The company of Righteous)

5۔**سوال**: محبتِ صالحین اور خدمتِ عارفین کی اہمیت وفوائد پر واضح گفتگو کرو؟

جواب: طالبِ راہِ طریقت کے واسطے بعد توبہ واستغفار کے، یہی ایک صورت مفید و بہتر ہے کہ صالحین کی صحبت اور خدمتِ عارفین سے فائدہ اٹھائے۔

یہ اس واسطے کہ بستانِ صحبتِ عارفین کی خوشبوئے ہدایت وتوجہ خاص سے سادہ مزاج طالبان وادی طریقت کا دل ودماغ جب معطر ہوجاتا ہے تو حُصول گلِ مقصود (حق) کی طلبِ صادق پیدا ہوتی ہے۔یہی مجرب نسخہ امراضِ باطنی کے علاج کے واسطے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بکمال شفقت تعلیم فرمایا ہے۔ **کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ** (توبہ۔119)۔یعنی کہ صادقوں کی معیت (صحبت) میں رہو۔

آنچہ زر میشود از پَرتَوِ آں قلبِ سیاہ   کیمیائیست کہ در صحبتِ دُرویشان اُست

(ترجمہ) مال وزر (دولت) کے سایہ (ماحول) میں دل بالکل سیاہ (کالا) ہوجاتا ہے۔جبکہ کیمیاء (اصل دولت) تو دُرویشوں (اللہ والوں) کی صحبت میں ہے۔

توبہ کے ساتھ انسان کو اپنی اصلاح کی ضرورت ہوتی ہے۔انسان روح وتن کے مجموعہ کا نام ہے۔تن (جسم) کی اِصلاح (درستگی) شریعت وطریقت سے ہوتی ہے اور روح کی اصلاح حقیقت ومعرفت سے ہوتی ہے۔ اِسی کا نام ''تزکیہ نفس'' بھی ہے جو صحبتِ صالح سے نصیب ہوتا ہے۔

"**یُزَکِّیْھِمْ**" (سورۃ الجمعۃ آیت2) ترجمہ:انہیں پاک کرتے ہیں، سے معلوم ہوتا ہے کہ علم اور چیز ہے تزکیہ نفس اور چیز۔سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم تزکیہ نفس صحابہ کس طرح فرماتے؟ کس کو سینے مبارک سے لگایا۔کس کے سینہ پر ہاتھ مارا۔کس کے دامن میں اِشارہ سے کچھ عطا کیا اور وہ اپنے سینہ پر لگالئے۔اکثر جو کوئی آپ کی صحبتِ عالی میں آیا' ایمان ومعرفتِ حق سے نوازا گیا۔

صحبتِ صالح کے ساتھ ساتھ بُری صحبت واغیار سے گریز وفرار بھی اختیار کرنا لازمی ہے۔اس لئے کہ شیاطین

الانس (انسانوں میں شیطان) کی تزویر (بھٹکانے) سے خیالاتِ فاسد کا ظاہر ہونا ممکن ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اَلَّذِیُ یُوَسُوِسُ فِیُ صُدُوُرِ النَّاسِ مِنَ الُجِنَّةِ وَالنَّاسِ۔

(ترجمہ: وہ جو لوگوں کے دلوں میں وساوس ڈالتے ہیں وہ جنات اور انسانوں میں سے ہیں (سورہ الناس)۔

:۔ ارشاداتِ اربابِ تحقیق :۔

6۔ **سوال**: صحبتِ صالحین کی تلقین کے متعلق ارشادات اربابِ تحقیق بیان کرو؟

جواب: 1- **حضرت بایزبسطامی**ؒ نے فرمایا ''صحبتِ نیکاں بہتر ہے کار نیک سے اور صحبتِ بداں بدتر ہے کار بد سے'' (تذکرۃ الاولیا)

2- **حضرت ابو سعید حسن بصری**ؒ نے فرمایا اِنَّ صُحُبَتِ الُاَشُرَارِ تُوُرِثُ سُوُءَ الظَّنِّ بِالُاَخُیَارِ۔ (ترجمہ) بُروں کی صحبت اخیار (اولیاء اللہ) سے بدظن کرتی ہے۔ (کشف المحجوب)

3- **حضرت ابوبکر طمستانی**ؒ نے فرمایا: اگر تم میں اَدب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی صحبت میں رہنے کی قدرت نہ ہو تو اُس (اللہ) کی صحبت میں رہنے والے کی صحبت میں رہو، تاکہ اُسکی صحبت کی برکت تم کو اللہ تعالیٰ کی صحبت میں پہنچائے۔ (کشف المحجوب)

4- **حضرت ابو زکریا یحیٰ بن معاذ**ؒ نے فرمایا تین قسم کے آدمیوں کی صحبت سے احتراز کرو یعنی بچو۔

ا۔ غافل عالموں، 2۔ خوشامدی فقیروں، 3۔ جاہل صوفیوں سے۔

(طبقات الکبریٰ وکشف المحجوب)

05- **حضرت ابو عمرو اسمٰعیل بن نجیدبن یوسف**ؒ نے فرمایا جب اللہ اپنے بندہ کی بھلائی چاہتا ہے تو نیکیوں اور نیکوکاروں کی خدمت اُس کو نصیب کرتا ہے۔ اور اُن کے اشاروں کو قبول کرنے کی توفیق دیتا اور نیکیوں کی راہیں اُس پر آسان کر دیا ہے۔ (طبقات الکبریٰ)

6- **حضرت ابو عبداللہ السنجری**ؒ نے فرمایا بدوں کی صحبت سے نیکوں کی نسبت بدگمانی پیدا ہوتی ہے اور نیکوں کی صحبت سے بدوں کی نسبت حُسنِ ظن (اچھا خیال) پیدا ہوتا ہے۔ (احیا العلوم)

تعارفِ اربابِ تحقیق

1- **ابو سعید حسن بصری** علیہ الرحمۃ:۔آپ کی ولادت 21ھ میں مدینہ میں ہوئی آپؒ کی والدہ ماجدہ ام المومنین ام سلمہؓ کی خادمہ تھیں آپ طریقت کے امام اور مشہور بزرگ تھے۔جن کی تعریف وضاحت کی محتاج نہیں۔آپ تابعین سے ہیں اور حضرت علیؓ کی صحبت بابرکت سے سرفراز ہوئے اور ام المومنین حضرت ام سلمہؓ سے شرف رضاعت (دودھ پیئے) میسر آیا۔آپ کا وصال بصرہ (عراق) میں 110ھ میں ہوا۔

2- **ابوبکر طمستانی** علیہ الرحمۃ:۔آپ علم و عمل میں فرد اور زہد و توکل میں یگانہ تھے۔ابراہیم فارسیؒ کی صحبت کا شرف حاصل تھا۔توحید پر تقریر کرتے تھے۔ 301ھ میں وصال ہوا نیشاپور میں مزار ہے۔

3- **ابو زکریا یحیٰ بن معاذ** علیہ الرحمۃ:۔اپنے زمانے کے یکتائے روزگار تھے۔رَجا کے بیان میں اللہ تعالیٰ نے اُن کو خاص زبان دی تھی۔مدت تک بلخ میں رہے۔بعد نیشاپور واپس آئے اور وہیں 258ھ میں سفر آخرت پیش آیا۔

4- **ابو اسمٰعیل بن نجید بن یوسف** علیہ الرحمۃ:۔آپؒ ثقہ اور محدث اور صفاتِ تصوف سے آراستہ اور ابوعبدالرحمٰن سلمیؒ (جو امام قشیریؒ کے پیر تھے) کے دادا تھے اور ابوعثمانؒ کے اصحابِ اجلّہ میں شمار تھا۔

5- **حضرت ابو عبداللہ السنجری** علیہ الرحمۃ:۔آپ عابدوں کے امام اور زاہدوں کے سردار اور صوفیوں کے صدر نشین تھے،طبقہ ثانی میں آپ کا شمار کیا جاتا ہے۔

1-2 پیرِ معنوی
(Real Shaikh)

7۔ **سوال**: پیرِمعنوی (مرشِدکامل) کی ضرورت اور عظمت بیان کرو؟

جواب: جب تاثراتِ صحبتِ صالحین سے دفعہ خطرات وخیالات پختہ ہوا اور حُصول قربِ الٰہی کا مُستقل اِرادہ جاگزیں (پیدا) ہوتو پھر ضرور ہوا کہ اُس طریق نادیدہ (نامعلوم راستہ) کے سفر میں کسی رہبرِ شفیق (مرشدکامل) کی معیت (ساتھ) ہو"بمصداق"(بقول) اَلرَّفِیۡقُ ثُمَّ الطَّرِیۡقُ یعنی پہلے رفیق پھر طریق بقول حافظ شیرازیؒ

بکوئے عشق مَنِہ بے دلیل راہ قدم	کہ گم شدآ نکہ دریں رہ بہ رہبرے نرسید

(ترجمہ) عشق (Love) کی گلی میں بغیر کسی رہبر کے قدم مت رکھ۔ کیونکہ بغیر رہبر کے اِس راستے میں (بہت لوگ) گم ہوگئے (مقصد کو نہیں پہنچ سکے)۔

وہ رفیقِ صادق بجز مرشد کامل کے جو"حَبۡلُ الۡمَتِیۡن"(مضبوط رسی) ہے اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ بغیر اُس کی مدد و دستگیری کے قرب اَحدی (قربِ الٰہی) نصیب ہونا دشوار ہے۔ اِس لئے طالب کو لازم ہے کہ پیر کامل کی تلاش کرے اور اُس کے واسطے اور وسیلہ کو ادب اور ارادت (بیعت) کے ہاتھوں سے مضبوط پکڑے۔ وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰہِ جَمِیۡعاً (العمران 105) (لوگو اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو) اگر یہ رشتہ اُستوار (مضبوط) ہوجائے تو یقینی طالب اپنے مطلوب کے حصول (پانے) میں صادق ثابت ہوا اور اُس کی طلب عنایت شیخ سے کامل ہوجائے۔

سایہ حق بر سر بندہ بود	عاقبت جوئندہ پائندہ بود

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کا سایہ (حمایت) بندے کے سر پر ہوتا ہے جو عافیت ڈھونڈنے والا پالیتا ہے۔

چنانچہ جملہ اربابِ حقائق و معارف کا اتفاق ہے کہ طالب راہِ طریقت ظلِ حمایتِ پیر اور دستگیرِ کامل (پیر کامل کی نگہبانی) سے شادکام اور فائز المرام (کامیاب) ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرات صوفیہ متقدمین نے شدّت سے اِرادتِ پیر کی ہدایت کی ہے اور شیخِ کامل کے نشانات ومقاماتِ فاخرہ کے حقیقی صفات بھی بیان فرمائے ہیں۔

ارشادات ارباب تحقیق

8۔ **سوال:** ارادتِ پیرِ کامل کی ہدایت اور شیخ کامل کی نشانیوں اور مقامات کے متعلق ارشاداتِ ارباب تحقیق بیان کرو؟

جواب: 1-**حضرت ابوھریرہ** رضی اللہ عنہ سے ولی کی صفت دریافت کی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا:۔اَلْوَلِیُّ هُوَ الصَّابِرُوَتَحْتَ الْاَمْرِ وَالنَّهْيِ (ترجمہ)ولی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے امرونہی کے تحت میں صبر کرے۔(کشف المحجوب)

2- **ابو عثمان سعید بن سلام** علیہ الرحمۃ: نے فرمایا اَلْـوَلِـيُّ قَدْ يَكُوْنُ مَسْتُوْرًا وَلَا يَكُوْنُ مَشْهُوْرًا۔(ترجمہ) ولی کبھی چھپا رہتا ہے اور مشہور نہیں ہوتا۔ (کشف المحجوب)

یہ بھی فرمایا کہ ولی کبھی مستور (چھپا) ہوتا ہے لیکن مفتون (فتنہ میں مبتلا) نہیں ہوتا۔(طبقات الکبریٰ)

3-**ابوالحسن بن احمد بو سنجی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا ؛جس کا باطن اُس کے ظاہر سے افضل ہو وہ ''ولی'' ہے اور جس کا باطن وظاہر یکساں ہو وہ ''عالم'' ہے۔اور جس کا ظاہر باطن سے بہتر ہو وہ ''جاہل'' ہے۔(طبقات الکبریٰ)

4- **ابو عثمان سعید بن سلام مغربی** علیہ الرحمۃ:۔نے فرمایا کہ جس نے فقیروں کی ہم نشینی پر امیروں کی صحبت کو مقدم رکھا اُس کو اللہ تعالیٰ مُردہ دلی میں مبتلا فرماتا ہے۔ (طبقات الکبریٰ)

5-**ابو علی جرجانی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا! ولی وہ ہے جو اپنے حال (باطن) میں فانی اور مشاہدۂ حق میں باقی ہو اس کو اپنے وجود کی مطلق خبر نہ ہو اور نہ بغیر معیتِ حق اسکو قرار ہو۔ (کشف المحجوب)

6- **ابو سعید احمد بن عیسیٰ خراز** علیہ الرحمۃ نے فرمایا اولیاءاللہ کی دو زبانیں ہوتی ہیں ایک ظاہری اور ایک باطنی ۔پس ظاہری زبان سے تو وہ مریدوں کے جسموں سے باتیں کرتے ہیں۔اور باطنی زبان سے اُن کی روحوں سے سرگوشیاں (Whisper) کرتے ہیں۔ (طبقات الکبریٰ)

7- **شیخ ابوالمواھب شاذلی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: بعض اولیاء اپنے سچے مرید کو اپنے مرنے کے بعد اپنی زندگی کی حالت سے زیادہ فائدہ پہنچاتے ہیں۔یہ بھی فرمایا کہ میں نے اپنے پیر ابوعثمان مغربی علیہ الرحمۃ کو یہ کہتے سنا ہے کہ جب کوئی شخص ولی کی قبر کی زیارت کرتا ہے تو وہ ولی اس کو پہچانتا ہے اور جب سلام کرتا ہے تو اس کو جواب دیتا ہے۔ (طبقات الکبریٰ)

اور یہ بھی آپ کا قول ہے کہ اولیاء ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف نقل کرتے ہیں۔اس لئے مرنے کے

بعد اُن کی ویسی ہی حرمت (تعظیم) کرنا چاہیئے جیسی کہ حالت حیات میں کرتے تھے اور فرمایا کہ ولیوں کے ساتھ ادب کے ساتھ برتاؤ کرو۔ اولیاء اللہ کو بہت ایسے اُمور کی اطلاع ہوتی ہے جسکی علماء کو اطلاع نہیں ہوتی۔ (طبقات الکبریٰ)

8- **ابو یزید بسطامی** علیہ الرحمۃ کا قول ہے کہ ''ولیوں'' کی کرامات کے حصّے مختلف طور پر چار اِسماء الٰہی (Epithets) سے ملا کرتے ہیں۔ ''الاوّل'' ''الآخر'' ''الظّاہر'' ''الباطن'' اور ولیوں میں سے ہر فریق کیلئے اِس میں سے ایک اسمِ الٰہی مخصوص ہوتا ہے۔ لیکن جو اُن اَسماء کی مناسبت سے فنا ہو، وہی کامل ہوا۔ پس ''الظّاہر'' کے اصحاب، قدرت کے عجائبات دیکھا کرتے ہیں اور جو مظہر ''اسم الباطن'' ہیں وہ دلوں کے اندر جو گزرتا ہے اس کو ملاحظہ کرتے ہیں۔ اور ''اِسم الاول'' جن کے حصہ میں ہے، اُن کا شُغل گذشتہ واقعات ہیں۔ اور ''الاخر'' والے آئندہ واقعات کو پیشِ نظر رکھتے ہیں۔ پس اُس شخص کے سوا جس کی تدبیر (حکمتِ عملی) کا کفیل اللہ تعالیٰ ہوتا ہے، ہر ایک کا مکاشفہ (علم) اس کی طاقت کے انداز سے ہوتا ہے۔ (طبقات الکبریٰ)

تعارف اربابِ تحقیق

1- **حضرت ابو ہریرہ** رضی اللہ عنہ : آپؓ اصحاب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں مشہور محدّث اور بڑے عابد و زاہد اور عنداللہ خلق کی خدمت کرنے والے ہیں۔ 78 سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا اور وہیں مدفون ہیں۔

2- **ابو عثمان سعید بن سلام مغربی** علیہ الرحمۃ: ''کوکب'' آپؒ کا وطن ہے جو قیردان کا ایک گاؤں ہے۔ ابوعلی بن الکاتبؒ کے مرید اور حبیب مصریؒ و ابوعمر خارجیؒ کے صحبت یافتہ ہیں عرصہ تک حرم شریف میں مقیم رہے۔ آخر نیشاپور گئے اور وہیں 373ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

3- **ابوالحسن بن احمد بو سنجی** علیہ الرحمۃ: آپؒ مقام خراساں کے حق شناس جوانمردوں میں تھے۔ ابوعثمانؒ سے ملے۔ عراق میں ابن عسکاؤ جریذیؒ کے ساتھ رہے۔ شام میں طاہر مقدسیؒ، ابوعمر دمشقیؒ کی صحبت میں رہے۔ اکثر مسائل میں شبلیؒ سے گفتگو کی۔ علوم توحید، علوم معاملات میں آپؒ کو کمال حاصل تھا۔ حُسن و اخلاق و فتوحات و تجرید کے طریقہ سے زیادہ ماہر تھے۔ 348ھ میں انتقال فرمایا۔ آپؒ کی تصانیف کثرت سے ہیں۔

4- **ابو علی جرجانی** علیہ الرحمۃ: آپؒ کے ہم عصروں میں بہت ممتاز صوفی اور مقدس بزرگ تھے، ایک کثیر

تعدادِ طالبین آپ سے فیضیاب ہوئی۔امام طریقت مانے جاتے تھے۔

5-**ابو سعید احمد بن عیسیٰ** علیہ الرحمۃ: وطن مالوف بغداد ہے۔ذوالنون مصریؒ اور سری سقطیؒ کی صحبت سے سرفراز ہوئے۔تجرو تقدس میں ''فرد'' تھے۔ 297ھ میں وصال ہوا۔

6-**شیخ محمد ابوالمواہب شاذلی** علیہ الرحمۃ: آپ جلیل القدر صوفی تھے۔رشحاتِ زبانیہ نظم کہی۔توحید میں تقریر کی شرح ''حکم وکتاب القانون'' کے مصنف ہیں جو تصوف کی بے مثل کتابیں ہیں۔ صوفیۂ مصر کے صدر نشین رہے۔ 860ھ میں وصال فرمایا۔

3-1 ارادتِ پیر کامل

(Promigiance & Devotion of Shaikh)

9۔ **سوال**: ارادتِ پیر سے کیا مراد ہے،سالکِ راہِ حق کیلئے ارادتِ پیر کی ضرورت،اہمیت بیان کرو؟

جواب: ''ارادت''مکتبِ طریقت میں طالبِ راہِ حق کا پہلا سبق ہے اور اصطلاحِ حضرات صوفیہ کرام میں ''اِرادت'' کے معنیٰ محبت با حضرتِ شیخ ہے۔اس کی ابتداء شیخ کے ہاتھ پر بیعت سے ہوتی ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللهَ یَدُ اللهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ. (سورہ فتح آیت 10)یعنی ''بیشک جو لوگ آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں۔اللہ کا ہاتھ اُنکے ہاتھوں پر ہے''

یہ بھی مسلّمہ ہے کہ عموماً راہِ طریقت میں کامیابی و ترقی ارادتِ شیخ پر موقوف و منحصر ہے۔کیوں کہ اُس دشوار گزرِ راہ سے گزرنا بجز عنایت و سرپرستیِ شیخ دیگر ذرائع سے ناممکنات و محالات میں سے ہے۔

دست رامسپار جُز در دستِ پیر		حق شد اُست آں دستِ اُورا سخت گیر

(ترجمہ) اپنے ہاتھ کو حوالے مت کر سوائے پیر کے (ہاتھ کے)

حق (سچ) ہے اسی ہاتھ کو مضبوط پکڑے رہ

چنانچہ سالک (طالب حق) راہِ حق میں پیر کامل (Sober & Perfect Shaikh) کی اتباع میں اگر مطیع و مستقل ہے اور پیشواء برحق کی ہدایت کے مطابق عمل پیرا ہوا تو ضرور شوق و وصالِ الٰہی سے دل معمور اور انوارِ قُرب کی دِید سے

قلب (دل) مسرور (خوش) ہوگا۔ کیونکہ اطاعتِ پیرعین اطاعتِ خدا و رسول ہے۔

چونکہ ذاتِ پیرا کردی قبول ہم خدا درذاتش آمد ہم رسول

ترجمہ: جبکہ تو پیر کی ذات کو قبول کرلیا ہے اس میں خدا اور رسول ﷺ کی ذات بھی شامل ہے۔

10۔ **سوال:** مرید اپنے مرشد کو کیوں چاہتا ہے؟

جواب: اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ۔ (اللہ واسطے محبت کرنا) بڑی چیز ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ''اللہ کے واسطے محبت رکھنے والوں کیلئے نور کا منبر لگا یا جائیگا''۔ جس پر پیغمبر بھی غبطہ (آرزو) کرینگے۔ مرید اپنے شیخ (مرشد) کو کیوں چاہتا ہے؟ اللہ کے واسطے چاہتا ہے تو پھر۔ ''اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ'' دونوں کے درمیان ہے۔ چنانچہ ایک موقع پر حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے۔ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ وَ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ ۔یعنی جو جس کو چاہے (محبت کرے)، وہ اُس کے ساتھ رہے گا اور تم جس کو چاہو، اُسکے ہی ساتھ رہیں گے۔

بے عنایاتِ حق وخاصانِ حق گر ملک باشد سیہ ہستش ورق

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کی عنایت کے بغیر اور اُس کے خاص محبوب اولیاء کی مہربانی کے بغیر اگر بادشاہ بھی ہو تو اُس کے اعمال سیاہ ہونگے۔

ارشادات ارباب تحقیق

11۔ **سوال:** ارادت و بیعتِ پیر کامل کی اہمیت وفوائد کے متعلق ارشادات اربابِ تحقیق بیان کرو؟

جواب: 01- **شیخ عدی بن مسافر اموی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا تم اپنے پیر سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے مگر اِسی صورت میں کہ تمہارا اعتقاد اُس کی نسبت تمہارے ہر اعتقاد سے بڑھا ہوا ہو۔ اور جب ایسا ہوگا تب وہ تم کو اپنے حضور میں دیکھے گا۔ اور اپنی غیبت میں تمہاری حفاظت کرے گا اور اپنے اخلاق سے تم کو آراستہ کرے گا۔ اور تمہارے باطن کو اپنے اِشراق (نور) سے روشن کریگا۔ (طبقات الکبریٰ)

02- **شیخ ابوالنجیب عبدالقادر سہروردی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا تصوّف کا اول علم۔ اوسط عمل اور آخر خدائی دین ہے۔ پس علم تو مراد (حق) سے پردہ اٹھا دیتا ہے۔ اور عمل طلبِ حق میں مدد دیتا ہے۔ اہل تصوف کے نزدیک سب سے اَفضل سانس کا شمار ہے۔

یہ بھی فرمایا کہ اہلِ تصوف کے تین درجے ہیں۔ مریدؔ جویاں۔ متوسطؔ پرّان۔ منتہیؔ رسیدہ۔ پس مرید صاحبِ وقت (ظاہر) ہے۔ متوسط صاحبِ حال (باطن) اور منتہیٰ صاحبِ یقین (احسان)، اس کا ظاہر خلق کے ساتھ اور باطن حق کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور یہ سب حالتیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال سے نقل کی گئی ہیں۔ (طبقات الکبریٰ)

03- **شیخ ابوالمسعود ابی العشائر** علیہ الرحمۃ نے فرمایا! جن اُصول پر "مُرید" کو اپنے معاملہ کی بنیاد رکھنی چاہیئے وہ چار(4) ہیں۔

1- حضورِ قلب کے ساتھ زبان کو اُس (اللہ) کے ذکر میں رکھنا۔

2۔ اُسکے مراقبہ (Meditation) پر قلب (دل) کو مجبور کرنا۔

3- اُس کیلئے نفس ہوا و ہوس (نفسانی خواہشات) کی مخالفت کرنا۔

4- اُس کی عبودیت (Servitude) کیلئے لقمہ کی صفائی (پاکی) ڈھونڈنا۔

اور یہ بھی فرمایا کہ جو چیز (عمل یا کام) اللہ تعالیٰ کی یاد اور اُسکے ذکر سے غافل کرے وہ دنیا ہے۔ لہذا جو شخص تم کو دنیا یاد دلائے اور تمہارے سامنے اُس کی تعریف کرے اُس سے بھاگو۔ اور جو شخص اپنے مولا سے تمہاری غفلت کا سبب ہو اُس سے منہ پھیر لو۔ اور یہ بھی فرمایا کہ دل کی درستی توحید (Monotheism) اور صدق (Honesty) میں ہے اور اُس کا بگاڑ شرک (Polytheism) اور ریا (Show/Hyprocrisy) میں ہے۔ (طبقات الکبریٰ)

04- **ابو علی محمد بن رودباری** علیہ الرحمۃ نے فرمایا! اَلْمُرِيْدُ لَا يُرِيْدُ لِنَفْسِهٖ اِلَّا مَا اَرَادَ اللّٰهُ وَالْمُرَادُ اَنْ لَا يُرِيْدُ مِنَ الْكَوْنَيْنِ شَيْأً غَيْرَهٗ ۔(ترجمہ) "مرید" وہ ہے جو خود کوئی ارادہ نہ کرے بجز اِس کے کہ جو اللہ کا اِرادہ ہو۔ اور "مراد" یہ ہے کہ بجز اللہ کے کسی دوسری شئے کو نہ چاہے۔ (کشف المحجوب)

05- **مولانا جلال الدین** علیہ الرحمۃ نے فرمایا! مَنْ لَا شَيْخَ لَهٗ لَا دِيْنَ لَهٗ (یعنیٰ جس کا کوئی شیخ نہیں اُس کا دین نہیں)۔ اور یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے (بزرگانِ دین) قلب (دل) کے مخبر (حال یا کیفیت بتانے والے) اور جاسوس (رازدار) ہوتے ہیں۔ اِسلئے اُن کی خدمت میں (صحبت میں) جائے تو حضورِ دل اور یقین سے بیٹھنے کی سعادتِ سرمدی (Eternal Felicity) نصیب ہوتی ہے۔ (کشف المحجوب)

06- سیدی ابراھیم دسوتی علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

1- مرید کا ’’راس الخیال‘‘ (بلند خیال) محبت اور تسلیم (موافقت) پر ہے اور معاندت (Enimity) و مخالفت کی سپر ڈال دینا (ختم کر دینا)، اور اپنے پیر کی مُراد (مرضی) اور حکم کے تحت میں آرام لینا (راضی رہنا) ہے۔

2- قلب کی اُولاد (مریدین) صلب کی اولاد (بیٹے، بیٹیاں) سے بہتر ہے۔ اِس لئے کہ صلبی اولاد کو میراث میں ظاہری ترکہ ملتا ہے۔ اور قلبی اُولاد کو میراثِ اَسرارِ الٰہی میں باطنی حصّہ ملتا ہے۔

3- مرید پر واجب ہے کہ اپنے پیر کی اِجازت کے بغیر کبھی کلام نہ کرے۔ اگر اُس کا جسم (Physical) حاضر ہو تو اجازت لے لے اور اگر غائب (دور) ہو تو قلب (دل) کے ذریعے اجازت طلب کرے۔

4- مُرید فصاحت و بلاغت (بیہودۂ اہل دنیا) میں مَشغول ہوا تو طریقت اُس سے رخصت ہوئی۔

5- اگر تم چاہتے ہو کہ اپنے ربّ کے پاس مجتمع (حاضر) ہو تو اپنے باطن کو بدی اور نیت بد سے پاک رکھیں اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کسی کی نسبت اپنے دل میں بُرائی کو جگہ نہ دو۔

6- جس میں خلق اللہ (مخلوق) پر شفقت ہمدردی کرنے کی صفت نہ ہو وہ اہل اللہ کے مرتبوں تک نہ پہنچے گا۔

7- مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ ۔ یعنی جس نے اپنے نفس کو پہچانا اُس نے اپنے رب کو پہچانا، کے حقائق تم پر کھل جائیں۔ (طبقات الکبریٰ)

07- سید علی خلف سید محمد وفا علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

1- جس نے اپنے مرشد کا تقرب خدمت کے ذریعے سے حاصل کیا، اُسکے دل سے اللہ سخاوت کیساتھ قریب ہوا۔

2- مَنْ آثَرَ اُسْتَاذَهٗ عَلٰی نَفْسِهٖ كَشَفَ اللّٰهُ تَعَالٰی لَهٗ عَنْ خَطِيْرَةِ قُدْسِهٖ ۔ (ترجمہ) جس نے اپنے مرشد کو اپنی جان پر مُقدم رکھا، اللہ تعالیٰ نے اُس کیلئے اپنے خطیرہ قدس (عالمِ علوی و مثال) کو کھول دیا۔

3- جس نے اپنے مرشد کی بارگاہ کو نقائص (Defects) سے منزہ (Free) سمجھا، اُس کو اللہ تعالیٰ نے خصائص (Excellence) عطا فرمائے۔

4- اِنَّمَا كَانَ اُسْتَاذُكَ اَعْلَمُ بِكَ مِنْكَ لِاَنَّهٗ هُوَ حَقِيْقَتُكَ وَ اَنْتَ ظُلْمَتُكَ ۔ (ترجمہ) تیرا مُرشِد تجھ کو تجھ سے زیادہ جانتا ہے، کیونکہ وہی تیری حقیقت ہے اور تو ظلمت ہے۔

5- مَعرَفتِکَ بِحَقِیقَتِکَ عَلیٰ قَدرِ مَعرِ فَتِکَ بِاُستَاذِکَ ۔(ترجمہ)تم اُسی قدر اپنی حقیقت کو پہچانو گے جس قدر اپنے مُرشد کو۔

6- مَنْ لَیسَ لَهُ اُستَاذُ لَیسَ لَهُ مَولیٰ. وَمَنْ لَیسَ لَهُ مَولیٰ فَالشَّیطَانُ بِهٖ اَولیٰ۔(ترجمہ)جس کا کوئی مرشد (پیر)نہیں،اُسکا کوئی مولیٰ نہیں اور جس کا کوئی مولیٰ نہیں اُس کیلئے شیطان اَولیٰ ہے(یعنی اُس کا مولیٰ ہے)

7- مُریدکی اپنے مُرشد سے کامیاب ہونے کی تین علامتیں ہیں۔

(۱)۔اُس کو سب سے زیادہ دوست رکھنا۔(۲)جو کچھ اُس سے سُنے اُس کو مان لینا۔(۳)اُس کے کُل شیوؤں(طرز عمل)میں موافقت(رضامندی)کے ذریعہ سے اُس کے ساتھ رہنا۔(طبقات الکبریٰ)

08- **شیخ محمد ابوالمواهب** علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

1- مرید صادق اپنی تجرید(فنافی الشیخ)کے بعد پیر کا''عین''ہوتا ہے۔

2- تم اُسی صورت پر ہو جس پر تم اپنے پیر کو''مشاہدہ''کرتے ہو۔اسلئے جیسا چاہو مشاہدہ کرو۔اگر تم اسکو''خلق''مشاہدہ کرتے ہو تو تم خلق ہو،اور اگر''حق''تو تم حق ہو۔

3- مرید کیلئے ایک لازمی شرط یہ ہے کہ جو حد باندھ دی گئی ہو اُس سے باہر نہ نکلے۔(طبقات الکبریٰ)

تعارفِ اربابِ تحقیق

01- **شیخ عدی بن مسافر اموی** علیہ الرحمۃ:۔آپؒ مخصوص علمائے طریقت میں سے تھے۔تمام عمر سخت اور نہایت دشوار مجاہدات کرتے رہے۔اکثر بحرِ محیط کے چھٹے جزیرہ میں اور کبھی ہنکادمیں جو موصل کے پہاڑ کے قریب ہے رہتے تھے۔مگر مقام باسی کو جو فرات کے کنارہ پر ہے وطن بنایا تھا۔ اور وہیں 558ھ میں انتقال ہوا اور جو تکیہ آپؒ کے نام سے موسوم ہے اُس میں دفن ہوئے۔

02- **شیخ ابوالنجیب عبدالقادر سهروردی** علیہ الرحمۃ:۔لقب ضیاءالدین ونجیب الدین ہیں۔آپؒ کا نسب حضرت ابوبکر صدیقؓ تک پہونچتا ہے۔ ہمیشہ عالمانہ لباس زیبِ تن فرماتے تھے۔اللہ تعالیٰ نے آپؒ کو قبولیت تام عطا فرمائی تھی اور آپؒ کی ہیبت کامل لوگوں کے دلوں میں ڈال دی تھی۔جن بزرگانِ دین آپؒ کی صحبت سے مستفیض ہوئے اُن میں شیخ شہاب الدین سہروردیؒ،شیخ عبداللہ بن مسعودؒ رومی آخر تک آپؒ کی صحبت میں بغداد

میں رہے 563ھ میں وصال ہوا۔اپنے مدرسے میں جو دجلہ میں تھا دفن ہوئے۔

03- **شیخ ابوالمسعود ابی العشائر** علیہ الرحمۃ:۔مضافاتِ عراق کے رہنے والے مشہور مشائخینِ مصر میں سے تھے۔آپؒ کی صحبت سے بڑے بڑے بزرگ جیسے حضرت داؤد مغربیؒ۔حضرت شرف الدینؒ اور حضرت خضر کردیؒ مستفیض ہوئے۔9رشوال 624ھ میں قاہرہ (مصر) میں وصال ہوا۔کوہِ مقطم کے دامن میں مزار ہے۔

04- **سیدی ابراھیم دسیوتی** علیہ الرحمۃ:۔آپؒ اہلِ خرقہ اور صدر نشین بزرگ اور صاحبِ کرامت ظاہرہ و مقامات فاخرہ اور بصائر باہرہ، احوالِ صادقہ و اسرارِ ملکوتیہ و محاضرات قدوسیہ تھے۔اور یہ اُن بزرگوں میں سے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی رحمت کیلئے خلعتِ وجود بخشا (پیدا فرمایا)۔ 674ھ میں ملکِ جاودانی کا سفر فرمایا (وصال ہوا)۔

05- **مولانا جلال الدین** علیہ الرحمۃ:۔آپؒ کو مولانا رومیؒ بھی کہا جاتا ہے۔آپؒ کا نام خصوصیت کے ساتھ مشہور ہے۔ 672ھ میں وصال ہوا۔آپؒ کو معارف میں معراج، حقایق میں منہاج، معانی میں یدِ طولیٰ (دست رس حاصل) تھا۔

06- **سید علی خلف سید محمود وفا** علیہ الرحمۃ:۔آپؒ اپنے عہد میں سب سے زیادہ خوبصورت وجامہ زیب بزرگ اور مصر میں امام طریقت تھے۔موشحات میں اسرارِ تصوف بیان کئے ہیں۔چونکہ آپؒ صاحب تصانیف اور بلند پایہ ادیب (Writer) تھے ،اِس لئے آپؒ کے چند کتابوں میں پند و نصائح (واعظ و نصیحت) مرقوم (لکھے) ہیں۔ 11محرم 761ھ ولادت اور 801ھ میں وفات پائی۔

07 **شیخ محمدابو المواھب** علیہ الرحمۃ:۔آپؒ بہت ذہین اور پرہیزگار بزرگ ہیں اور علماء راسخین وابرار میں آپؒ کا شمار ہوتا ہے۔صاحبِ تصانیفِ کثیرہ تھے۔جامعہ ازہر (مصر) کے قریب رہا کرتے تھے۔ اکثر سکر (نشہ) طاری رہتی تھی۔تصوف میں آپؒ کی تصانیف ''القانون'' بے مثل کتب ہیں۔ 830ھ میں آپؒ راہی ملک بقا ہوئے (وصال فرمایا)۔

2-صفتِ آداب

(Etiquettes An Attribute)

1۔ **سوال**: ''ادب'' سے کیا مراد ہے؟ صحابۂ صادق کیلئے حسنِ آداب و اخلاق کی ضرورت و اہمیت بیان کرو؟

جواب: ''ادب'' (Etiquette) بظاہر انسان کا گراں قدر جوہر (Talent) ہے اور در حقیقت ارادت (نسبت) کا خاصہ اور صحبت کا ثمرہ (پھل) ہے۔ اسلئے انسان کی اطاعت کا معیار اور اس کی حق پرستی کا اظہار اُس کے ''ادب'' سے ہوتا ہے۔

اصطلاحِ صوفیہ میں لفظ ''ادب'' سے تہذیبِ (Refinement) اقوال و افعال (ظاہری سلیقہ) اور تحسین اخلاق و احوال (باطنی پاکیزگی) مراد ہے۔ جس کا ظاہر اقوال حمیدہ اور افعال پسندیدہ سے آراستہ اور باطن اخلاق حَسنہ سے معمور اور احوال صادقہ سے پیراستہ ہو یعنی اقوال (Precepts) مطابق احوال ہوں۔ اور اخلاق مطابق افعال (Practices) یا جس کو دوسرے لفظوں میں یوں کہا جائے کہ اخلاق نمونہ ہوں افعال (ظاہر) کے اور اعمال آئینہ ہوں احوال (باطن) کے۔ بقول

اَلْاَدَبُ تَھْذِیْبُ الظَّاھِرِ وَالْبَاطِنِ۔ (ترجمہ) ''ادب'' ظاہر و باطن کی تہذیب کا نام ہے۔

اسلئے طالبِ صادق کو لازم ہے کہ دینی و دنیوی اُمور (کاموں) میں اور معاملات (ادائی حقوق) میں اپنے ظاہر و باطن کو شوائبِ مخالف (اختلاف کے گمان) سے محفوظ اور محاسنِ اخلاق و ادب (Moral and Etiquette) سے معمور و آراستہ رکھنے کی سعی (کوشش) کرے۔ کیونکہ یہ مسلّمہ (ثابت) ہے کہ جو شخص حُسنِ آداب سے مزین (آراستہ) ہوگا اُس کے اخلاق و احوال (باطن) سے اقوال و اعمال (ظاہر) مختلف نہ ہوں گے جو در حقیقت سالک راہِ طریقت کی ترقیِ مدارج اور فائز المرام (کامیاب) ہونے کا پیش خیمہ (Premier) ہے، نشانی ہے۔

لہذا اگر کسی شخص میں بظاہر آثارِ تہذیب وصفات، محاسنِ ادب نہ پائے جائیں تو ضرور اُس کا باطن ہنوز (اب تک) متادّب (Etiquette) نہیں۔ چنانچہ حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ نے اِس باب میں ایک نادر (Rare) کتاب ''انوار القدسیہ فی آداب العبودیۃ'' تالیف فرمائی جو شرح و بسط (تشریح) طالبینِ راہِ حق کیلئے مفادِ

ادب وصفات کی تعلیم کا سرچشمہ (نہایت مفید) ہے۔ارباب طریقت نے ہمیشہ اپنے عہد میں سالک کو تہذیب و تکریم کی بصراحت (Clear) تلقین (تلقین) فرمائی ہے۔ اختصاراً چند ارشادات پیش خدمت ہیں۔

ارشاداتِ اربابِ تحقیق

2۔ **سوال**: حسنِ ادب واخلاق کی اہمیت وعظمت کے متعلق ارشادات اربابِ تحقیق بیان کرو؟

جواب: 01-**حضرت انس بن مالک** رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اَلۡاَدَبُ فِی الۡعَمَلِ عَلَامَۃُ قُبُوۡلِ (ترجمہ) اعمال میں اَدب کرنا مقبولیتِ اعمال کی نشانی ہے۔ بقول مولانا علیہ رحمۃ رومی ؎

از خدا خواہیم توفیقِ ادب بے ادب محروم گشت از فضل رب

(ترجمہ) خدائے تعالٰی کی طرف سے توفیق ادب ہوتی ہے۔

بے ادب تو اپنے رب کے فضل سے محروم مارا مارا پھرتا ہے۔ (نفحات الانس)

02-**ابوالحسن سرّی بن المفلس السقطی** علیہ الرحمۃ: نے فرمایا:

مَنۡ عَجَزَ عَنۡ اَدَبِ نَفۡسِہٖ کَانَ عَنۡ اَدَبِ غَیۡرِہٖ اَعۡجَزُ (ترجمہ) جو شخص اپنے آپ کو اَدب دینے سے عاجز رہا وہ غیر کو اَدب دینے سے عاجز تر ہے۔ (طبقات الکبریٰ)

03- **ابو حفص حدّاد** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: حُسنِ اَدب ظاہر ہی حُسنِ اَدب باطن کا عنوان ہے۔ چنانچہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے خَشِعَ قَلۡبُہٗ لَخَشِعَ جَوَارِحُہٗ (ترجمہ) انقیادِ قلب (حُسنِ ادب قلب یعنی باطن) مستلزم (باعثِ) اِنقیادِ جوراح (حُسن اَدبِ اعضاء یعنی ظاہر) ہے۔ (نفحات الانس)

04-**شیخ ابوالعباس احمد بن محمد** علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

[1]۔ جو صالحین کے ادب پر مؤدب ہوا وہ بساطِ (حامل) کرامت کے لائق ہوا۔

[2]۔ اور جو صدیقوں کے ادب پر مؤدب ہوا، وہ بساط مشاہدہ کا اہل ہوا۔

[3]۔ اور جو انبیاء علیہم السّلام کے ادب پر مؤدب (Courteous) ہوا، اُس میں بساطِ اُنس (Capability of Affection) اور انبساط (Cheerfulness) کی صلاحیت آئی۔ (احیاء العلوم)

05-**ابو علی دقاق** علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ ''مرید جب خارج ہوا (ہٹ گیا) ادب سے تو لوٹ گیا اُسی طرف جس

جگہ سے آیا تھا یعنی بے اَدب ہو گیا۔ (نفحات الانس)

06-**ابو نصر سراج طوسی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: آداب کے تین (3) گروہ ہیں۔

1- پہلا طبقہ اہلِ دنیا (Materiatistic People) کا ہے اور اُن کا ادب یہ ہے کہ اظہارِ مقصد فصیح و بلیغ (Eloquent) الفاظ میں کرتے ہیں۔ اور مخلوق کو اپنا گرویدہ (دیوانہ) بناتے ہیں۔

2- دوسری جماعت عابدین وصالحین کی ہے اور اُن کا اَدب دُرستیِ نفس وشائستگیِ اخلاق اور اعضاء کو مہذب و مؤدب بنانے میں جدوجہد کرتے رہنا ہے۔ اس طرح حدودِ عبدیت کی نگہداشت اور اَمر ونواہی کی تعمیل میں مصروف و مشغول رہتے ہیں۔

3- تیسرا برگزیدہ گروہ خاصانِ حق کا ہے اور اُنکا مخصوص اَدب یہ ہے کہ طہارتِ ظاہری کے علاوہ صفائی باطن یعنی دل کو غیر اللہ کے خیال و اَندیشہ سے، میل وتکدّر سے پاک کرتے ہیں۔ اور اپنے سِر (کشف واحوال) کی حفاظت، وفائے عہدِ قدیم (میثاقِ ازل) اور ظاہر و باطن کو یکساں رکھنا اور ہزار عجز و نیاز سے شاہدِ مطلق (اللہ تعالیٰ) سے قُرب وحضوری کی درخواست کرنا ہے۔ (نفحات الانس)

7-**شیخ شہاب الدین محمد سہروردی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: حفظِ ادب (ملحوظ رکھنا) ثمرہ نتیجہ ہے محبت کا۔

آپؒ نے یہ بھی "عوارف المعارف" اپنی تصنیف میں نقل فرمایا کہ جب ابوحفص حدادؒ نیشاپوری بغداد میں آئے تو ابوالقاسم جنید علیہ الرحمۃ اُن سے ملاقات کیلئے گئے تو دیکھا کہ اُنکے مرید مؤدب اور منتظرِ ارشادات اُستاد (ہاتھ باندھے باادب) ہیں۔

خواجہ جنیدؒ نے فرمایا اے ابوحفصؒ "تمہارے اصحاب شاہانہ اَدب تمہارا کرتے ہیں'

جواب میں ابوحفصؒ نے کہا "نہیں اے ابوالقاسم! لیکن یہ ظاہری اَدب عنوان (نشانی) اَدب باطن کا ہے۔

تعارفِ اربابِ تحقیق

01- **ابوالحسن سرّی بن المفلس السقطی** علیہ الرحمۃ:۔ آپؒ کی کنیت ابوالحسن ہے۔ حضرت معروفِ کرخیؒ کے مرید ہیں۔ حضرت جنید بغدادیؒ کے خالو اور پیر تھے۔ آپؒ کا نام محتاجِ تعارف نہیں۔ 3 / رمضان

257ھ میں قریب اٹھانوے(98) سال کی عمر میں وصال ہوا۔

02-**ابو حفص حدّاد** علیہ الرحمۃ:۔آپؒ مضافاتِ نیشا پور کے باشندے اور اپنے وقت کے مشہور شیخِ طریقت اور صاحبِ فیض بزرگ تھے۔ 264ھ یا 267ھ میں وصال ہوا۔

03- **ابو علی دقاق** علیہ الرحمۃ:۔آپؒ کا نام حسن بن محمد الدقاق تھا۔نیشا پور کے مشہور صوفیوں میں آپؒ کا شمار ہے۔آپؒ طریقت کے دقیق مسائل(Delicate Issues) کو فصیح اور نہایت آسان لفظوں میں بیان کرتے تھے۔405ھ میں وصال ہوا۔

04- **ابو نصر سِراج طوسی** علیہ الرحمۃ:۔آپؒ بہت بلند خیال صوفی اور عالمِ باعمل اور ریاضت و معاملت میں یگانہ(بے مثال)،ابو محمد مرتعشؒ کے مرید اور صاحبِ کتابُ اللُّمَعُ تھے۔وطنِ خاص ''طوس'' تھا اور یہیں مزار ہے۔ مقتدر بزرگوں میں آپؒ کا شمار تھا۔

2.1- آدابِ حضرتِ شیخ

(Respect of Shaikh)

3۔**ســــوال**: مرید خوش عقیدت کیلئے اپنے شیخ طریقت وولادت کے حضور حُسنِ ادب ظاہری اور باطنی کی ضرورت واہمیت بیان کرو؟

جواب: اربابِ محققین وحضرات عارفین نے بکمال صراحت (واضح طور سے) یہ بھی اِرشاد فرمایا ہے کہ مُرید خوش عقیدت کو اپنے پیر طریقت کی صحبتِ صادقہ وارادتِ کاملہ کے ساتھ مخصوص طور سے مُراعاتِ آدابِ (Previlege of Respect) صحبت کی محافظت بھی لازمات بلکہ واجبات سے ہے۔ بمصداق اَلشَّیْخُ فِیْ قَوْمِہٖ کَا النَّبِیُّ فِیْ اُمَّتِہٖ۔ (ترجمہ) شیخ طریقت کی اپنی قوم میں وہی حیثیت ہے جو نبی کی اُمت میں ہوتی ہے۔ یہ اسلئے کہ شیخ نقشِ قدم رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور قائم مقام خلیفہ ہوتا ہے۔

چنانچہ تاریخ گواہ ہے کہ اولیائے متقدمین کے اَثراتِ صحبت وفیضانِ باطنی سے ہمیشہ وہی مریدین جلد متاثر اور فائز المرام (کامیاب) ہوئے جو بحضورِ مرشد کامل حسنِ اَدب ظاہری وباطنی سے زیادہ مزّین ومؤدب (آراستہ) رہے۔

با گدایانِ درِ میکدہ ای سالک راہ　　　باادب باش گر از سرّ خدا آگاہی

(ترجمہ) اے سالک: درِ میخانہ کے فقیروں کے ساتھ باادب رہ

اگر تو خدا کے راز سے واقف ہونا چاہتا ہے۔

صوفیہ کرام کے فرمان اور صراحت کے مطابق، اَدبِ شیخ دو انواع (دو طرز) پر منقسم (Divided) ہے۔ اوّل ادبِ صوری (Appearant) یا ظاہری جو اقوال وافعال سے ظاہر ہوتا ہے۔ دوّم اَدبِ مَعنوی (Real) یا باطنی جس کا تعلق اخلاق واحوال (دل) سے ہے۔

چنانچہ جہاں شیخ شہاب الدین سہروردیؒ نے "عوارف المعارف" میں ادبِ معنوی (باطنی) کے پندرہ (15) درجات بتائے ہیں۔ جبکہ اُسی مضمون کو اجمالی (Summary) طور سے مولانا جلال الدین رومیؒ قدس سرہ العزیز نے اپنی مثنوی شریف میں اَدبِ معنوی کے سات (7) اَقسام تحریر فرمائے ہیں کہ بغیر اُن کی تعمیل کے طالبِ راہِ حق کی تکمیل محال (Impossible) ہے۔

4۔ **سوال:** مولانا روم علیہ الرحمۃ کی ہدایت کے مطابق ادبِ معنوی کے درجات کی وضاحت کرو؟

جواب: حضرت مولانا رومیؒ کے ہدایات نقل ہیں۔اَدبِ معنوی کے جملہ سات (۷) درجے ہیں۔

درجہ اول (1st Division):۔خلوصِ نیت(Sincerity) وصفائی عقیدت(Devotion) ہے کہ دل میں بجز (سوائے) غلوئی محبت(Overwhelming Love) اورعلوئی عظمتِ شیخ (Celestial Grandeur of Shaik) کے کبھی اور کسی حالت میں خیالاتِ فاسدہ(ILLThinking) کا دَخل وگُزر نہ ہو۔کیونکہ یہ اطبّائے غیبی (اللہ تعالیٰ کی مرضی والہام کے اطاعت میں) مرید کی صورت دیکھ کر امراضِ باطنی کے آثار وعلامت دریافت فرماتے ہیں۔بمصداق اِتَّقُوْ ا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِاللّٰهِ (حدیث) (ترجمہ) مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔

درجہ دوم (2nd Div):۔استماعِ کلام شیخ(Listning Instruction of Shaikh) ہے۔جس کی سماعت(Hearing) بگوش ہوش(WithFull Attention) لازم ہے۔جس پر بکمال خلوص ورغبت ویقین لانا مریدِ صادق پرواجب(Obligatary) ہے۔

درجہ سوم (3rd Div) :۔کتمانِ اسرارِ شیخ(Secrecy of Secrets of Shaikh) ہے کہ اگر مرشدِ کامل اپنے حالات خواہ کرامات ہوں یا واردات،اُن کو مخفی (چھپائے ہوئے) رکھتا ہو اور مرید کسی طور سے واقف ہوجائے تو ادبِ مرید کا تقاضا ہے کہ اُن کو اسی صورت سے پوشیدہ(Conseal) اور مُستتر (Covered) رکھے۔کیونکہ اُس کے اخفاء(چھپانے) میں کوئی مصلحت ضرور ایسی ہوگی جس کا مرید کو علم وشعور نہیں۔

درجہ چھارم (4th Div) :۔سماعتِ فرمانِ پیر(Obaying Shaikh) مریدِ خوش نہاد(Hereful Nature) کو لازم ہے کہ حضرت شیخ کی تربیت وتعلیم کو بصدق دل ویقین،قبول وتسلیم کرلے اور اس کے کلماتِ قدسیہ (Sacret Narations) کو بَرحق و اَزحق (سچ،اللہ کی طرف سے) سمجھے کہ یہ ہادیِ دین بحکمِ احکم الحاکمین ارشاد کرتا ہے۔ پختہ خیال رہے کہ یہ نفحاتِ گوہر (خوش بوئے بیانی) معنوی (باطنی) اور جواہرِ غیبی(Divine Essence) ہیں۔

درجہ پنجم (5th Div) :۔کسی حالت میں حکمِ حضرتِ شیخ (فرمانِ مرشد) سے اعراض(Shrinking) یا نہ ماننے اور اُس کے قول وفعل پر اعتراض(Objection) کرنے سے احتراز کرے، بچتا رہے۔اسلئے لازم ہے کہ طالبِ راہِ حق کا نصب العین(Aim) یہ ہو کہ ہمیشہ بکمال صدق وخلوص فرمانِ پیر کامل کی تعمیل میں سرِ تسلیم خم رہے۔اگر کسی حکم کا مضمون یا مفہوم(Meaning) اپنے علم سے بالاتر ہو تو اقتضائے ادب(nobility) یہ ہے کہ اس کو معیوب (گھٹیا) اور مجہول (بے

کار) نہ سمجھے اوراعراض وانکار سے زبان بندر کھے۔ بقول ؎

چوں بشنوی سخن اہلِ دل مگو کہ خطا ست　　　سخن شناسی نہ دلبرا خطا ایں جاست

(ترجمہ) اہلِ دل حضرات سے بات سن کر اُس کو غلط مت کہو

اے دلبر! یہ سخن شناسی نہیں بلکہ خطا ہے۔

بلکہ ضرورت اِس کی ہے کہ مرشدِ برحق کے ہر فعل کو برحق جانے کیونکہ ارادۂ شیخِ کامل، اِرادۂ حق میں فنا ہوتا ہے۔ پس بجز مرادِ حق کوئی فعل (کام) اُس سے صادر نہیں ہوتا اور نہ کوئی قول (بات) اُس کا مصلحت (Expediency) سے خالی ہوتا ہے۔

درجہ ششم 6th Div. :۔مرید خوش عقیدت کے ادبِ معنوی یا باطنی کا یہ ہے کہ حضرت شیخ کی ذاتِ خجستہ صفات (Person with Auspicious Nature) کو رحمتِ ربّ العزت جانے بلکہ ہر وہ چیز جسکو شیخ سے نسبتِ اضافی Indirectly (Related) بھی ہو اس کو بصدق وخلوص احترام کرے تو، ضرور ہے کہ عنایتِ شیخ سے فائز المرام (کامیاب) ہوگا۔

اُس کے برخلاف، معاذ اللہ اُس کے (مرشد کے) عادات وسکنات کو بہ نظر اہانت (کمتر) سمجھنا یا معیوب (Indecent) تصور کرنا اور زبانِ طعن دراز کرنا جو مرید کی بدبختی اور خبیث باطنی (بدظنی) کی عین دلیل اور دارین (دونوں جہاں) میں نامرادی وذلیل رہنے کا بیّن ثبوت ہے۔ بقولِ ذُوالطَّعْنُ مُسْتَحِقُّ اللَّعْنَ (ترجمہ) طعنہ دینے والا خود مستحقِ لعنت ہوتا ہے۔

درجہ ہفتم (7th Div) :۔آدابِ امتحانِ پیر (Testimony of Shaikh) ہے۔ حضرات صوفیائے باعظمت کے حالات و واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ اگر مرید ریاضت ومجاہدات کے اثرات وثمرات سے صاحبِ دید و یافت (واقف) بھی ہو جائے تاہم پیرِ کامل کی شانِ رفعت وجلالت کے سامنے پست ومغلوب (کمتر وعاجز) ہی رہتا ہے۔

مُرید کے اِدراک وخیال (علم) کو شیخ کی حقیقتِ فضل وکمال کا کماحقہ (صحیح)، اندازہ کرنا محال (ناممکن) ہوتا ہے۔ اور یہ ہی ادبِ باطنی یا معنوی کا اقتضاء (تقاضہ) بھی ہے۔ لیکن برخلاف اِس کے مرید کی نقصِ ارادت وعدم عقیدت کی ایک مذموم (بُری) علامت یہ ہے کہ پیشوائے برحق (شیخ) کی آزمائش کا قصد کرے جو اُس کی حیثیتِ باطنی کی عین دلیل ہے۔ یہ مسلّمہ ہے ناقص کا تعارف (پہچان) بھی ناقص ہوگا۔ ہاں اِمتحان رفعِ شبہات (Clearing Doubt) کے واسطے کیا جاتا ہے مگر ارادت کے بعد شبہات کی گنجائش نہیں۔ اسلئے مرید کی یہ جسارت (Audacity) قطعاً ممنوع وحرام ہے۔

2.2-اَوراد و ادعیہ

(The Durood, The Salutation And The Supplications)

5۔**سوال**: ''دعاوعطایا'' کے مسئلہ میں صوفیہ کرام کے خیالات میں اختلاف کی وجہ اور حیثیت بیان کرو؟

جواب: معلوم ہوتا ہے کہ دعا اور عطایا کے مسئلہ میں صوفیہ کرام باصفا کے خیالات میں بظاہر گونہ اختلاف ہے۔ یہ تفرقہ (اختلاف)، بلکہ ہر دو فریق کا خیال درحقیقت اُن کے احوالِ باطن اور واردات قلبی کا اقتضا (نتیجہ) اور اُن مؤدب عادات کا گراں قدر حُسنِ اَدب ہے۔ اس واسطہ صحیح معنی میں یہ ایک اضافی حیثیت رکھتا ہے۔ اسلئے دعا کے جواز (Justification) اور عدم جواز میں کلام بدستور رہا۔ چنانچہ اکثر محققین حضرات صوفیہ نے دعا کو سکوت (خاموشی) سے افضل فرمایا اور استدلال میں آیۂ کریمہ اُدْعُونِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (سورۃ مؤمن آیت 60) تم مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔ تم مجھ سے مانگو میں دیتا ہوں۔ کے حوالہ سے دعا کرنا واجب قرار دیا ہے۔ اُس جماعت کا اِس پر اتفاق ہے کہ دعا کی دو قسمیں ہیں۔

''دعائے عام'' اور ''دعائے خاص''۔ ''دعائے عام'' بصورتِ ''سوال'' ہوتی ہے۔ اُسکے استجاب (قبولیت) میں کلام (Doubt) ہے۔ اور ''دعائے خاص'' محمود (تعریف کے قابل) ہے جس کی نسبت منقول ہے کہ اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ یعنی دعا عبادت کا مغز (ثمرہ) ہے۔

بعض مفسرین بارگاہِ احدیت میں دعا کی نوعیتِ باطنی اور ماہیتِ حقیقی (منشاء الٰہی) کے لحاظ سے سکوت (خاموشی) کو دعا پر ترجیح دی ہے۔ اُن کا کہنا ہے کہ دعا میں بوئے شکایت آتی ہے۔ دعا کرنا فی الحقیقت ایک طور سے منشاء الٰہی میں دخل دینا ہے۔ گویا صحیح معنی میں دعا کرنا یا بددعا کرنا خوئے فطرت (علامت) بے صبری ہے۔ بقول

اربابِ حاجتیم زبان سوال نیست در حضرتِ کریم تقاضا چہ حاجت ست

(ترجمہ):۔ اے اہل حاجت اپنی زبانِ سوال مت کھول (کہ وہ تیرے حال سے واقف ہے) کہ بارگاہ کریم میں کونسی حاجت پیش کرنے کا تقاضا (ضرورت) ہے۔

6۔**سوال**: دعا واستجابِ دعا کی حقیقت کے متعلق مولانا بحرالعلوم محمد عبدالقدیر صدیقی علیہ الرحمۃ کی تحقیق وضاحت بیان کرو؟

جواب: میرے شیخ عالی مقام حضرت بحرالعلوم محمد عبدالقدیر صدیقی قادری حسرتؔ علیہ الرحمۃ نے اس اختلافی مسئلہ کو اپنی تصنیف ترجمہ ''فصوص الحکم'' میں بکمال صدق تفصیلاً بیان فرمایا ہے۔ اُس کو بخیال اختصار یہاں نقل کرتا ہوں تا کہ قارئین پر دعا اور استجابِ دعا کی حقیقت واضح ہو سکے۔

واضح ہو کہ عطایا (Bestowals) بعض، بتوسط انسانوں کے مثلاً استاذ و مرشد وغیرہ اور بعض غیر انسانوں کے توسط (ذریعہ) سے مثلاً حق تعالیٰ، ملائکہ، سے حاصل ہوتے ہیں۔

عطایا بھی دو قسم پر ہیں۔ (۱)''عطائے ذاتیہ'' جن کا منشاء (Origion) اللہ تعالیٰ، بلاواسطہ ہے۔

(۲)''عطائے اَسمائیہ'' جو بتوسط اسماءالٰہیہ کے ہیں۔

یہ دونوں قسمِ عطایا' اہل ذوق(People of Fervour) کے پاس باہم ممتاز(Eminent) ہیں۔ نیز بعض ''عطایا'' وہ ہیں جن کیلئے سوال (دعا) میں تعین (طلب) کیا جاتا۔ یا پھر تعین نہیں کیا جاتا۔ نیز بعض ''عطایا'' میں زبانی سوال نہیں ہوتا بلکہ زبانِ حال اور اِقتضاء (ضرورت) کی طلب ہوتی ہے۔

(۱)''عطیۂ معیّن'' جیسے کوئی کہے ''خدایا مجھ کو فلاں چیز عطا کر''، یعنی سائل ایسے عطیئے کو معیّن مقرر کرتا ہے جو اُس کے دل میں اِس کے سوا نہیں ہوتا۔

(۲)''عطیۂ غیر معیّن'' جیسے کوئی کہے کہ ''یارب مجھ کو وہ عطا فرما جس میں میرا فائدہ اور مصلحت ہے''۔

اس تمہید(Brief) کے بعد واضح ہو کہ سائلین (دعا کرنے والوں) کی دو قسمیں ہیں۔

(۱)ناواقفِ سِرّ قدر (قسمت) (۲)واقفِ سِرّ قدر۔(Destrmy)

پھر ناواقفِ سِرّ قدر کی بھی دو قسمیں ہیں۔ (۱)جلد باز۔(Courious) (۲)محتاط(Cautious)۔

اسطرح واقفِ سِرّ قدر کی بھی دو قسمیں ہیں۔

(۱)واقفِ جمیع مقدّرات دفعتاً۔ (۲)واقفِ مقدّرات تدریجاً۔

واقفِ مقدّرات تدریجاً کی بھی دو قسمیں ہیں۔

(1) وہ جن کو علم تقدیر قبل از وقوع ہوتا ہے۔

(2) وہ جن سے بعد وقوع آدمی واقف ہوجاتا ہے۔

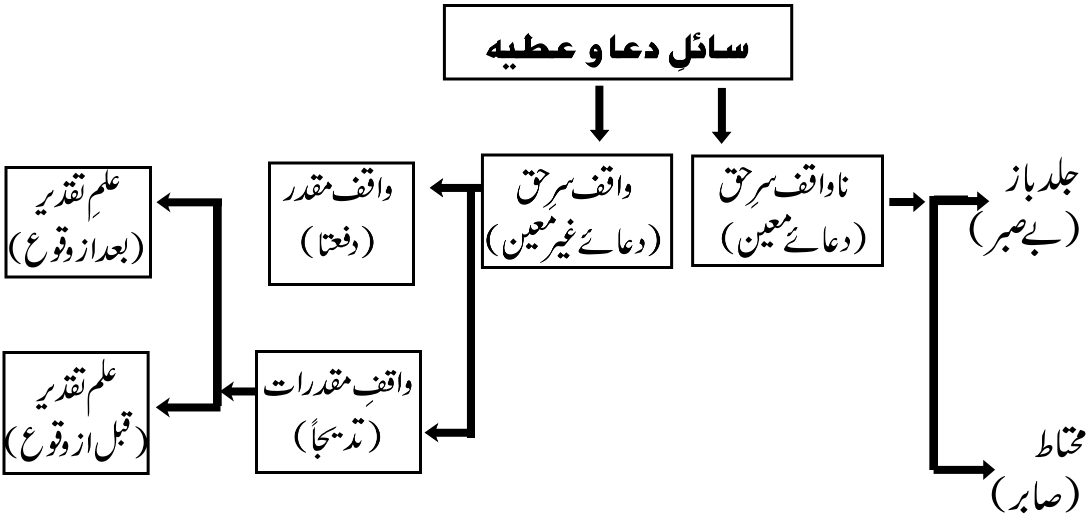

وہ شخص جس کی طبیعت میں بے صبری وعجلت ہے۔ اُسے سوال کرنے پر مجبور کرتی ہے۔ بعض لوگ اِسلئے سوال (دعا) کرتے ہیں کہ وہ سمجھتے ہیں کہ علمِ الٰہی میں یہ مقدّر رہے کہ عطیہ (Bestowals) بغیر سوال و دعا کے حاصل نہ ہوگا۔ لہذا اُس کا سوال احتیاطاً ہے اور امکانِ اجابت (مقبولیت کی امید) پر مبنی ہے۔

اہل حضور (People of Presence) ہی کی ایک اور قسم وہ ہے، جن کا سوال (دعا) نہ جلد بازی پر مبنی ہے نہ امکانِ اجابت (قبولیت) پر، بلکہ سوال سے اَمرِ الٰہی حکمِ خداوندی کی تعمیل و امتثالِ مطلوب (حکم الٰہی کی ادائی) ہے۔ اَمر (حکم)، اُدْعُونِی اَسْتَجِبْ لَکُمْ (مانگو میں قبول کرتا ہوں) اُس دعا (سوال) کرنے والے کی نیت مطلوبِ معیّن یا غیر معیّن کسی سے بھی متعلق نہیں۔ اُس کا ارادہ صرف اِس قدر ہے کہ مالک کے حکم کو بجالائے۔ بس اقتضاء حال ہوا یعنی ضرورت وحاجت ہوئی تو اَز راہ بندگی (بندہ ہونے کے لحاظ سے) سوال (دعا) کیا اور تفویض الی اللہ (توکل علی اللہ) کیا اور سکوت کا اقتضاء ہوا یعنی ضروری سمجھا تو چپکے اور خاموش رہا۔ ذرا دیکھو ایّوب علیہ السلام، انبیاء اور اولیاء کے حالات پر غور کرو۔ ایوب علیہ السلام ایک زمانے تک بَلا (تکلیف) میں مبتلا رہے اور دفعِ بَلا کیلئے منہ سے ایک لفظ تک نہ نکالا۔ پھر جب اُن کے حال (باطن) نے اقتضائے (Need) دعائے رفعِ بَلا کیا تو سوال کیا (رَبِّ) اَنِّی مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ۔ (سورۃ انبیاء۔83 آیت) ترجمہ: پروردگار! مجھے سخت تکلیف پہنچی ہے اور تو ارحم الراحمین ہے۔

یہ بھی واضح ہو کہ اِجابتِ (قبولیتِ) دعا کے دو معنی ہیں۔

(1) اللہ تعالیٰ کا لبّیک (ہاں) کہنا۔ (2) مطلوب (دعا) کا پورا ہونا۔

لبّیک (قبول کیا) کہنا تو ہر دعا کے ساتھ فوراً ہوتا ہے۔اب رہا مطلوب (جو دعا مانگی گئی) کا پورا ہونا، یہ وقتِ مقدر پر موقوف (Depend) ہے۔اگر اجابت (قبولیت) کا وقت آ گیا ہے تو فوراً مقصود عطا کر دیا جاتا ہے۔اور اگر اُس کا وقت آخرت میں یا دنیا میں کسی اور وقت مقدر ہے تو اُسی وقت عطا ہوگا۔

7۔ **سوال**: مولانا بحرالعلوم حسرتؔ صدیقی علیہ الرحمۃ کی اِس تحقیق کی روشنی میں شرطِ عطا کیا ہے اور دعا (سوال) کے کیا کیا قسمیں ہیں؟

جواب: اِس تحقیق سے معلوم ہوا کہ کوئی ''عطا'' بے سوال کے نہیں ملتی۔سوال زبانی بھی ہوتا ہے۔بغیر زبان کے بھی ہوتا ہے۔جہاں زبانِ قال (زبان سے کہنا) نہیں وہاں زبانِ حال (چہرے کے تاثرات) یا زبانِ استعداد (تقاضاء فطرت) سے ہوتا ہے۔غرض کہ سوالِ استعداد خفی تر (چھپا ہوا) سوال ہے۔گو کہ بظاہر اُن کا سکوت (خاموش رہنا) معلوم ہوتا ہے۔کیونکہ اُن کو یہ اَمر (بات) روکتا ہے کہ وہ جانتے ہیں اور اُن کو علم رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نظامِ عالَم میں پہلے سے کیا مقدر کر دیا ہے۔وہ اپنے دل کو خوگر (راضی) کرتے ہیں کہ تقدیر کے موافق اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو آئے اُسے قبول کریں۔وہ نفوس شہوانیہ (Carporial-Self) واغراض نفسانیہ سے غائب (پاک) ہیں۔اِن اہل حضور حضرات میں سے ایسے عارف بھی ہیں جو جانتے ہیں حق تعالیٰ وہی عطا کرتا ہے، جو عین ثابتہ (علم الٰہی) کا اقتضاء اور فطرت (Nature) کا تقاضا (Need) ہے۔ ایسے اہل اللہ سے زیادہ اعلیٰ وصاحبِ کشف نہیں کیونکہ یہ واقفِ سِرّ قدر ہیں یعنی تقدیر کا راز جانتے ہیں۔واقفِ سِرّ قدر کی دو قسمیں ہیں۔

8۔ **سوال**: مواقفِ سر قدر حضرات کی اقسام اور اُن کے احوال کے متعلق وضاحت کرو؟

جواب: (۱) بعض تو سِرّ قدر (Secret of Destiny) کو اجمالاً (Abstractively) جانتے ہیں۔

(۲) بعض سِرّ قدر کو تفصیلاً (in detail) جانتے ہیں۔جو سِرّ قدر کو تفصیلاً جانتے ہیں وہ اعلیٰ مرتبہ ہیں اُن سے جو اجمالاً جانتے ہیں۔کیونکہ وہ جانتے ہیں بندے کے حق میں کیا متعین (Fixed) ہے۔خواہ اُن کو حق تعالیٰ ہی اُس کی اطلاع دی ہو یا پھر حق تعالیٰ خود اُنکو اُن کے عین ثابتہ (Probate Architype) کو منکشف (کھول دیا) کر دیا ہو۔اُن کا

(بندے کا) اپنے عین ثابتہ کو جاننا، بمنزلہ ''علم الٰہی'' کیلئے ہے۔ مگر کہاں ''علم الٰہی'' اور کدھر ''علمِ عبد''، پس حق تعالیٰ کی عنایت ہوتی ہے تو بندے کو ایسا کشف (Inspiration) اُسی وقت ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ اُس بندے کو اُس کے عین ثابتہ کے حالات پر اطلاع بخشے۔ اللہ کا علم ذاتی اور حقیقی ہے یعنی بالذّات (Absolute) ہے اور بندے کا علم اضافی اور بالعرض (Contingent) دیا ہوا ہے یعنی عطا کردہ ہوتا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

9۔ **سوال**: حصولِ برکاتِ روحانیہ کے واسطے طالبانِ راہ طریقت کیلئے درود وادعیہ کی ضرورت واہمیت بیان کرو؟

جواب: اہل اللہ، جو رہنمائی خلق (خاص وعام) دونوں کی ہدایت کے واسطے مِنَ اللہ مامُور ہوتے ہیں انہوں نے اپنے مقلدین وطالبانِ راہِ طریقت کی ضرورت اور ابتدائی حالات میں حصولِ برکات روحانیہ کے واسطے اَوراد (درود واَدعیہ (دعاؤں) کو جائز رکھا۔ کیونکہ ''ذکرُ اللہ'' کو کسی عنوان (مقصد) سے ہو، خیال کو پختہ اور خطرات کو دفع کرنے میں مؤثر (Effective) ہوتا ہے یعنی کثرتِ ذکر کے اثر سے تذکیہ نفس ہوتا ہے یعنی نفس، ''امارہ'' سے ''لوامہ'' اور ''پھر مطمئنہ'' ہوجاتا ہے یہی تو ہر شخص کا مطلوب (Aim) ہے کہ تزکیہ نفس وقلب حاصل ہو۔

چنانچہ حضرات عارفین کے چند ارشادات، ہدایات قارئین کے اِستفادہ کیلئے نقل کئے جاتے ہیں۔

ارشادتِ اربابِ تحقیق

10۔ **سوال**: درود وادعیہ کے ذریعہ ذکر واَشغال کی ضرورت وفوائد کے متعلق ارشاداتِ اربابِ تحقیق بیان کرو؟

جواب: 01- **عکرمہ بن عباس** رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔ مَنْ قَرَاَ سُوْرَۃ یٰسٓ فِیْ یَوْمٍ لَمْ یَزَلْ فِیْ سُرُوْرِ ذَالِكَ الْیَوْم (ترجمہ) جس نے کسی دن سورۃ یٰسٓ پڑھی وہ اُس شام تک خوش رہا۔ (طبقات الکبریٰ)

02- **ابوالعباس احمد بن مسروق** علیہ الرحمۃ نے فرمایا:۔ مؤمن اللہ کے ذکر سے قوت حاصل کرتا ہے۔ جیسا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو پیش آیا کہ آپؓ نے چکّی پیسنے میں ساتھ دینے کیلئے ایک خادمہ مانگی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کو تسبیح تحمید وتکبیر کی تعلیم فرمائی یعنی سبحان اللہ، 33 مرتبہ الحمدللہ، 33 مرتبہ اور اللہ اکبر 34 مرتبہ پڑھنے کو فرمایا اور ارشاد ہوا۔ یہ خادمہ سے بہتر ہے۔ (طبقات الکبریٰ)

03- **ابو عمرو محمد بن ابراھیم زجاجی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا کرتے تھے کہ کھوئی ہوئی چیز کیلئے یہ دعا ہماری آزمائی ہوئی ہے۔ اَللّٰھُمَّ یَا جَامِعَ النَّاسِ لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْہِ اِجْمَعْ بَیْنِیْ وَ بَیْنَ ضَالَّتِیْ۔ اور اس سے پہلے تین

بارسورہ وَالضُّحٰی پڑھے۔میرا ایک نگینہ (gem /setoel) دریائے دجلہ میں گر گیا تھا تب میں نے یہ دعا پڑھی تو آخر کتاب کے ورقوں میں جن کو میں الٹ پلٹ رہا تھا مجھے وہ نگینہ مل گیا۔ (طبقات الکبریٰ)

04-**شیخ ابوالحسن شاذلی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا!اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا قلب زنگ آلود (Rusted) نہ ہو اور تم پر کوئی رنج و مصیبت نہ آئے اور تم پر کوئی گناہ نہ رہے تو یہ دعا کثرت سے پڑھا کرو۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ العَظِیْمِ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ثَبِّتْ عِلْمَھَا فِیْ قَلْبِیْ وَاغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ (کم سے کم70بار)

یہ بھی فرمایا کہ اگر تم قول (ظاہر) میں راستی چاہتے ہو تو اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ اور احوال (باطن) میں اخلاص چاہتے ہو تو قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اور اگر رزق میں فراخی (زیادتی) چاہتے ہو تو قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ۔اگر برائی سے سلامتی چاہتے ہو تو قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاس کثرت سے پڑھا کرو۔(70 یا زیادہ مرتبہ)۔

اور یہ بھی فرمایا کہ تم کو اپنے اعمال باطنہ یا ظاہرہ میں سے کچھ اچھے معلوم ہوں اور تم کو اُن کے زائل ہونے کا اندیشہ ہو تو کثرت سے مَا شَاءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِا اللّٰہِ پڑھا کرو۔

اور فرمایا جب تمہیں کثرت سے خطرات گزریں اور وساوس ہوں تو یہ پڑھا کرو۔

سُبْحَانَ الْمَلِكَ الْخَلَّاقِ اِنْ یَّشَاءُ یُذْھِبُکُمْ وَ یَأْتِ بِخَلْقٍ جَدِیْدٍ وَمَا ذَالِكَ عَلَی اللّٰہِ بَعَزِیْزٍ۔

یہ بھی فرمایا' جب تک تم دنیا اور اہل دنیا سے (اللہ تعالیٰ سے غفلت ہونے کی بنا پر) پرہیز اور زُہد نہ کرو گے تو ولایت کی خوشبو نہ سونگھو گے۔ (طبقات الکبریٰ)

05- **شیخ محمد ابوالمواہب** علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے دیکھا کہ سوتے وقت پانچ مرتبہ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم اور پانچ مرتبہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ لیا کرو۔

یہ بھی فرمایا کہ میں نے آپ ﷺ کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ ﷺ مجھ کو نہ چھوڑیں۔ ارشاد ہوا جب تک تو کوثر پر نہ جائے گا اور اُس کا پانی نہ پی لے گا،ہم تجھ کو نہ چھوڑیں گے کیونکہ تو سورۃ کوثر پڑھتا ہے۔ اور مجھ پر درود بھیجتا ہے۔اُس کے بعد فرمایا کہ جب کبھی اپنے عمل کی طرف تیرا خیال جائے اور کوئی خلل تیرے کلام میں واقع ہو تو یہ (حسبِ ذیل استغفار) کہنا ترک نہ کرنا۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ

اَتُوبُ اِلَیہِ وَ اُسأَ لُہُ التَّوبَۃَ وَالمَغفِرۃَ اِنَّہُ ھُوَالتَّوَّابُ الرَّحِیم۔ (طبقات الکبریٰ)

یہ بھی فرمایا کہ میں نے ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ ﷺ نے میرے منہ کو بوسہ دیا اور فرمایا کہ میں اُس منہ کو بوسہ دیتا ہوں جو ہزار بار دِن کو اور ہزار بار رات کو مجھ پر درود بھیجتا ہے۔ پھر اُس کے بعد آپ ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا۔ کیا اچھا ہوتا اگر سورہ کوثر تیرا رات کا وظیفہ ہوتا۔ بعدہٗ مجھ سے فرمایا یہ دعا پڑھا کر۔

اَللّٰھُمَّ فَرِّج کَرُبَاتِنَا اللّٰھُمَّ اَقِلُ عَشرَاتِنَا اَللّٰھُمَّ اغفِرُ زَلَّا تِنَا۔

(ترجمہ) خداوندا ہماری سختیوں کو دور کر۔ خداوندا ہماری غلطیوں سے درگزر کر۔ خداوندا ہماری لغزشوں کو دور کر۔

یہ بھی فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں علمِ تصوف میں طُفیلی (Parasite) ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُس گروہ (صوفیہ صافیہ) کا کلام پڑھا کرو کیونکہ اُس خوانِ نعمت کا طُفیلی ہی ''ولی'' ہوا کرتا ہے۔ اور جو اُس کا عالم (Sage) ہوتا ہے وہ ایسا ستارہ ہے جو ادراک میں نہیں آتا۔ یعنی سمجھ وخیال سے بالاتر ہوتا ہے۔

یہ بھی آپؒ نے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ ارشاد ہوا ''تیرا شیخ ابوسعید صفرویؒ مجھ پر درودِ تامہ بھیجا کرتا ہے اور وہ اُس کی کثرت کرتا ہے اُسے یہ سمجھا دو کہ روزانہ جب درود (شریف) ختم کیا کرے تو اللہ عزوجل کی حمد کیا کرے''۔ (طبقات الکبریٰ)

06- **بحر العلوم شیخ محمد عبدالقدیر صدیقی قادری** علیہ الرحمۃ اپنی تصنیف نظام العمل فقراء میں فرماتے ہیں کہ اذکار اور چھوٹے چھوٹے درود شریف سے حضورِ قلب پیدا ہوتا ہے۔ حزب الاعظم ادعیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادعیہ (دعائیں) ہیں۔ ''صحیفہ کاملہ'' میں حضرت امام علی زین العابدین کے ادعیہ ہیں۔ ''فیوضات قادریہ'' میں حضرت غوث اعظم سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے ادعیہ ہیں۔ ''الانوار القدسیہ'' میں حضرت ابوالحسن شاذلیؒ کے اوراد (درود) ہیں۔ ''حزب البحر'' اور ''حزب النصر'' بھی حضرت ابوالحسن شاذلیؒ کی مشہور دعائیں ہیں۔ حضرت احمد عبدالحق رودولویؒ کی ''دعائے حیدری'' مشہور اور متعارف ہے۔ حضرت سید غوث گوالیاریؒ کی ''جواہر خمسہ'' میں بھی بہت سے ادعیہ ہیں۔ ''حصن حصین'' (کتاب حدیث) میں صبح سے شام تک ہر کام کیلئے جو ادعیہ مذکور ہیں وہ یہ ادعیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔ جن کو عام طور پر پڑھنے کے عوض پوری ''حصن حصین'' کو

سات روز پر تقسیم کر کے پڑھا جاتا ہے۔

درودشریف کے بھی بہت سے صیغے ہیں۔اُن میں اکثر ''دلائل الخیرات'' میں مذکور ہیں۔درودشریف کے پڑھنے سے ٹھنڈی پرُ اطمینان کیفیت حاصل ہوتی ہے۔کیسا ہی اختلاج (Palpitation) کیوں نہ ہو یا پھر ذکر کرنے سے بے چینی پیدا ہوتو صلوٰۃ ،سلام (درود) پڑھنے سے رفع ہوجاتی ہے۔آپؒ فرماتے ہیں یادرکھو: جب تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد نہ ہواور اُن پر صلوٰۃ وسلام نہ بھیجا جائے کبھی اطمینان پیدا نہیں ہوتا۔

دیکھو: وَابۡتَغُوۡا اِلَيۡهِ الۡوَسِيۡلَةَ (المائدہ۔35) (ترجمہ:اوراس (اللہ) کی طرف وسیلہ تلاش کرو)،اس آیت کے فردِ اعلیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔کسی (صحابی) نے آپ ﷺ سے عرض کی اگر میں تمام وقت صلوٰۃ وسلام میں گزاردوں اوراپنا تمام وقت اُسی میں صرف کروں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اَلۡاٰنَ كَـفِيۡتَ اَمۡرُكَ'' (تمہارے کام کیلئے صرف صلوٰۃ وسلام بالکل کافی ہے)۔

اس سے درودشریف کے پڑھنے کی فضیلت تمام ادعیہ (دعاؤں) پر معلوم ہوتی ہے۔ بلکہ کسی ذکر یا ادعیہ کی مقبولیت کیلئے اوّل وآخر درودشریف ہی پڑھنا چاہیئے، افضل ہے۔

تعارفِ اربابِ تحقیق

01- **عکرمه بن عباس** رضی اللہ عنہ:۔آپؓ کا شمار طبقہ اول صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے۔آپؓ نے رات کے تین حصے کیئے تھے۔ایک حصہ میں سوتے،ایک حصے میں حدیثیں بیان کرتے،ایک حصے میں نوافل پڑھتے تھے۔

02- **ابو العباس احمد بن مسروق** علیہ الرحمۃ:۔آپؒ طوس کے سربرآوردہ صوفی اور زہد وتقویٰ میں مشہور بزرگ تھے۔حارث محاسیؒ اور سرّی سقطیؒ کے صحبت یافتہ تھے،بغداد میں قیام کیا تھا اور وہیں 299ھ میں وصالِ شاہدِ حقیقی نصیب ہوا۔

03- **ابو عمرو محمد بن ابراهيم زجاجی** علیہ الرحمۃ:۔درحقیقت آپؒ بغدادی تھے مگر مکہ مکرمہ میں سکونت اختیار کی تھی۔جنید بغدادی، ثوریؒ، ابوعثمانؒ، رویم خواصؒ رحیم اللہؒ کے صحبت یافتہ رہے۔مکہ میں شیخ اورامام طریقت تھےتقریباًساٹھ(60) حج کیئے۔

04- **شیخ ابوالحسن شاذلی علیه الرحمة**:۔آپؒ کا نام نامی علی بن عبداللہ بن عبدالجبار شاذلیؒ ہے شاذ

آفریقہ کا ایک گاؤں ہے۔آپؒ سلسلہ شاذلیہ کے شیخ الطائفہ ہیں۔آپؒ کی عبارتیں رموز (رازوں) سے معمور ہوتی ہیں۔ چندحج کئے بلکہ حج ہی کے ارادہ سے جارہے تھے کہ صحرائے عیداب میں 656ھ کے ماہِ ذی قعدہ میں ملکِ جاودانی کا سفرکیا(وصال ہوا)۔

05- **شیخ محمد ابوالمواھب** علیہ الرحمۃ:۔آپؒ علمائے راسخین وَابرار میں سے تھے۔طریقت میں آپؒ کی تصنیف ''القانون'' مشہوراور بے مثل کتاب ہے۔مصر میں، جامع ازہر کی چھت پر اُن کا کمرہ تھا۔اکثر سکر (نشہ) کی حالت طاری رہتی تھی۔حضرت ابوالوفا شاذلیؒ کے دست گرفتہ تھے۔''موشحات زبانیہ''نظم کئے۔توحید میں تقریر کرتے تھے۔ 867ھ میں وصال ہوا۔

06- **بحرالعلوم الشیخ محمد عبدالقدیر صدیقی قادری حسرتؔ** علیہ الرحمۃ:۔آپؒ میرے اور میرے والدین کے پیر کامل ہیں۔آپؒ حیدرآباددکن (انڈیا) کے مشہور علمی اور دینی باعزت گھرانہ میں 1288ھ م 1871ء 27/رجب میں پیدا ہوئے۔آپؒ عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباددکن کے پروفیسراور صدر شعبہ دینیات رہےاور آخر 1933ء میں خدمت سے سبکدوش ہوئے۔آپؒ علوم ظاہری کے ساتھ علوم باطنی میں بھی نہ صرف تحقیقات کیں بلکہ اپنی رائے بھی قائم کی اوراپنے تجربات کی روشنی میں اُصول بھی مُدَوِّن فرمائے۔آپؒ کے مرشد قبلہ آپؒ ہی کے ماموں حضرت محبوب اللہ خواجہ صدیقؒ ہیں۔آپؒ جامع جملہ سلاسل ہیں اور مرتبۂ قطب الاقطاب پر فائز رہے۔ آپؒ کوشمس المفسرین ،بحرالعلوم ،رحمت اللہ، حبیب اللہ اور طور تجلی جیسے القاب سے جانا جاتا ہے۔ آپؒ کے علمی کارہائے نمایاں میں پہلا مقام قرآن کی تعلیم اور اُس کی تفسیر کا ہے۔آپؒ نے اقتضائے زمانہ کے لحاظ کرتے قرآن مجید کی ایک نہایت جامع تفسیر تصنیف فرمائی جو''تفسیر صدیقی'' کے نام سے موسوم ہے جوتقریباً 1200 صفحات پر مشتمل ہے۔ یوں تو آپؒ کی بہت سی تصانیف نہایت مفید اور مقبول ہیں مگر طالبِ راہِ طریقت کیلئے علم تصوف میں آپؒ نے''شرح فصوص الحکم'' اور''حکمتِ اسلامیہ'' کے نام سے نہایت جلیل القدر کتب تحریر فرمائے۔اِس رسالہ کی ترتیب میں اُن ہی کتب سے استفادہ کیا گیا ہے۔عہد جدید کے نہایت اولوالعزم اور اُونچے درجہ کے بزرگ رہے ہیں۔آپؒ کا وصال 1381ھ م 1962ء 17/شوال م 24/مارچ کو حیدرآباد میں ہوااور آستانہ مبارک صدیق گلشن بہادر پورہ میں زیارت گاہِ خاص وعام ہے۔

فضل و احسانِ خدا تو ابھی دیکھا کیا ہے

سر گریباں میں تو ڈالے ہوے بیٹھا کیا ہے
پردۂ غیب سے تو دیکھ کہ ہوتا کیا ہے

کیا خبر ہے تیری تقدیر میں لکھا کیا ہے
فضل و احسانِ خدا تو ابھی دیکھا کیا ہے

کِیَا اُمراء کو فقیر اور فقیروں کو امیر
ہیں یہ قدرت کے کرشمے کوئی سمجھا کیا ہے

غم عبث رنج عبث سونچ عبث
سونچ تو ہی کہ تیری فکر سے ہوتا کیا ہے

دوستوں کو ہی دیا کرتے ہیں آلام و الم
ورنہ پھر رازِ اطاعت ہی میں رکھا کیا ہے

جو مقدر میں لکھا ہے تیرے ہوگا خالؔد
گر کرے لاکھ تو تدبیر تو ہوتا کیا ہے

حضرت خالؔد وجودیؒ

2.3 ۔ حرص وطمع

(Greed And Avarice)

11۔**سوال**: حرص وطمع سے مراد کیا ہے؟ طالب حق وسالک کیلئے اس مذموم صفت سے کیوں اجتناب لازم ہے؟

جواب: حرص وطمع وہ مذموم(Mean)صفتِ نفس ہے جس کی نوعیت(Nature) یہ ہے کہ خواہشاتِ نفس کے اجتماع (Gathering) سے جب عقلِ سلیم مغلوب(Be Subdued) ہوتی ہے تو آثار حرص وطمع کے اظہار ہوتے ہیں اور رفتہ رفتہ یہی ثقلِ نفسانیہ(Un-Cleaned Nature) بصورت طبیعت ثانیہ(Difrent Temperament) ہوکر انسان کے شائستہ اور مصفا(Polite & Desent) خیالات کو ہمیشہ کیلئے کثیف(Dense) اور مکدر(Disturbed) کر دیتا ہے۔

اور علاماتِ حرص (Symptems of Greed) یہ ہیں کہ حریص (Greedy) کو کسی حالت میں سکون و قناعت(Contention) نہ ہو اور طلب و زیادت(More & More) خواہشِ کثرت میں مشغول و منہمک(Engrossed) رہے۔ بقول مولانا رومیؒ

کوزۂ چشم حریصاں پُر نشد (حرص کرنے والوں کی آنکھ کی صراحی کبھی بھرتی ہی نہیں)

اور نتیجہ حرص یہ ہے کہ حریص ہمیشہ حرماں نصیب اور محروم(Unfortunate) رہتا ہے۔

بمصداق اَلْحَرِیْصُ مَحْرُوْمٌ (حرص کرنے والا محروم ہوتا ہے)

حضراتِ صوفیہ کرام و عارفانِ حق کا اتفاق ہے کہ جب بہ تصرّف حضراتِ شیخ و بہ برکتِ اَوراد و اَدعیہ طالبِ راہِ حق کے شوق و ذوق میں روز افزوں (دن رات) اضافہ و غیر معمولی ترقی ہونے لگے تو اربابِ طریقت نے لازم قرار دیا کہ جس طرح ممنوعات ومحرمات(Prohibited & unlawful Things) سے اکلاً وشرباً (کھانے پینے میں) احتیاط (Care) واجتناب (بچنا) ضروری ہے، اُسی طرح عاداتِ رذیلہ(Wicked Habits) اور صفاتِ قبیحہ (Harmful Attribute) سے بھی پرہیز واحتراز (بچنا ورُکنا) لازمات سے ہے۔ خصوصاً دنیائے دوں (دکھاوا وشہرت) کی حرص وطمع جو قطعی صفتِ مذموم یعنی (Mean Mentality) ہے، اِس کے مضر (نقصان دہ) اثرات سے سالک راہِ طریقت کو ہمیشہ محفوظ رہنا چاہیئے۔ کیونکہ حرص انہیں بدترین خصائل (صفت) سے ہے جن کو محققین نے اخلاقِ ذمیہ (کافرانہ طرز) کی بنیاد فرمایا ہے اور جن سے سخت اجتناب (بچنے) کی تاکید کی ہے۔

ارشاداتِ اربابِ تحقیق

12۔**سوال**: ترکِ حرص و طمع کے تعلق سے ارشاداتِ اربابِ تحقیق بیان کرو؟

جواب: 01- **امیر المؤمنین علی مرتضیٰ** رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔اِتِّبَاعُ الْھَوٰی یَنْضِلُ عَنِ الْحَقِّ۔(ترجمہ) پیروی حرص کی حق سے بے راہ کرتی ہے۔ (طبقات الکبریٰ)

اور یہ بھی فرمایا کہ حرص تعب اور مَشقّت (Fatigue & Labour) کی کنجی ہے۔(سراج الملوک)

02- **امام جعفر صادق** رضی اللہ عنہ نے فرمایا طمع انسان کو ذلیل اور اُس کے یقین کو خراب کرتی ہے۔

(تذکرۃ الاولیاء)

03- **ابو سعید حسن بصری** علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ اَلطَّمَعُ یُشِیْنُ العَالِمِ یعنی حرص و طمع عالم کو بدنما بنا دیتی ہے۔(طبقات الکبریٰ)۔آپؒ سے کسی نے پوچھا اصل دین کیا ہے تو آپؒ نے فرمایا ''ورع'' (تقویٰ و پرہیزگاری)۔ پوچھا گیا کہ ''ورع'' کو کون تباہ کرتا ہے تو فرمایا طمع (حرص) (تذکرۃ الاولیاء)

آپؒ خدا کی قسم کھا کر کہا کرتے تھے کہ جس شخص نے زر کی عزت (دولت سے محبت) کی اس کو اللہ نے ذلّت دی۔ (طبقات الکبریٰ)

04- **حبیب بن سلیم راعی** علیہ الرحمۃ سے کسی نے عرض کی کہ مجھ کو نصیحت فرمایئے تو ارشاد ہوا ''دل کو حرص کا صندوق اور پیٹ کو حرام کا برتن نہ بنا''۔ (کشف المحجوب)

05-**ابراھیم بن شیبان کرمان شاھی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا میرے والد نے مجھ کو وصیت کی کہ '' علم حاصل کرو گے تو ادبِ ظاہری درست ہوگا۔اور ورع (تقویٰ و پرہیزگاری) اختیار کرو گے تو ادبِ باطنی سے مؤدب ہونگے اور طمع سے احتراز (Avoid) کرو گے تو ہر دو گروہ (ظاہری و باطنی) میں اعزاز (Title of Honour) ہوگا۔

(نفحات الانس)

06- **ابوالعباس بن قاسم مھدی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''طمع کی تاریکیاں (ظلمت) مشاہدۂ انوار (Vision) کو روکتی ہیں۔ (طبقات الکبریٰ)

07- **سیدی ابراھیم متبولی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''اپنے دل کو دنیا کی طمع سے پاک کرو تو تمہارے دل میں

آبِ ایمان کی نہریں جاری ہوجائیں۔ (طبقات الکبریٰ)

یہ بھی فرمایا کہ فقیر کے واسطے توکل (Trust in Allah) مثل شہد (Honey) کے ہے جو سراپا شفاء (Cure) ہے اور طمع مانند زہر (Poision) قاتل کے ہے۔ (احیاء العلوم)

تعارفِ اربابِ تحقیق

01- **ابرھیم بن شیبان کرمان شاھی** علیہ الرحمۃ:۔آپکی کنیت ابواسحاق۔ابوعبداللہ مغربیؒ اور ابرہیم خواصیؒ کے آپؒ برگزیدہ اصحاب میں تھے۔عبداللہ منازلؒ آپؒ کی نسبت فرماتے ہیں۔

''آپؒ فقراء واہل ادب ومعاملات کے حق میں اللہ تعالیٰ کی حجّت ہیں''۔337ھ میں آپؒ کا وصال ہوا۔

02- **ابوالعباس بن قاسم مھدی** علیہ الرحمۃ:۔آپؒ مقامِ مرد کے باشندے،عابدِ شب،زہد میں یگانہ روزگار امام طریقت،محقق اور خوش بیان صاحبِ حال بزرگ تھے۔توحید کے علم بردار بعض صحبت یافتہ آپؒ کے صاحبِ سلسلہ ہوئے۔ 342ھ میں آپؒ کا وصال ہوا۔

03- **سیدی ابراھیم متبولی** علیہ الرحمۃ:۔آپؒ ولایت میں صاحبِ دوائر کبریٰ تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اُن کا کوئی پیر نہ تھا۔یہ قاہرہ (مصر) میں پھولے چنے بیچا کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کو کثرت سے خواب میں دیکھا کرتے تھے۔آخر میں دوران سفر بیت المقدس معمولی علالت کے بعد 880ھ میں وصال ہوا۔

حق سے رہے جو قرب تو جنت ہے زندگی

غفلت رہے خدا سے تو آفت ہے زندگی
حق کی رہے حضوری تو راحت ہے زندگی

اپنے کو رکھ نہ باقی خیانت ہے اسمیں دیکھ
ہشیار رہ کہ حق کی امانت ہے زندگی

تجھ کو بنایا حق نے عبادت کے واسطے
اس کو ذرا سمجھ لے عبادت ہے زندگی

دوری رہے خدا سے تو دوزخ بنے گی بس
حق سے رہے جو قرب تو جنت ہے زندگی

ہجر و فراق تو ہیں تکالیفِ دو جہاں
گر ہو وصالِ یار تو نعمت ہے زندگی

فضل و کرم رہے گا ہمیشہ جو حال پر
سمجھوں گا میں کہ میری سلامت ہے زندگی

دونوں جہان تیری ہی باعث ہوئے عیاں
اپنی تو یار! تیری بدولت ہے زندگی

ہر وقت ہر مقام پہ رویت خدا کی کر
ورنہ نہیں تو باعثِ زحمت ہے زندگی

مقصودِ زندگی تو فقط آپ [ﷺ] ہی ہیں آپ [ﷺ]
خالؔد کے حق میں آپ [ﷺ] کی چاہت ہے زندگی

حضرت خالؔد وجودیؒ

2.4 خود بینی وشہرت پسندی

(Self Conceit And Egoishness)

13۔ **سوال**: خود بینی اور شہرت پسندی کون سے مذموم وخبیث خصلتوں کا نتیجہ ہے اور اُن سے اجتناب کی اہمیت بیان کرو؟

جواب: محققین اربابِ طریقت کا اجماع(Consensus) ہے کہ شہرت طلبی یا خود بینی خبیث طبیعت (Wicked Nature) اورامّ العُجب ونخوت (خود بینی وشہرت پسندی) ہے۔حضراتِ عارفین نے شہرت پسندی کو خصائلِ ذمیمہ (بُری خصلت) کی عادتِ رذیلہ میں شمار فرمایا۔جو درحقیقت ہوائے نفسانیہ (خواہشاتِ بے جا) کا نتیجہ اور کبر وغرور (Pride & Conceit) کا مقدّمہ (Preface) ہے۔اِسی واسطے طالبِ راہِ طریقت وحضرات اہلِ تقربِ الٰہی کے شوق میں جب سفرِ سیرِ سلوک کیلئے گامزن ہو یعنی راہِ سلوک طئے کرنے لگے تو لازم ہے کہ عوام الناس کی طرف سے تعظیم و تکریم سے نفرت کرے اور باقتضائے عبدیت (بندگی کیلئے لازم ہے کہ) ''خود بینی'' سے کامل اِحتراز کرے۔اور اپنی عادات وسکنات کو یعنی اعمال واحوال (ظاہر وباطن) کو بوئے کبر وغُرور سے محفوظ رکھے بقول ۔

در محفلے کہ خورشید اندر شمار ذرّہ است — خود را بزرگ دیدن شرطِ ادب نباشد

(ترجمہ) جس مجلس میں سورج کا مقام ذرہ برابر ہے۔ وہاں خود کو بڑا سمجھنا خلافِ اَدب ہے)

14۔ **سوال**: عجز وانکسار کن عالی مرتبت حضرات کی سنت ہے اور فروتنی اور گمنامی کے کیا فوائد ہیں؟

جواب: عجز وانکسار(Humility & Submission) انبیاء علیہم السّلام کا شِعار اور اولیاء باعظمت کی مخصوص سنّت ہے،اس لئے حضرات صوفیہ نے بالعموم اپنے مریدین کو تاکیدِ خاکساری کی ہدایت اور خود بینی کی صریح الفاظ میں ممانعت فرمائی۔

طالبِ صادق کیلئے راہِ طلب میں فروتنی (عاجزی وانکسار) اور گمنامی بے خطر راستہ ہے اور عجز و انکسار ایک کار آمد توشہ ہے۔بقول ۔

نکتۂ عشق نمودم بتو اں سہو مکن — ورنہ چوں بنگری از دائرہ بیروں باشی

(ترجمہ):۔عشق کا راز تجھے بتادیا اسکو مت بھول — اگر نہ دیکھے گا تو اس حلقہ سے باہر ہوگا۔

مشہور مقولہ ہے۔ الشُّہْرَۃُ آفَۃٌ وَالْخُمُوْلُ رَاحَۃٌ۔ یعنی شہرت ایک آفت ہے اور گمنامی راحت کا باعث ہے۔

چنانچہ حافظ شیرازیؒ فرماتے ہیں ۔

ببرز خلق وز عنقا قیاس کار بگیر　　　　که صیت گوشه نشیناں زقاف تا قاف ست

(ترجمہ):۔ ’’خلق (لوگوں) سے الگ ہو کر عنقا (گمنامی) کے خیال سے کام لے۔ کہ گوشہ نشین لوگ تو پہاڑ تا پہاڑ سکونت اختیار کرتے ہیں‘‘۔ عجز و انکسار سے شانِ عبدیت کا اظہار ہوتا ہے اور شہرت کا خیال ایمان کے زوال کا باعث ہے۔

’’کفر است دریں مذہب خود بینی و خود رائی‘‘

(ترجمہ) اس دین یا مذہب میں خود بینی و شہرت پسندی کفر ہے۔

ارشادات اربابِ تحقیق

15۔ **سوال**: ترکِ خود بینی اور شہرت پسندی کے متعلق ارشاداتِ اربابِ تحقیق بیان کرو؟

جواب: 01- **امیر المؤمنین حضرت علی ابن ابی طالب** رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادوں سے بطور وصیت فرمایا ’’جس نے خود پسندی کی، گمراہ ہوا‘‘۔ (سراج الملکوک)

02- **حضرت اویس قرنی** رضی اللہ عنہ سے ایک شخص اجازت طلب ہوا کہ ’’میں آپؓ کے پاس بیٹھا کروں‘‘ آپؓ نے فرمایا اے برادر آج سے میں تم سے نہ ملوں گا کیونکہ میں شہرت پسند نہیں کرتا اور گمنامی اور تنہائی کو دوست رکھتا ہوں۔ مجھے بہت غم ہوتا ہے اِسلئے تم رخصت ہونے کے بعد مجھے پھر ملنے کی درخواست نہ کرنا۔ اور نہ مجھ کو تلاش کرنا۔ اے برادر میں تم کو نہ بھولوں گا گو میں تم کو نہ دیکھوں گا اور نہ تم مجھ کو دیکھو۔ (طبقات الکبریٰ)

03- **ابو نصر بشر بن الحارث** علیہ الرحمۃ نے فرمایا ’’جو شخص اِسکو دوست رکھتا ہے کہ لوگ اُسے پہچانیں یعنی جس کو یہ بات پسند ہو کہ اُسکے کمال سے لوگ واقف ہوں۔ اُس کو آخرت کی حلاوت نصیب نہیں ہوتی۔ (طبقات الکبریٰ)

04- **علی بن محمد مزین** علیہ الرحمۃ نے فرمایا بندہ کو خود پسندی، اللہ تعالیٰ کی ناراضی کی وجہ سے ہوتی ہے اور یہ ابدی (ہمیشہ کیلئے) ناخوشی تک پہنچاتی ہے۔ (خدا محفوظ رکھے)۔ (طبقات الکبریٰ)

05-**سیدی و مولائی سیدنا عبدالقادر جیلانی** رضی اللہ عنہ سے سائل نے عرض کیا کَیفَ الُخَلَاصِ مِنُ الُعُجُبِ۔یعنی کیوں کر خود بینی (عجب) سے رہائی مل سکتی ہے تو آپؓ نے فرمایا۔

مَنُ رَائِی الَاشُیَا ءِ مِنَ اللّٰهِ وَانَّهُ هُوَالَّذِیُ رَفَّقَهُ الُعَمَلَ الُخَیرِ وَ اَخُرَجَ نَفُسَهُ مِنَ الُبَیُنِ فَقَدُ سَلَمَ مِنَ الُعُجُبُ۔

(ترجمہ) جو شخص یہ دیکھے گا کہ سب چیزیں اللہ کی ہیں اور وہ ہی ہے جس نے اسکو اچھے کام کی توفیق دی ہے اور بیچ سے اپنے آپ کو نکال لے گا۔ وہ خود بینی سے بچ جائے گا۔　　　(طبقات الکبریٰ)

تعارفِ و اربابِ تحقیق

01- **حضرت اویس قرنی** رضی اللہ عنہ:۔آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق ہیں۔جن کے نامِ نامی کو تعارف کی ضرورت نہیں اور نہ صفاتِ محمودہ محتاجِ بیان ہیں۔ زہد کا یہ حال تھا آپؓ کے پاس ایسی دو پرانی چادریں تھیں جن میں متعدد پیوند لگے تھے۔ بالوں کا بُنا ہوا ایک تہبند تھا۔اکثر خرمہ (کھجور) کی گٹھلیاں کھا کر بسر کرتے۔تمام عمر حجاب وگمنامی میں محجوب (پردہ نشین) رہے۔اور جنگ صفین میں امیر المؤمنین علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کی حمایت میں شہید ہوئے۔سلسلہ اَویسیہ کے آپؓ سید الطائفہ ہیں۔

02- **ابو نصر بشر بن الحارث** علیہ الرحمۃ:۔آپؒ مقامِ مَرد کے باشندے تھے۔بغداد میں سکونت اختیار کی تھی۔حضرت فضیل بن عیاضؒ کی صحبت کا شرف حاصل تھا۔اپنے وقت کے صاحبِ حال بزرگ ہیں جن سے متعدد لوگ فیض یاب ہوئے۔ سنہ 337ھ میں دارآخرت کا سفر کیا۔

03-**علی بن محمد مزین** علیہ الرحمۃ:۔آپؒ سہیل بن عبداللہؒ اور جنیدؒ کی صحبت سے مستفیض ہوئے۔مکہ معظّمہ کی اقامت ومجاورت اختیار کی اور وہیں سنہ 328ھ میں وصال ہوا۔ بڑے متورّع (متقی) اور صاحبِ حال بزرگ تھے۔

04-**سیدی و مولائی سیدنا عبدالقادر جیلانی** رضی اللہ عنہ:۔آپؓ طرفین سے "فاطمی سید" ہیں۔ سنہ 470ھ میں پیدا ہوئے۔اور سنہ 561ھ میں راہی فلک بقا ہوئے۔مزار پُر انوار بغداد میں ہے۔متعدد اور جلیل القدر صوفیہ نے آپؓ کی سیرتِ طیبہ میں متعدد کتابیں تالیف کی ہیں۔آپؓ کا سلسلہ ارادت سارے عالم میں پھیلا ہوا ہے۔زمانہ مانتا ہے کہ آپؓ کے غوث اعظم، محی الدین القاب(Appelations) ہیں۔آپ بہ نقشِ قدمِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہیں اور آپؓ کا قدم مبارک تمام اولیاء کے دُوش(Neck) پر ہے۔

"کشکول قادریہ"

(QUADRI'S HANDBOOK)

باب دوم

(SECOND VOLUME)

توحید و معارف

صفتِ زہد، وصفت تصوف

(ATTRIBUTES OF ABSCETICIEM & OBLIGACELLENCE)

حصہ دوم

PART II

مجھ پہ کتنا کرم ہوگیا

جس پہ فضل و کرم ہوگیا راز دارِ حرم ہوگیا
حق کا محبوب سالارِ کل تاجدارِ حرم ہوگیا
دل بنا مرکزِ کائینات میں جو ہستی میں ضم ہوگیا
چشم رحمت کے پڑتے ہی مجھ پر بوجھ عصیاں کا کم ہوگیا
مِٹ گیا دل سے احساسِ درد خود بخود درد کم ہوگیا
ضبطِ غم کا صلہ مل گیا دل جو مانوسِ غم ہوگیا
دیکھ کر انکا نقشِ کفِ پا سر ہی سجدے میں خم ہو گیا
مِٹ گیا امتیاز جہاں یافت میں جب سے ضم ہوگیا
دل بنا اُسکا مشق ستم مجھ پہ کتنا کرم ہوگیا
آرزو دل کی دل میں رہی ہر زمانہ ختم ہوگیا
خالدِؔ زار کی ذات پر
اختتامِ ستم ہوگیا

حضرت خالدؔ وجودیؒ

03- صفتِ زُہد (تقویٰ)

Absceticism, An Attribute (Abstinence)

1۔ **سوال**: ''زُہد'' سے مراد کیا ہے اور ''دنیا'' کس چیز کا نام ہے؟

جواب: دنیا اور اسبابِ دنیا (کی جب توجہ الی الحق سے غفلت پیدا کرنے لگے تو اُس) سے احتراز و اجتناب (Refraining & Abstinence) کو عُرفِ عام (Common Law) میں ''زُہد'' کہتے ہیں۔ اربابِ طریقت اور اہلِ شریعت کا اتفاق ہے کہ ''زُھدُ مِنَ الدُّنیَا'' انبیاء علیہم السلام کی سنت اور اولیاء عظام کی تعبیّت (Obedience) ہے۔

دنیا اور تعلقاتِ دنیا کی حقیقی تعریف اربابِ طریقت نے نہایت مختصر الفاظ میں یہ فرمائی اَلدُّنیَا مَا تَشَغلَكَ عَنِ اللّٰہِ یعنی جو حق سے باز (دور) رکھے اُس غفلت یا غفلت میں مبتلا کرنے والی چیز کا نام ''دنیا'' ہے بقول مولانا رومی علیہ رحمۃ۔

چیست دنیا از خدا غافل شدن — نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

(ترجمہ) جو چیز خدا سے غافل کر دے وہ دنیا ہے کمانا، سونا چاندی، بیوی بچے کرنا دنیا نہیں۔

''حقیقتِ زہد'' کی نسبت صوفیہ کرام کا یہ مقولہ ہے کہ ''زہد'' رضا کا مقدمہ ہے۔ یہی سبب ہے کہ جو زہد (ترک و تفرید) میں پختہ ہوتا ہے اس کو رضائے الٰہی کی تعمیل میں زیادہ ثبات، استقلال نصیب ہوتا ہے۔

بلکہ حقیقتِ دنیا کے اظہار میں سرکارِ مدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مختصر جملہ میں بطور کلّیہ (اصل) کے فرمایا۔ اَلدُّنیَا جِیفَۃٌ وَطَالِبُھَا کِلَابٌ۔ (ترجمہ) دنیا مردار ہے اور اس کا طلب کرنے والا کُتا ہے۔ اور یہ بھی ارشادِ رسول ﷺ ہوا۔ اَلدُّنیَا سِجنُ المُؤمِنِ۔ ترجمہ: دنیا مؤمن کیلئے قید خانہ ہے۔

اسی کے معنوی مفہوم میں مولانا روم علیہ رحمۃ نے فرمایا۔

ایں جہاں زنداں و ما زندانیاں — حضرہ کن زنداں و خود را دار ہاں
جوزِ بوسیدہ است دنیا ای رہیں — امتحانش کم کن و دورش ببیں
چشم مہتر با خرد چوں بود جفت — پس بداں دیدہ جہاں را جیفہ گفت
باسگاں بگزار ایں دار را! — خرد بشکن شیشہ پندار را

ترجمہ:۔ یہ دنیا قید خانہ ہے اور یہاں رہنے والے) ہم قیدی ہیں۔کہ یہاں خود آزادی کے خیال سے خود احتیاط کر۔ یہ دنیا ایک بوسیدہ جوز (Nut) کی طرح ہے اور یہاں رہنے والے ۔اسکو زیادہ نہ پرکھ اگر دور اندیشی سے کام لے۔ بزرگ آنکھیں تو اس دنیا کیلئے بند ہی ہیں، پس خوب سمجھ کر دنیا کو دیکھ کہ بالآخر افسوس ہی کرنا ہے۔چھوڑ اِس دنیا کے خیال کو! اور توڑ دے اس شیشہ گمان (دنیا) کو عقل سے۔

2۔**سوال**: اشتغالِ دنیا کا قلبِ انسانی پر کیا اثر پڑتا ہے جس کے زائل کرنے کیلئے ''زہد'' اختیار کرنا لازم ہوتا ہے؟

جواب: ایک مخصوص اثر اشتغالِ دنیا کا یہ بھی ہے کہ جب انسان ظاہری حسن و آرائش اور عارضی زینت و زیبائش پر شیفتہ اور فریفتہ (پاگل اور گرویدہ) ہو جاتا ہے تو اُسکا قلب کبر و غرور (Pride and Conceit) سے معمور (بھرا ہوا) ہوتا ہے۔ اور یہ مذموم صفتِ (تکبر) اس کو بجائے حصول درجات قرب کے، عطیات الٰہی (Divine Bestowal) سے محروم اور محجوب (Deprived) کر دیتی ہے۔ بمصداق آیت قرآنی وَمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ۔(سورۃ اٰلِ عمران آیت 185) ترجمہ:۔دنیا کی زندگی دھوکے کے سامان کے سوا کیا ہے۔

جب طالبِ صادق کو بہ توفیقِ ایزدی (اللہ تعالیٰ کی توفیق سے)، نفسِ بد کے عاداتِ رذیلہ، خواہشات قبیحہ (Wicked Desires) کی تنبیہ و نگہداشت (Care & Awakening) پر کافی دسترس (Control) ہو جائے اور حصولِ مدارج تقرب الٰہی کے شوق میں روز افزوں ترقی ہونے لگے تو بصد صدق و خلوص اور بکمال انشراحِ صدر (سینہ کھلنے کے) حسب ایمائے مرشد کامل ترک دنیا و مافیہا کے مجاہدہ میں مسلسل جدوجہد کرے۔حتیٰ کے بہ تصرف شیخ اغراض دنیا سے اعراض کرنے میں تردد و تکلف نہ رہے۔اور یہ حالت نصیب ہو کہ ہر حال میں قلبِ مطمئن کو ایثار و عافیت کیلئے آمادہ اور تیار دیکھے تو صرف ربّ العزت کے بھروسے (توکل) پر وَکَفَا بِاللّٰہِ وَکِیْلًا بغیر کسی انتظار کے دنیا سے دستبردار ہو کر وادئی تجرید و تفرید (دوئی مٹا کر ایک ہو جانا) کی سیر میں مشغول ہو جائے۔لیکن اِس کے ساتھ یہ بھی پیشِ نظر رہے کہ ''زہد کامل'' کی صحیح اور حقیقی صفت سے وہی عالی خیال زاہد موصوف ہوتا ہے جس کا زہد اِختیاری (Voluntary) ہو نہ اضطراری (Unvoluntary) بلکہ فراغ بالی (رضا و خوشی) پر ہو۔لہذا زاہد، زاہدانہ زندگی کو بہتر سمجھے بلکہ زُہد کو سرمایہ ناز اور باعث فخر و اعزاز جانے۔

سالکِ راہِ طریقت بعد توبہ النصوح جب نفسِ بدصفات کو خواہشات لذّات اور حظوظ شہوت (Pleasure of

(Lust) سے روکتا ہے اور ذکر و درود سے آئینۂ دل صاف ہو جاتا ہے تو اُس حالت میں بہ عنایت ربِ العزت حقیقتِ دنیا اور آخرت کا قلبِ سالک پر انکشاف ہو جاتا ہے اور آخرت کی حُسن ثبات و بقا پر رغبت ہوتی ہے، جس سے آثارِ زہد (Absceticism) پیدا ہوتے ہیں۔ اور رفتہ رفتہ حقیقتِ زہد مستحقق و ہویدا (ثابت وصاف) ہوتی ہے۔ اس وقت بصد عجز و نیاز عرض کرتا ہے۔

دولتِ فقر خدایا بمن ارزانی دار! کیں کرامت سببِ حشمت و تمکین نیست

(ترجمہ):۔ دولتِ فقر کو اے اللہ مجھ پر آسان کر دے۔ کیونکہ یہ کرامت عظمت شان و شوکت سے نہیں آتی

3۔ **سوال**: صوفیہ کرام کی نظر میں ''زہد'' کا کیا مقام اور عظمت ہے؟

جواب: صاحبِ حزم و ہمت سالکینِ راہِ طریقت ترک دنیا کا سخت ترین مرحلہ طئے کرنے کے بعد زہد کی پُرسکون وادی میں بصد تمکین (پوری عزت و تکریم کے ساتھ) خلوت گزیں (Hermit) ہوتے ہیں تو سروش غیبی (فرشتۂ غیبی) کا یہ مژدہ (اعلان) اُمید افزا بگوش ہوش (صاف صاف) سنتے ہیں۔

از سرِ دنیا گزشتی غم مخور خوش بخور ہم خوش بدار ایام را

(ترجمہ) :۔ دنیا سے جب گزر جائے (ترک دنیا کر لے) تو رنج مت کر

خود خوش رہ کر وقت کو بھی خوشی میں گزار

الغرض صوفیہ کرام کے پاس ''زہد'' بہت بلند اور جلیل القدر مقام ہے کیونکہ ''زہد'' صحبتِ کامل کا نتیجہ اور کتاب عشق الٰہی کا مقدمہ (پہلا قدم) ہے۔ چنانچہ حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ جب تک دنیا اہلِ دنیا سے پرہیز نہ کرو گے ولایت کی خوشبو ہرگز نہ سونگھو گے۔

ارشاداتِ اربابِ تحقیق

4۔ **سوال**: زہدانہ زندگی کے لزوم وفوائد کے متعلق ارشادات اربابِ تحقیق بیان کرو؟

جواب: 01-**امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق** رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ فانی (دنیا) کا نقصان کرنا باقی (آخرت) کے نقصان کرنے سے تمہارے لئے بہتر ہے۔

غمِ دنیائے دنی چند خوری بادہ بخور حیف باشد دل دانا کہ مشوش باشد

(ترجمہ):۔ بے فائدہ دنیا کا غم کب تک کھائے گا۔ جامِ وحدت پی لے

ورنہ افسوس ہوگا عقلمند دل تشویش میں ہوگا

یہ بھی منقول ہے کہ جب کُوڑے (کچرے) کے پاس سے آپؑ گزرتے تو کھڑے ہوجاتے اور فرماتے کہ یہ وہی تمہاری دنیا ہے جس کی حرص کرتے ہو۔

02- **امیر المؤمنین حضرت علی ابن ابی طالب** رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم کو جو کچھ دنیا میں سے ملے اُس پر بہت خوشی نہ کرو اور جو کچھ تم کو نہ ملے اُس سے مایوس ہوکر غم نہ کرو، اپنی ہمت کو موت کے بعد کے معاملات میں مصروف رکھو۔

یہ بھی فرمایا کرتے اَلدُّنیَا جِیفَۃٌ فَمَنْ اَرَادَھَا شَیأً فَلیَصبِرُ عَلیٰ مُخَالِفَۃ الکِلَابِ۔ (ترجمہ) دنیا مردار ہے۔ اسلئے جو کوئی اُس میں سے کچھ چاہے گا اُس کو کتوں (دنیاداروں) کی مخالفت پر صبر کرنا پڑے گا۔ (طبقات الکبریٰ)

یہ بھی فرمایا کہ دنیا اور آخرت دونوں سوتیں (Co-Wifes) ہیں۔ جس قدر ایک راضی ہوگی اُسی قدر دوسری ناخوش ہوگی۔ (احیاء العلوم)

03- **حضرت اویس قرنی** رضی اللہ عنہ نے فرمایا طَلَبتُ الرَّاحَۃِ فِی الزُّھُدِ۔

(ترجمہ) راحت تلاش کی تو ''زہد'' میں پائی۔ (تذکرۃ الاولیاء)

04- **حضرت سفیان ثوری** علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''زاہد وہ ہے جس کا ''زہد'' اُس کے فعل سے ظاہر ہونہ کہ اُس کی زبان سے''۔ (تذکرۃ الاولیاء)

05- **فضیل بن عیاض** علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''اصل زہد خدا سے راضی ہونا ہے''۔ (نفحات الانس)

یہ بھی فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے جملہ برائیاں ایک کوٹھری میں بند کی ہیں جس کی کنجی دنیا ہے۔ اور تمام اُمورِ خیر ایک کوٹھری میں بند کئے ہیں جس کی کنجی ''زہد'' ہے'' (احیاء العلوم)

06- **شیخ الطائفہ جنید** علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''زہد'' خالی ہاتھ رہنا اور دنیا کے شغل سے باز رہنا ہے۔ (نفحات الانس)

یہ بھی فرمایا کہ اَلزُّھدُ خُلوُالاَیدِیْ عَنَ الاِملَاکِ۔ (ترجمہ) زہد ملکیت سے ہاتھ خالی رہنا ہے۔ (عوارف المعارف)

07-**حضرت بایزید بسطامی** علیہ الرحمۃ سے دریافت کیا کہ فرض کیا ہے اور سنّت کیا ہے۔ تو فرمایا، فرضُ صحبتِ مولاؔ اور سنّت 'ترکِ دنیا' ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء)

08-**حضرت خواجہ معروف کرخی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''دنیا کا دلدادہ فلاح (کامیابی) سے محروم ہے۔
(نفحات الانس)

09-**حضرت ابوالعباس بن السماک** علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ مِنۡ شَرۡطِ الزُّھۡدَ اَنۡ یَفۡرُجُ بِتَحۡوِیۡلُ الدُّنۡیَا عَنۡہُ۔ (ترجمہ) زاہد کی شرط میں سے ہے کہ دنیا اس سے منہ پھیرلے تو خوش ہو۔ (طبقات الکبریٰ)

10- **حضرت ذوالنون مصری** علیہ الرحمۃ سے پوچھا گیا، دنیا کس کو کہتے ہیں تو فرمایا ''جو خدا سے غافل کرے''۔ (طبقات الکبریٰ)

11- **غوث اعظم سید عبدالقادر جیلانی** رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

مَنۡ اَرَادَ الآخِرَۃِ فَعِلَیۡہِ بِا الزّھُدِ فِیۡ الدُّنۡیَا وَ مَنۡ اَرَادَ اللّٰہِ فَعَلَیۡہِ بِالزُّھۡدِ فِیۡ الۡاُخۡریٰ۔

(ترجمہ) جو آخرت چاہے اسکو دنیا کی نسبت اور جو اللہ کو چاہے اس کو عقبیٰ کی نسبت زُہد اختیار کرنا لازم ہے۔ بقول ؎

خود را بخد گزار ز ہمہ! کایں خواہش جملہ دین و دنیا ہمہ ہیچ

(ترجمہ) خود کو بڑا سمجھنا خلافِ ادب ہے کہ یہ جملہ خواہشِ دین و دنیا کچھ نہیں۔

12-**ابو مغیث حسین بن منصور حلاج** علیہ الرحمۃ نے فرمایا دنیا کا چھوڑنا ''زہدِ نفس'' اور عقبیٰ کا چھوڑنا ''زہدِ قلب'' ہے۔ (نفحات الانس)

13-**ابو سلیمان داؤد بن نصیر الطائی** علیہ الرحمۃ اپنے مریدین سے فرماتے تھے ''خبردار تم میں سے کوئی شخص اپنے گھر میں اِس سے زیادہ اسباب نہ رکھے جس قدر کے دور جانے والا سوار رکھتا ہے۔ (طبقات الکبریٰ)

14-**خواجہ ابوبکر شبلی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ ''زہد یہ ہے کہ دنیا کو بھول جاؤ اور عقبیٰ کو یاد نہ کرو۔
(نفحات الانس)

15- **شیخ شہاب الدین سہروردی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ طریقت میں زہد کے معنی اپنی ارادت اور اختیار کو حق تعالیٰ کے ارادہ اور اختیار کے سامنے فنا کردینا۔ (عوارف المعارف)

تعارف اربابِ تحقیق

01-**امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق** رضی اللہ عنہ: آپؓ کا شمار خلفاءراشدین میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کے بعد ہوتا ہے۔آپؓ کے اوصاف بیشمار ہیں۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمرؓ کے سایہ سے شیطان بھی بھاگتا ہے۔اور یہ بھی ارشاد ہوا کہ اگر میرے بعد نبی ہوتا تو وہ عمر ہی ہوتے۔ایک کافر غلام نے آپؓ کو عین نماز میں خنجر سے شہید کردیا۔اسطرح آپؓ 24ھ میں شہید ہوئے اور وصال حق فرمایا۔گنبدِ خضرا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آپؓ کی آخری آرام گاہ ہے یعنی مدفن ہیں۔

02-**حضرت سفیان ثوری** علیہ رحمۃ:۔آپؒ علم وفضل میں یگانہ اور زہد وورع (پرہیزگاری) میں لاثانی ہیں۔ 97ھ میں پیدا ہوئے اور 155ھ میں کوفہ سے بصرہ میں تشریف لائے۔اور بصرہ میں 161ھ میں وصال ہوا۔ آپؒ عالموں میں یکتا اور عابدوں میں فرد اور زاہدوں میں بے مثل تھے۔

03-**حضرت ابو علی فضیل بن عیاض** علیہ الرحمۃ:۔آپؒ کے فضل اور اقتدار کا مشائخینِ وقت نے اقرار کیا۔ ہزاروں طالبانِ الٰہی آپؒ کے فیضان باطنی سے مستفیض ہوئے۔(آپ کی پیدائش سمرقند میں ہوئی) خراسان کے مضافات میں رہتے تھے آپؒ کے دادا کا نام مسعود بن بشیر یمنیؒ ہے جو مشہور بزرگوں میں تھے۔آپ کا وصال مکہ مکرمہ میں 187ھ میں ہوا۔

04-**شیخ الطائفہ جنید بغدادی** علیہ الرحمۃ:۔آپؒ مقام نہاوند کے باشندے مگر عراق آپؒ کا وطن ہے۔فقیہہ رہے شافعی مسلک تھا۔اپنے بیس سال کی عمر میں اپنے خالو سرّ سقطیؒ کے مرید ہوئے اور حارث محاسبیؒ اور محمد بن علی قصابؒ کے صحبت یافتہ اور اربابِ طریقت کے سردار تھے۔ 297ھ میں وصال پایا اور بغداد میں مزار شریف ہے۔

05-**خواجہ معروف کرخی** علیہ الرحمۃ:۔آپؒ کا اسم گرامی ابو محفوظ بن فیروز کرخی ہے حضرت امام علی بن موسیٰ رضا کے آزاد کردہ غلام تھے زہد و پرہیز گاری میں یگانہ رہے۔داؤد طائیؒ کی صحبت سے مستفید ہوئے۔200ھ میں انتقال ہوا۔اور بغداد میں مزار اقدس ہے جو زیارت گاہ عام ہے۔آپؒ سرّ سقطیؒ کے مرشد تھے۔حضرت امام علی بن موسیٰ رضا آپ کے شیخ ہیں۔

06-**ابو سلیمان داؤد بن نصیر طائی** علیہ الرحمۃ:۔آپؒ زہد میں کبیر الشان تھے، مرضِ موت کے بعد دیکھا گیا تو گھر میں ایک گھڑے کے اندر روٹی کے سوکھے تکڑے اور ایک بدھنی (برتن) اور ایک کسی قدر کچی اینٹ تھی جس سے تکیہ کا کام لیتے تھے۔اور کچھ نہ تھا۔آپ کو حضرت فصیل بن عیاضؒ اور حضرت ابراہیم بن ادھمؒ سے شرف نیاز حاصل رہا۔

07-**ابو مغیث حسین بن منصور حلاج** علیہ الرحمۃ:۔آپؒ فارس کے رہنے والے تھے۔عراق میں تعلیم پائی۔ جنیدؒ، ثوریؒ اور عثمان مکیؒ کے فیضانِ صحبت سے مستفید ہوئے۔ 24 ذی قعدہ 239ھ میں بغداد کی قتل گاہ آپؒ کے خون سے سرخ ہوئی۔آپؒ کا نامِ نامی مشہور ہے۔

08-**خواجہ ابو بکر شبلی** علیہ الرحمۃ:۔آپؒ خراسان کے باشندے تھے مگر بغداد میں پیدا ہوئے آپؒ کے اوصاف محتاجِ بیاں نہیں۔ابو قاسم جنید بغدادیؒ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔بغداد میں مزار ہے۔87 سال کی عمر میں 334ھ میں وصال ہوا۔

3.1- ذکر و ذاکرین

(Convocation And Reciters)

5.**سوال**: ذکروذاکرین سے مراد کیا ہےاور حقیقت ذکر کی تعریف کیا ہے؟

جواب: جملہ اربابِ طریقت ونیز علمائے شریعت کا اجماع (Consesus) ہیکہ ''ذکر'' صحبتِ صادق کا لازمی نتیجہ ہے بمصداق مَنْ اَحَبَّ شَیْأً اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ ۔(جو جس شئے سے محبت کرتا ہے،اس کا ذکر اکثر کرتا رہتا ہے)۔اور یہ بھی مسلمہ ہے کہ ذکرِ حبیب کسی پیرایہ(انداز) میں کیوں نہ ہو، عاشقِ بےقرار کے خاطر حزن واضطرار(غم وتڑپ) کے واسطے ضرور باعثِ تسکین ہوتا ہے۔

فَحُبَّکَ رَاحَتِیْ فِیْ کُلِّ حِیْنٍ وَ ذِکْرُکَ مُوْنِسِیْ فِیْ کُلِّ حَالٍ

ترجمہ:۔پس تیری محبت ہر وقت میرے لئے راحت ہے۔اور تیرا ذکر ہر حال میں میرا مونس ومددگار ہے

غرض خلاصہ یہ ہے کہ سرگردان وادی محبت کے دردِ دل کا اگر کوئی موثّر اور مجرب علاج (Efffective Cure) ہے تو وہ مطلوب (محبوب) کا ذکر اور نامِ محبوب کا ورد ہے۔

لیکن یہ حالت خاص ہے اور ان ہی اہلِ محبت کو نصیب ہوتی ہے جو روزِ میثاق سے دیدارِ جمالِ یار کے مُشتاق (طالب) ہوتے ہیں۔عوام کا یہ منصب نہیں کہ اپنے عارضی وقتی جوش کا عاشقانِ ذی مرتبت کی گرانقدر حالت سے موازنہ (Comparison) کریں۔

پائے بست عالم سفلی بعلوی کے رسد ہرزہ کاری دیگرو دیدار بینی دیگر است

(ترجمہ):۔عالم سفلی، عالم علوی کے مرتبہ کو کب پہنچے ہیرہ کی کاریگری اور ہے اور صرف دیکھنا اور ہے۔

عارفین حضرات کا اتفاق ہے کہ حقیقتِ ذکر، یادِ حق ہے بعد فراموش کرتے غیرِ حق کے۔بفحوائے (جیسا کہ طریقہ ہے)۔

وَاذْکُرْ رَبَّکَ اِذَا نَسِیْتَ(اپنے ربّ کا ذکر کیا کرو جب اُس سے غفلت ہو)۔

اور صوفیۂ کرام نے افضل الذکر کلمہ طیّبہ فرمایا ہے کہ لا الٰہَ کا ایمان (یقین) ماسوی اللہ کی طرف اور اِلَّا اللّٰہ کا اشارہ اللہ کی جانب ہے۔خلاصہ یہ کہ غیر اللہ کی نفی (Negative) اور وجود معبودِ مطلق (Worshipable Absolute Being) یعنی

اللہ تعالیٰ کا اثبات(Affirmation) کرنا حقیقتِ ذکر کی عین تعریف ہے۔ بقول ؎

''خود را بخدا گزار دیگر رز ہمہ''

ترجمہ:۔ سب کو چھوڑ دے اور خود کو خدا کے ساتھ گزار یعنی یادِ الٰہی میں مشغول رہ:

چنانچہ سالک بعد تہذیبِ نفس و تزکیہ قلب کے جب ذکرِ ربّ العزت میں بکمال شوق وانہماک مصروف ہوتا ہے جس کو صوفیہ ''ذکر حالی'' کہتے ہیں۔ جہاں ذکر و ذاکر و مذکور کی گنجائش نہیں۔ یہ حالت ''فنائے ذات'' ہے۔

6۔**سوال**: ''ذکر'' کتنے اقسام و درجوں میں منقسم ہے اور اُن کے فوائد بیان کرو؟

جواب: اربابِ طریقت نے اقسامِ ذکر کو تین درجوں میں منقسم فرمایا ہے۔

(اول) ''ذکرِعام''۔ جہاں ذکر، ذاکر، مذکور تینوں ہیں۔ ذکر خواہ جہری (باآوازِ بلند) ہو خواہ ذکر خفی (آہستہ ذکر) ہو۔ اس کو ''ذکرِ لسانی'' (زبانی ذکر) بھی کہتے ہیں۔ جس سے مراد دفع غفلت و دفع خطرات ہے۔ مَشق (Practice) اور عادت سے خیال کو ایک نقطہ پر جمنے کی عادت ہوتی ہے۔ اُسی مقام (وقت) سے فائز المرام ہو کر ذاکر تقربِ کردگار (الٰہی) کی جانب ترقی کرتا ہے۔ بقول حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ

حضوری گر ہمی خواہی ازو غائب مشو حافظؔ   مَتٰی مَا تَلْقَ مَنْ تَھوٰی دَعِ الدُّنیا وَاَھْمِلْھَا

(ترجمہ) حضوری اگر چاہتا ہے تو اُس سے غافل مت رہ حافظؔ

جب تیری ملاقات محبوب سے ہو تو دنیا کو چھوڑ اور اسکو ترک کر دے۔

(دوم)۔ ''ذکرِخاص'' جو حجاب عقل (عقل کے پردہ) کو زائل یا مضمحل (ختم یا کمزور) کرتا ہے اور ذاکر تخیلات و توہمات (وسوسات) سے آزاد ہو کر یادِ الٰہی میں محو و مستغرق ہوتا (گم و ڈوب جاتا) ہے۔ اسکو ''ذکر قلب'' (دل سے ذکر) بھی کہتے ہیں۔ دل کے الفاظ، مگر کبھی یاد، کبھی غفلت۔ ذکرِ قلب کا مدار (Basis) الفاظ پر نہیں بلکہ تَقلُّب یعنی بدلتی حالت پر ہے۔ دو حالتیں یہ ہیں!

(۱) ''حضور'' اکثر اور ''غفلت'' کم۔   (۲) ''غفلت'' زیادہ اور ''حضور'' کم۔

یہ ''حالتِ فنائے افعال'' ہے، جہاں ذاکر غائب (اپنا احساس کھو دیا)، صرف ذکر اور مذکور رہ گیا۔ یعنی ذکرِ قلب ترقی کر کے ''ذکرِ روح'' پھر ''ذکرِ سرّ'' (خود بھی گم) ہو گیا۔

(سوم)۔''ذکراخص'' ذاکرفنائے افعال کی منزل میں۔کوئی کھانا دے تو لَا مُطعِمَ اِلَّا اللّٰہ (نہیں کوئی کھلانے والا مگراللہ)،کوئی کچھ دے تو لَا مُعطِیَ اِلَّا اللّٰہ (نہیں کوئی عطا کرنے والامگراللہ) کہتا ہے۔جب ترقی کرتا ہے تو'' فنائے صفات'' کی منزل میں قدم رکھتا ہے۔اب کوئی خوبصورت نظر آئے تو لَا جَمِیلُ اِلَّا اللّٰہ (نہیں کوئی خوبصورت مگراللہ)۔کوئی رحم کرے تو لَا رَحِیمُ اِلَّا اللّٰہ (نہیں کوئی رحم کرنے والامگراللہ) کہتا ہے۔ایسی حالت''بس اللہ ،اللہ''یعنی ذاکر نہ رہا اور نہ ذکر،صرف ذکرِلفظی ہے مگر(ذکر کا احساس نہیں)صرف مذکور ہے۔کثرتِ ذکر سے جب اورترقی کرتا ہے تو''فنائے ذات'' کی منزل میں داخل ہوتا ہے۔اَب صرف یاد ہے یعنی ذکرلفظی بھی نہ رہا۔صرف ''مذکور''۔بس ایک''ذات''اوریاد رہ گئی۔یہ مکمل فنائیت ہے جس سے مراد ذاکرکا''بقاءِحق''میں فنا ہونا ہے۔جہاں ذکر،ذاکر،مذکورکی گنجائش نہیں۔

بہت کم عرصہِ فنا کے ساتھ پھراپنے تعین کا احساس ملتا ہے ربّ العزّت کی عطا سے۔یہ بقاء(Endurence) ہے جہاں سالک سلوک(راہِ سلوک) بفضل تعالیٰ طئے کرلیتا ہے۔اُس پر عبدِ کامل کا اطلاق(مسلمہ) ہوتا ہے جو دوامِ حضور،کمالِ حضورکے ساتھ حاصل ہوتا ہے۔ایسا سالک اب دوسروں کی اصلاح اور ہدایت اورفیض سے سرفراز کرنے کے لائق ہوجاتا ہے۔

تا بدانی ہر کہ یزداں رابخواند — از ہمہ کارِ جہاں بیکار ماند
ہر کہ را باشد زیزداں کاروبار — بار آنجا یافت بیروں شد ز کار

(ترجمہ):۔تو یہ جان لے کہ جوکوئی یادِالٰہی میں مشغول ہوتا ہے، وہ تمام دنیا سے بے خبر ہوجاتا ہے۔جوبھی اللہ تعالیٰ کی یادکواپنا مقصد بنالیتا ہے،وہ اُسکی یافت میں حد سے گزرجاتا ہے(فنا وبقااسکی منزل ہوتی ہے)۔

لہذا اربابِ تحقیق راہِ طلب میں مسافر جریدہ(تنہا سفر کرنے والا) کے بالمعنی رفیق طریق ہوتے ہیں۔بطور ہدایت مختلف عنوان اور مستحسن پیرایہ میں محاسن ذکراور محامد ذاکر(ذکراوراقسام ذکر)ارشادفرماتے ہیں۔

ارشادتِ اربابِ تحقیق

7۔**سوال:** ذکر و ذاکرین کے متعلق ارشاداتِ اربابِ تحقیق بیان کرو؟

جواب: 01- **عامر بن عبداللہ** رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ذِکْرُاللّٰہِ شِفَاءٌ وَ ذِکْرُ غَیْرِہٖ دَاءٌ۔

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کا ذکر شفاء ہے اور اُس کے غیر کا ذکر بیماری ہے۔(طبقات الکبریٰ)

02-**سعید بن مسیب** رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ وہ کونسی ایسی حلال چیز ہے جس میں حرام نہ ہو اور کون سی حرام چیز ہے جس میں حلال نہ ہو تو فرمایا۔''ذِکْرُ اللّٰہ حَلَالٌ لَیْسَ فِیْہِ حَرَامٌ۔ وَذِکْرُ غَیْرِہٖ حَرَامٌ لَیْسَ فَیْہِ حَلَالٌ۔(ترجمہ) ذکر الٰہی ایسا حلال ہے کہ جس میں حرام نہیں اور اُس کے غیر کا ذکر ایسا حرام ہے کہ جس میں حلال نہیں'' (کشف المحجوب)

03-**مجاھد بن حسنین** علیہ الرحمۃ نے فرمایا''آدمی پورا ذاکر نہیں ہوتا جب تک کھڑے بیٹھے لیٹے اللہ کا ذکر نہ کرے''۔ (طبقات الکبریٰ)

04-**ابو وائل شفیق بن سلمہ** علیہ الرحمۃ نے فرمایا! مَادَامَ قَلْبَ الرَّجُلِ یَذْکُرُ اللّٰہ تَعَالیٰ فَھُوَ فِیْ الصَّلٰوۃِ وَ اِنْ کَانَ فِیْ السُّوْقِ ۔(ترجمہ) جب تک آدمی کا قلب اللہ کا ذکر کرتا رہتا وہ نماز میں ہے گو وہ بازار میں کیوں نہ ہو۔(طبقات الکبریٰ)

05-**امام محمد باقر** رضی اللہ عنہ نے فرمایا''بجلیاں مؤمن اور غیر مؤمن سب پر گرتی ہیں اور نہیں گرتی ہیں تو اللہ عزِ وجل کا ذکر کرنے والے پر''۔ (طبقات الکبریٰ)

06- **ثابت بن اسد بنانی** علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں''ذکر کرنے والے جب ذکر کرنے بیٹھتے ہیں تو گو، اُن کے گناہ پہاڑ جیسے کیوں نہ ہوں، مگر جب ذکر کر کے وہ اُٹھتے ہیں تو ایک بھی باقی نہیں رہتا''۔(طبقات الکبریٰ)

07-**ابو سعید احمد بن عیسیٰ خراز** علیہ الرحمۃ نے فرمایا''جب اللہ عزّ وجل چاہتا ہے کہ اپنے بندوں میں سے کسی بندہ کو دوست بنائے تو اُس کیلئے ذکر کا دروازہ کھول دیتا ہے''۔

اور یہ بھی فرمایا''کسی بندے کو شرف (Honour) حاصل نہیں ہوتا جب تک کہ ذکر اسکی غذا اور خاک (Sand) اُس کا بچھونا نہ ہو جائے۔ (طبقات الکبریٰ)

08-**ابو عبید بسری** علیہ الرحمۃ نے فرمایا" ذِکْرُ اللّٰہ تعالیٰ بِالِّلسَانِ دُوْنِ الْقَلْبِ رِیَاءٌ"
(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کا ذکر صرف زبان سے بغیر دل کے"ریا" (دکھاوا) ہے۔ (طبقات الکبریٰ)

09- **ابو بکر شبلی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا"افضل ترین ذکر، ذکر کا نسیان (ذکر کا احساس نہ رہے) اور مشاہدۂ مذکور میں"۔ (عوارف المعارف)

10-**سیدی ابراھیم وسوتی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا" اے میری قلبی اولاد! اگر تم چاہتے ہو کہ قیامت کے دن پروردگار کے حضور میں یٰاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ کہہ کر پکارے جاؤ تو ضرور ہے کہ تمہاری غذا"ذکر" تمہاری بات"فکر" اور تمہاری"خلوت" (تنہائی) اللہ تعالیٰ کے ساتھ"موانست" (محبت) اور مشغولی (مشاہدہ) ہو۔ (طبقات الکبریٰ)

11-**سیدی و مولائی سید عبدالقادر جیلانی** رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا۔
(ا) اللہ عزوجل کا" ذکر" کرنے والا ہمیشہ زندہ رہتا ہے۔(۲) اللہ عزوجل کی موافقت (راضی رہنا) اُس کے نیک موافق بندوں سے سیکھو۔ اور فرمایا" اپنے لقمہ (غذا)، لباس اور دل کو صاف کر، تو صوفی ہو جائے گا پھر ارشاد ہوا، سلامتی"اعتدال" (Moderation) میں ہے۔ (تحفہ سبحانی)

12-**بحر العلوم حبیبُ اللہ حضرت محمد عبدالقدیر صدیقی** قادری حسرتؔ علیہ الرحمۃ نے فرمایا" انسان طرح طرح سے ذکر کرتا ہے (اِس سے مراد اقسام ذکر ہیں)۔ یہ اِسلئے کہ انسان ہی میں ارتقاء (قربِ الٰہی میں ترقی) کی صلاحیت ہے۔ دوسری مخلوق کا ذکر بس ایک ہی حالت میں رہتا ہے۔ ہر ذرّہ کا ذکر الگ ہے، جھاڑ کا الگ، پہاڑ کا الگ، مگر انسان پر اللہ کا ذکر جب غلبہ کرتا ہے (جو ذکرِ قلب کی علامت ہے)، تو ایسا سمجھ میں آتا ہے کہ پہاڑ جھاڑ اور ہر ذرّہ میں ایک ہی آواز آرہی ہے یعنی ہر چیز میں اُسکا اپنا ذکر سنتا ہے۔ ذاکر جس کو"ذکرِ روح" حاصل ہو گیا اُس کی علامت یہ ہے کہ وہ ہر شئے سے اُس کی تسبیح خاص سنتا ہے۔

"بقاء باللہ" والا یعنی"انسان کامل" میں تو خدا کا ذکر تحت الشعور (Subconscious) ہو جاتا ہے یا پھر خلق کا خیال تحت الشعور ہو جاتا ہے۔ یہ حالتِ" دوامِ حضور اور کمالِ حضور" ہے۔ ایسا" ذاکر" شخص ہر ایک کو اُسکا حق ادا کرتا ہے۔ یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں ملحوظ رکھتا ہے۔ مگر محبت (Love) کے پہلو کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتا۔ ایسا قادری"محمدیؐ مُشرب" کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اگر کسی کو کچھ دینا ہوتا ہے تو اُسی کے ہاتھ سے دلواتا ہے۔

تعارف اربابِ تحقیق

01-**عامر بن عبداللہ** رضی اللہ عنہ:۔آپؓ تابعین میں زاہدِ کامل اور عابدِ شب زندہ دار تھے۔آپؓ کے وصال میں اختلاف ہے۔بعض قول کے مطابق 70ھ میں انتقال ہوا۔

02-**سعید بن مسیب** رضی اللہ عنہ:۔آپؓ ممتاز تابعین میں نہایت عزیز القدر،صاحبِ مناقب کثیرہ رہے۔اپنے اعمال پوشیدہ رکھنے والے تھے۔ 95ھ میں سفرِ آخرت فرمایا۔

03-**ابو سعید احمد بن عیسیٰ خراز** علیہ الرحمۃ:۔بغداد کے رہنے والے اور طریقت کے امام تھے۔سرّی سقطیؒ اور بشیر حافیؒ کی صحبت سے مستفید ہوئے علم بقاء وفنا کے طَبر تھے 292ھ میں وصال ہوا۔

3.2- قناعت

(Contentment)

8۔ **سوال**: قناعت سے مراد کیا ہے اور طمع کا مُضر (نقصان دہ) اثر کیا ہوتا ہے؟

جواب: اصطلاح صوفیاء میں قناعت سے مراد خلق (مخلوق) سے ترکِ خواہشات وشہوات(Desist from Carnal Desire) و انقطاعِ آرزوئے تمتعات(Giving up Desire for Gain) ہے۔ جو شخص اپنے جیسے لوگوں سے طمع(Temptation) رکھتا ہے وہ نہیں جانتا کہ یہ لوگ اپنے نفع ونقصان کے مالک نہیں، وہ نہ دے سکتے ہیں نہ روک سکتے ہیں۔

لہذا جس نے ''طمع'' کیا اور ''قناعت'' سے کام نہیں لیا گویا اُس نے خدا کا شریک ٹھرایا، وہ پرہیزگار نہیں بن سکتا۔ اسلئے چاہیئے کہ خدا کے سوا کسی سے کچھ بھی نہ مانگے۔

''صفتِ قناعت'' روحانی صفات میں ایسی محمود و مستحسن (بہترین وقابل تعریف صفت) ہے جو سالکِ راہِ طریقت کو ممتاز و برگزیدہ(Distinct & Elite)، مُقرب اور خدارسیدہ کرتی ہے بقول شاعر ؎

ملک آزادگی و گنج قناعت گنجیست　　　　کہ بہ شمشیر میّسر نشود سلطاں را

(ترجمہ) حرص وطمع سے آزادی اور قناعت ایسا خزانہ ہے۔ کہ بادشاہ کو بھی شمشیر (تلوار) کے ذریعہ حاصل نہیں ہوتا۔

صاحبِ قناعت کی صحیح علامت یہ ہے کہ اُس کے نفس کی خواہش قلّت وکفایت(Minimum Needed) کے ساتھ محدود(Limited) اور طمع، یعنی کثرت وطلب وزیادت سے قطعاً منقطع اور مفقود (خالی) ہو۔ کیونکہ طریقت میں ''قناعت'' نہایت رفیع (اعلیٰ) اور غایت ممتاز(Extremly Distinctive) مقام ہے۔

بہ بادشاہیِ عالم فرد نیا روسر　　　　اگر ز سّرِ قناعت خبر شود درویش

(ترجمہ) دنیا کی بادشاہی کے خیال کو دل سے نکال دیتا

اگر درویش قناعت کے راز سے واقف ہوتا۔

9۔ **سوال**: راہِ سلوک میں قناعت اختیار کرنے کی ضرورت اور اہمیت بیان کرو؟

جواب: پس سالکِ راہِ طریقت کو چاہیئے کہ سلوک میں ہر وقت اِس مقولہ پر قائم رہے کہ ''قناعت بہر حال اولیٰ تر صفت'' یعنی قناعت ہر حالت میں سب سے اعلیٰ وارفع صفت ہے۔

خلاصہ یہ کہ مردِ قانع (قناعت کرنے والا) راحت ابدی (کبھی نہ ختم ہونے والی راحت)، عزت سرمدی (لامحدود شرف عزت) کا سزاور ہوتا ہے، مستحق ہوتا ہے۔ جسکی بشارت عَزَّ مَنْ قَنَعَ (قناعت کرنے والا عزیز ہوتا ہے) سے آشکارا (ظاہر) ہے۔ برخلاف اُسکے اگر اسیرِ دامِ حرص (لالچ میں مبتلا) ہوا تو رُسوا و ذلیل ہوتا ہے۔ جسکی ذِلُّ مَنْ طَمَعَ (طمع کرنے والا ذلیل ہوتا ہے) عین دلیل ہے۔ طامع (طمع کرنے والا) قربِ الٰہی سے دور رہتا ہے۔ کیونکہ اثراتِ حرص وہوا، آئینہ دل کو مکدّر (میلا) اور بے نور کر دیتے ہیں کہ وہ حصولِ عکسِ حقائق سے معذور ہوجاتا ہے۔

الغرض طالبِ راہِ حق کو چاہیئے کہ بقدر احتیاج (کم سے کم ضرورت کے مطابق) اَکل وشرب (رزق حلال) حاصل ہونے کے بعد خواہشاتِ زوائد و غیر ضروری سے محتاط و محترز (Careful & Refraining) رہے۔ لذّاتِ فانیہ ،نفسانیہ وتمتعاتِ جسمانیہ یعنی نفسانی عیش وعشرت وجسمانی لذّتِ فانی (ختم ہوجانے والی ہے) سے احتیاط کرے (بچتا رہے) تاکہ متاعِ قناعت (قناعت کی دولت) سے بہرہ مند (سرفراز) ہو۔

اَلْقَنَاعَةُ كَنزٌ لَا يَغْنِىْ۔ (ترجمہ) قناعت ایک کبھی نہ ختم ہونے والا خزانہ ہے۔

ارشادات اربابِ تحقیق

10۔**سوال**: قناعت کی اہمیت کے متعلق ارشادات اربابِ تحقیق بیان کرو؟

جواب: 01-**امیر المؤمنین علی مرتضیٰ** کرم اللہ وجہہ نے ''قناعت'' کو تلوارِ قاطع یعنی فیصلہ کن تلوار (Decisive Sword) فرمایا۔ اَلْقَنَا عَةُ سَيفٌ لَا يُلْسُوْ۔ (عوارف المعارف)

02-**اویس قرنی** رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ طَلَبُ الشَّرْفِ فَوَجَدْتَهُ فِىْ الْقِنَاعَةِ

(ترجمہ) شرف (Dignity) ''قناعت'' میں پایا۔ (تذکرۃ الاولیاء)

03-**ابو سلیمان دارانی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ ''قناعت'' رضا کا دیباچہ (Preface) ہے جس طرح ورع (پرہیزگاری) زہد کا مقدمہ ہے۔ (عوارف المارف)

04-**ابوالحسن بنان بن محمد** علیہ الرحمۃ اکثر فرمایا کرتے تھے۔''قناعت'' کی تعریف میں کہ غلام اگر قانع (قناعت کرنے لگے) ہوجائے تو حُر (آزاد) کا حکم رکھتا ہے۔اور آزاد شخص جسکی طمع کرے اُس کا غلام ہوجاتا ہے۔
(عوارف المعارف)

05-**شیخ شہاب الدین محمد سہروردی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔''قناعت'' سے راحتِ ابدی (Eternal Peace) اورعزتِ سرمدی (Everlasting Dignity) نصیب ہوتی ہے۔ (عوارف العارف)

06-**مولانا جلال الدین** رومی علیہ الرحمۃ نے اپنی مثنوی شریف میں یہ فرمایا:

چوں قناعت را پیمبر گنج گفت — ہر کسے را کے رسد گنج نہفت
از قناعت کے تو جان افروختی — از قناعتھا تو نام آموختی

ا۔(ترجمہ) جبکہ قناعت کو حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے خزانہ (Treasure) فرمایا۔
تو ہر شخص کو یہ خزانہ جو چھپا ہوا ہے، کیسے ملے گا قناعت سے۔تُو اپنی جان کو روشن کیا، قناعتوں سے ہی تُو نام سیکھا (حاصل کیا)۔

07-**سیدی و مولائی غوث اعظم سید عبدالقادر جیلانی** رضی اللہ عنہ کا ارشاد مبارک ہے ''کہ قناعت کر'' یہ ایسا خزانہ ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا۔
اور یہ بھی ارشاد ہوا۔''اے شخص! اگر تو چاہتا ہے کہ تیرے سامنے کوئی دروازہ بند نہ رہے تو تُو اللہ تعالیٰ سے خوف کر، وہ (خوفِ الٰہی) سب دروازوں کی چابی ہے۔(تحفہ سبحانی)

تعارف اہل تحقیق و عارفین

01- **ابوالحسن بنان بن محمد** علیہ الرحمۃ:۔آپؒ امر بالمعروف کرنے والے بزرگ تھے۔316ھ میں وصال ہوا۔ اور قرافہ میں پہاڑ کے قریب جامع محمود کے سامنے مدفون ہیں۔

02-**ابو سلیمان دارانی** علیہ الرحمۃ:۔آپؒ داران جو دمشق کا گاؤں ہے رہنے والے تھے۔اور وہیں مزار ہے۔ 215ھ میں وصال ہوا۔زیادہ مشائخینِ شام آپؒ سے مستفیضِ فیض ہوئے۔

3.3 توکل

Trust in Allah (SWT)

11۔**سوال**: صوفیہ کی اصطلاح میں ''توکل'' سے مراد کیا ہے؟

جـــــواب: محققین صوفیہ کی اصطلاح میں جملہ اسباب (ذرائع) سے انقطاعِ قطعی (Total isolation) اور مسبب الاسباب (اللہ تعالیٰ) پر کامل اعتماد کو ''توکل'' کہتے ہیں۔انسان کی بہت سی حاجتیں اور بہت سے مقاصد ہیں۔ اپنی کوشش اور سعی کو موثر (Effective) سمجھنا غلطی ہے بلکہ اپنے حاجات کے پورا کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ پر اعتماد (Trust) کرنے کی ضرورت ہے، یہی تو ''توکل'' ہے۔کام نہ کرنے کا نام ''توکل'' نہیں ہے۔ یہ تو آرام طلبی ہے اور اپنے ہاتھ پاؤں کو اپنی قوتوں کو جو خدائے تعالیٰ کے عطایا (Bestowals) ہیں، بیکار کردینا ہے اور عطائے الٰہی کی سخت ناقدری ہے۔

اربابِ طریقت میں فکرِ روزی وتلاشِ معاش منافی (خلاف) شانِ توکل ہے۔ بلا خدشات وتردات وبلا شکوک وشبہات (Without Any doubt and Hitch) متوکلین (توکل کرنے والوں) کو رازق العباد (اللہ تعالیٰ) پر پورا یقین اور کامل اعتماد ہوتا ہے۔اور انکے قلبِ مطمئن کو اُس کی تصدیق ہوتی ہے، وَاللّٰہ یَرزُقُ مَنْ یَّشَآءُ۔ بِغَیرِ حِسَاب (اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے)۔'قرآن'

تکیہ برتقویٰ ودانش درطریقت کافریست　　راہرو گرصد ہنر داردتوکل بایدش

(ترجمہ): طریقت میں تقویٰ اور عقل پر بھروسہ کرنا کفر ہے سالکِ راہِ طریقت اگر سیکڑوں ہنر رکھتا بھی ہو۔تو اسے توکل علی اللہ کرنا چاہیئے۔

12۔**سوال**: ابتداءً ''توکل'' کے مدارج اور خوبیوں کے متعلق مختصر بیان کرو؟

''توکل'' کے تین درجے ہیں۔ توکل، تسلیم، اور تفویض (Patience, Accecptance and Trust)

جواب: 1۔**توکل**: متوکل شخص صبر کرتا بلاؤں پر، عبادت کی تکلیف پر، دشمن سے تکلیف اور خواہشات کے پورے نہ ہونے پر، ایسے شخص کو صبر میں ناگواری ومصیبت دکھتی ہے گو اُسے سہتا ہے اور خدا تعالیٰ کے وعدوں پر اپنے دل کی تسکین حاصل کرتا ہے۔یہ ''توکل'' کا آغاز ہے اور یہ ''مومنوں'' کی صفت ہے۔ وَعَلَی اللّٰہ تَوَکَّلُو اِنْ کُنتُم

مُؤمِنِیْنَ۔ (ال عمران:160) ترجمہ: اگرتم مومن ہوتو اللہ ہی پر بھروسہ، توکل کرو۔

2- **تسلیم** :یہ ''توکل'' کا درمیانی درجہ ہے۔ اَب صبر میں طبیعت پر ناگواری بھی ہے اور پھر اتنی ہی لذت بھی ملتی ہے۔ صاحبِ تسلیم خدا کے علم (تقدیر) پر کفایت (بھروسہ) کرتا ہے۔ تسلیم ''اولیاء'' کی صفت ہے۔

اِنَّ اللّٰہ مَعَ الصَّابِرِیْن۔ (انفال:66) ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ صابرین کے ساتھ ہے۔

3-**تفویض** :یہ ''توکل'' کا اعلیٰ درجہ ہے۔ اَب صبر میں لذّت ہی لذّت ہے۔ ایسے شخص پر تقدیرِ الٰہی کھل جاتی ہے۔ اور وہ راضی بہ رضا ہوجاتا ہے۔ یہ ''تفویض'' یا ''رضا'' صرف موحدوں، ''عارفوں'' کی صفت ہے جیسا کہ اِن آیتوں سے معلوم ہوتا ہے۔ (۱) وَا صْبِرْ وَ مَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰہِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَیْھِمْ وَلَا تَكُ فِیْ ضَیْقٍ مِّمَّا یَمْكُرُوْنَ ۔ (سورۃ النحل آیت127)۔ (ترجمہ) اے محبوب [ﷺ] تم صبر کرو اور تمہارا صبر اللہ ہی کی توفیق سے ہے اور اُن کا غم نہ کھاؤ اور اُن کے فریبوں سے تنگ نہ ہو۔

(2) وَا للّٰہُ یُحِبُّ الصَّابِرِیْنَ۔ (آل عمران۔ 146) (ترجمہ) بے شک اللہ تعالیٰ صابروں سے محبت کرتا ہے۔

(3) وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَكْبَرُ۔ (توبہ ـ72) خدا کی رضامندی بڑی چیز ہے۔

کسی نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے سامنے بیان کیا کہ حضرت ابوذر غفاریؓ فرماتے ہیں کہ ''میں تکلیف کو سیدھے ہاتھ سے اور راحت کو بائیں ہاتھ سے لیتا ہوں'' تو امام عالی مقام نے فرمایا کہ ''خدا ابوذرؓ پر رحم کرے میں تو رنج وراحت سب کو سیدھے ہاتھ سے لیتا ہوں۔ یہ ہے مقام كِلْتَا یَمِیْنِ اللّٰہ ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ سیدھے ہیں۔ یہ مرتبۂ تسلیم ورضا ہے۔ گویا آپؓ کو رنج وراحت ایک ہی ہیں کوئی فرق نہیں۔

ارشادت ارباب تحقیق

13۔**سوال**: توکل علی اللہ کے متعلق ارشاداتِ اربابِ تحقیق بیان کرو؟

جواب: 01- **اویس قرنی** رضی اللہ عنہ نے فرمایا! طَلَبْتُ الْاِسْتِغْنَاءَ فَوَجَدْتُہٗ فِیْ تَوَكُّلٍ ۔

(ترجمہ) اِستغنا (بے نیازی) توکل میں پایا۔ (تذکرۃ الاولیاء)

یہ بھی فرمایا مَنْ یَّتَوَكَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ۔ (ترجمہ) جس نے اللہ پر توکل کیا تو اللہ تعالیٰ کافی ہے اس کی کفایت کیلئے۔

02-**ابو یحیٰ مالک بن دینار** علیہ الرحمۃ سے کسی سائل نے نصیحت چاہی تو آپؒ نے فرمایا ''ہر وقت راضی ہو

کہ کارسازِ حقیقی تمہارا کام بنا تا ہے۔ (نفحات الانس)

یہ بھی فرمایا کہ میں رابعہ عدویہؒ کے پاس گیا۔ دیکھا کہ وہ شکستہ کوزہ گُل (ٹوٹا ہوا گُل دان) سے وضو کر رہی ہیں۔اورکہنہ بورئے (پرانی چٹائی) کے، سرہانے بجائے تکیہ کے، ایک خشت (لپٹا ہوا ٹاٹ کا تکیہ) ہے۔میں نے کہا رابعہؒ میرے دوست تونگر (مالدار) بھی ہیں اگر کہو تو تمہارے لئے اُن چیزوں کے واسطے اُن سے کہوں؟ فرمایا'' اے مالکؒ تم نے غلطی کی۔کیا ہمارا''روزی دہندہ'' یعنی رزاق (دینے والا) ایک نہیں''؟ میں کہا، ایک ہے(اللہ)''۔فرمایا ! کیا درویشوں کی روزی وہ بھول گیا اُن کی درویشی کی وجہ سے، اور تونگروں کو یاد رکھا اُنکی تونگری کے سبب سے؟ میں نے کہا''نہیں''۔فرمایا'' کیا مجھ کو لازم ہے کہ میں یاد دلاؤں؟ اگر وہ مجھ کو اِس طرح رکھنا پسند کرتا ہے تو میں بھی وہ ہی چاہتی ہوں جو اُس بندہ نواز کی مرضی ہے''۔ (تذکرۃ الاولیاء)

03- **ابو نصیر بستیری بن الحارث حانی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا''توکل رضا سے ہے''۔(نفحات الانس)

04 **شفیق بن ابراهیم بلخی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا''حق کو ہی مُتصرّف (بااختیار) دیکھنا توکل ہے''۔(نفحات الانس)

05- **ابوالفیض ذوالنون مصری** علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔اَلتَّوَکُّلُ تَرْکُ تَدْبِیْرِ النَّفْسِ وَالْاِنْخِلَاعُ مِنَ الْحَالِ۔(ترجمہ) توکل نام ہے ترکِ تدبیر کا اور خالی ہونے کا اپنے حول وقوت سے۔(عوارف المعارف)

اور یہ بھی فرمایا جب کسی سائل نے آپؒ سے پوچھا''متوکل (توکل کرنے والے) کی شناخت (نشانی) کیا ہے''۔''فرمایا جس نے خالق کی رزاقی کے سامنے مخلوق سے طمع کو قطع کر دیا ہو''۔

اور فرمایا''توکل، خلعِ ارباب (لوگوں سے مطلب نہ رکھنا) اور دفع اسباب (اسباب پر نظر نہ رکھنے) کو کہتے ہیں۔

اور فرمایا اپنے نفس سے بوئے ربوبیت (اللہ پَن) کو نکالنے اور خوئے عبودیت (بندہ پَن) اختیار کرنے کو ''توکل'' کہتے ہیں۔

06- **سھل بن عبدالله تستری** علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔اَلتَّوَکُّلُ اَنْ یَکُوْنَ بَیْنَ یَدِی اللّٰہِ کَالْمَیِّتِ بَیْنَ یَدِی الْغَسَّالِ یُقَلِّبُہٗ کَیْفَ اَرَادَ وَلَا یَکُوْنَ لَہٗ حَرَکَتُہٗ وَلَا تَدْبِیْرًا۔(ترجمہ)''توکل'' یہ ہے کہ اِس طرح اللہ کے ہاتھ میں رہو، جس طرح مُردہ غسال کے ہاتھ ہوتا ہے کہ جس طرف وہ چاہتا ہے پلٹتا ہے اور وہ (مردہ) کوئی حرکت و تدبیر نہیں کرتا۔ (عوارف المعارف)

اور یہ بھی فرمایا ''توکل، انبیاء علیہم السلام کا حال (باطن) ہے''۔

اور یہ بھی فرمایا متوکلین کو تین چیزیں تفویض (عطا) ہوتی ہیں، ''حقیقت''، ''مکاشفہ غیبی'' اور ''قربِ حق تعالیٰ''۔ اور فرمایا، ''متوکل کی علامت یہ ہے کہ کوئی چیز پاس ہو نہ ہو، ہر دو حالت میں اُس کو سکون واطمینان ہو''۔ اور یہ بھی فرمایا، ''توکل'' پر طعن کرنا درحقیقت ''ایمان'' پر طعن کرنا ہے۔

اور فرمایا، ''متوکل'' کو کسب (کوشش) درست نہیں مگر یہ کہ نیت امدادِ مساکین ومعاونتِ خلق (لوگوں کی مدد کرنا ہو)۔ (تذکرۃ الاولیاء)

07-**ابو تُراب بخشی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا، توکل یہ ہے کہ دل دریائے عبودیت میں غرق اور خدائے تعالیٰ کے ساتھ وابستہ ہو۔ اگر وہ دے تو شکر اور اگر نہ دے تو صبر کرے۔

اور یہ بھی فرمایا، سب وصول حق تعالیٰ کے سترہ (17) مدارج ہیں اُن میں ادنیٰ درجہ اجابت (دعا کا قبول ہونا) اور اعلیٰ درجہ ''توکل'' ہے۔ (تذکرہ الاولیاء)

08-**خواجہ ابن عطا** علیہ الرحمۃ نے فرمایا، توکل یہ ہے کہ فاقہ سے تکلیف شدید ہو تو بھی حدِ سکون سے باہر نہ آئے۔ (نفحات الانس)

09-**ابو جعفر خلدی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا، توکل یہ ہے کہ کوئی چیز موجود ہو یا نہ ہو، ہر دو صورت میں دل کی حالت یکساں رہے۔ بلکہ نہ ہو تو مُسرور رہو اور اگر ہو تو خوش نہ ہو۔ غرض ''استقامت بخدا'' کا نام اصطلاح صوفیہ میں ''توکل'' ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء)

10-**ابو اسحاق ابراھیم بن داؤد** علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''توکل'' یہ ہے کہ جو خدا بھیجدے اُس کو کافی سمجھے بے رنج۔ کیونکہ رنج کرنا دلیل ہے زیادہ طلب کرنے کی۔ جو ''منافی توکل''۔ یعنی توکل کے خلاف ہے۔ (نفحات الانس)

11-**خواجہ ابراھیم شیبانی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''توکل'' ایک راز (Secret) ہے درمیان خدائے تعالیٰ اور بندہ کے۔ پس واجب ہے کہ اُس "راز" سے کوئی واقف نہ ہو بجز خدا کے۔ (عوارف المعارف)

12-**ابو محمد راسی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''تیرے اور حق تعالیٰ کے درمیان دو بڑے حجاب (پردے یا Veil) ہیں۔ اوّل تدبیر یعنی نفس کیساتھ مشغول ہونا، دوم بھروسہ کرنا اسباب پر جو تیری طرح خود بھی عاجز ہے۔ (نفحات الانس)

13- **ابو یعقوب بن اسحاق** علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''متوکل وہ ہے جس نے اپنا بار (Burden) خلق (لوگوں) سے اُٹھالیا۔ (تذکرۃ الاولیاء)

14-**ابو بکر ورّاق** علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''انتظار کی کدورت (نشر) سے اپنے وقت کو صاف رکھنے کا نام ''توکل'' ہے۔اس طرح کہ کسی کے جانے پر نہ افسوس ہو نہ کسی چیز کے آنے کا انتظار۔ (تذکرۃ الاولیاء)

15-**سیدی و مولائی حضرت سید عبدالقادر جیلانی** رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''اے شخص! دل کے ساتھ حق وعزوجل کی طرف دوڑ۔اس کی رحمت کے دامن سے تمسک کر یعنی جُڑ جا، لپٹ جا، اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ ہر چیز کا عالم (جاننے والا) ہے۔سب کچھ اس کے ہاتھ میں ہے۔اس کے دروازے کو لازم پکڑ اور اُسی سے سوال کر کہ تیرے دل کو اپنے غیر سے پاک کرے اور ایمان اور معرفت، اپنے علم اور خلقت سے بے نیازی (توکل علی اللہ) کے ساتھ بھر دے گا۔اور اُسی سے سوال کر کہ تجھے یقین عطا کرے اور تیرے دل کو اپنا مانوس بنالے سب کچھ اُسی سے مانگ، غیر سے نہ مانگ، اپنی جیسی مخلوق کے آگے ذلیل نہ ہو، اُسی (اللہ) کا ہو جا۔اللہ عزوجل سے معاملہ رکھ غیر سے نہیں''۔

16-**بحر العلوم حبیب اللہ محمد عبدالقدیر صدیقی قادری** حسرتؔ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ اپنے ارادہ سے تصرف اختیار کرنا اپنے ارادہ سے تصرف اختیار نہ کرنا، دونوں میں انسان کا اِرادہ شامل ہے۔ تصرف اور عدم تصرف کا اختیار دیا جائے تو عدم تصرف کو اختیار کرنا مانع ذمہ داری (ذمہ داری کے خلاف) نہیں ہے۔

لیکن تصرف (اختیار کے استعمال) کے اَمر (حکم) کے وقت اِمتثالِ اَمر (تعمیل حکم کرنا) پھر وہی بے اختیاری ہے اور ''عدم اصلی'' ہے، یہ کام نہایت مشکل ہے اور عبدِ کامل کا ہے۔نہ بالارادہ تصرف، نہ بالارادہ عدم تصرف، بلکہ حکمِ تصرف کے وقت تصرف (یہ توکل و رضا کا اعلیٰ مقام ہے)۔جزوی اِرادہ رکھ کر بے ارادتی کا دعویٰ کرنا چھوٹا منہ بڑی بات ہے (ہر گھڑی اللہ تعالیٰ سے اُسکے فضل کا طالب رہنے میں خیریت ہے، امان ہے۔

آپؒ نے یہ بھی فرمایا، ''یاد رکھو اگر کوئی خدائے تعالیٰ پر پورا بھروسہ واعتماد یعنی توکل رکھتا ہے تو وہ (اللہ) بغیر وسائل (Resources) کے بھی دے سکتا ہے۔توکل کرنے والے کے تمام کاموں کو خدائے تعالیٰ پورا کر دیتا ہے۔ جہاں کوئی خواہش دل میں پیدا ہوئی خدا نے اس کو پورا کر دیا۔ (نظام العمل فقراء)

تعارف ارباب تحقیق

01-**ابو یحیٰ مالک بن دینار** علیہ الرحمۃ:۔آپؒ کا وصال 131ھ میں ہوا۔آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ بدعت ہوگی تو ضرور حکم دیتا کہ چُپ میرے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دی جائیں۔تا کہ بیڑیاں پڑا ہوا اپنے مالک کے سپرد کیا جاؤں جیسے بھگوڑا غلام اپنے آقا کے سپرد کیا جاتا ہے۔آپ حضرت امام بصریؒ کی محبت سے سرفراز ہوئے۔

02-**ابو علی شفیق بن ابراھیم بلخی** علیہ الرحمۃ:۔آپؒ خراسان کے پیرانِ طریقت میں سے تھے۔علم واحوال میں پہلے گفتگو آپؒ ہی نے کی۔توکل کے بیان میں خاص ملکہ تھا۔حضرت ابراہیم ادہمؒ سے مستفیض ہوئے۔

03-**ابو محمد سھل بن عبدالله تستری** علیہ الرحمۃ:۔آپؒ صوفیائے متقدمین میں مخصوص صوفی اور طریقت کے امام اور مشائخین کے سردار تھے۔علومِ اخلاق وریاضت کے ممتاز عالم اور متکلم رہے۔خالد محمد بن غوّارؒ کی صحبت کا شرف حاصل تھا۔مکہ معظّمہ کو جاتے ہوئے 273ھ میں ذوالنونؒ کو دیکھا اور 283ھ میں وصال ہوا۔

04-**خواجہ ابن عطاء** علیہ الرحمۃ:۔آپؒ عالم باعمل اور صوفی بے ریا اور صاحبِ مدارجِ عالیہ تھے۔ستّر (70) حج کیئے۔ توکل میں بے مثل جانے جاتے تھے۔ 105ھ میں وصال ہوا۔

05-**ابو اسحاق ابراھیم بن داؤد قصاررتی** علیہ الرحمۃ:۔شام (مقام) کے بزرگانِ اجلہ میں آپؒ کا شمار ہوتا ہے۔حضرت جنیدؒ اور ابن الجلاؒ کے جلیس (ساتھی) رہے۔فقراء واہلِ تجرید کے دوست تھے۔بہت زیادہ عمر پائی 326ھ میں وصال ہوا۔

06-**خواجہ ابراھیم شیبانی** علیہ الرحمۃ:۔آپؒ حضرت عبیداللہؒ اور ابراہیم خواصؒ کے جلیس (ساتھی) رہے۔ 337ھ میں وصال ہوا۔

07-**ابو یعقوب بن اسحاق بن محمد نھر جوری** علیہ الرحمۃ:۔آپ ''ابوعمر بن عثمان'' کی اور ابو یعقوب سوسیؒ کی صحبت میں رہے۔عرصہ تک حرم مکرم کی مجاوری کی۔ 330ھ میں وصال ہوا۔

08-**ابو بکر ورّاق** علیہ الرحمۃ:۔آپؒ کا وطن ''ترمذ'' تھا اور وہیں مزار شریف بھی ہے۔مگر ''بلخ'' میں قیام کیا۔محمد بن عمر بلخیؒ کی صحبت میں رہے۔صاحبِ تصنیفات تھے۔چند حج ادا کیئے اور آپؒ کا فیض، عام ہے۔ 280ھ میں وصال ہوا۔آپؒ کا نام محمد بن عمر الحکیمؒ ہے۔ابوعلی ترمذی کی صحبت سے فیضیاب ہوئے۔کتبِ آسمانی کے عالم تھے۔

3.4 صبر
(Patience)

14۔**سوال**: صوفیہ کی اصطلاح میں صبر سے کیا مراد ہے؟

جواب: محققین اربابِ طریقت کا اِتفاق ہے کہ صوفیائے باعظمت کی اصطلاح (Terminology) میں ''صبر'' سے مراد ترکِ آرام اور بَلا وصُعوبت (مصیبت) پر راحت وتحمل (خاموشی سے برداشت کرنا) ہے۔ باالفاظ دیگر ''صبر'' مقربین الٰہی کے صدق وخلوص (Devotion) کا معیار (Standard) ہے۔

جب اللہ تعالیٰ ملاحظہ (Examin) فرماتا ہے کہ بندہ کے خیالات درست اور خدا پر اعتماد قوی ہے اور بندہ اُسکی (اللہ کی) فرمابرداری کررہا ہے اور اُسکے احکام کے مطابق چل رہا ہے۔ تو اب اُس کا (بندہ کا) امتحان شروع ہوتا ہے۔ اُس کو اللہ تعالیٰ مصائب، امراض واحتیاج (Indigence) میں مبتلا کرتا ہے اور فرماتا ہے، یعنی الہام کرتا ہیکہ تم کو میری اطاعت کرنی چاہیئے نہ کہ مجھے تمہاری اطاعت۔ یہ حالت بڑی ناگوار ہوتی ہے اور اس وقت ''صبر'' کی ضرورت ہے۔ تکلیفات اور مصائب کو بادلِ ناخواستہ (بہ احساس تکلیف) برداشت کرنے کا نام ہی ''صبر'' ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ (سورہ البقرہ:153)۔ ترجمہ:۔ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

چونکہ ''صبر'' محبت کا مخصوص نتیجہ اور عشقِ صادق کا عین ضمیمہ (Suppliment) ہے۔ اور طریق عشق میں دستور ہے کہ دعویٰ عشق ومحبت، بغیر شہادت وبِلا محنت، مسموع (قبول) نہیں ہوتا۔ لہٰذا محبِّ صادق کے واسطے میدان ابتلاء وامتحان میں کامیابی کی آسان صورت یہی ہے کہ بکمال عمل واستقلال (ہمت وبرداشت کے ساتھ) صبرِ محمود (Dignified Patience) پر عامل ہو جو یقینی وسیلہ ذریعہ حصولِ گوہر مقصود ہے۔

15۔**سوال**: کیا ''حقیقتِ صبر'' کلیتہً روحانی مجاہدہ ہے اور صفات ومفاد بھی صبر کے معنوی ہیں؟

جواب: عارفین باتمکین نے صبر کی ظاہری علامت یہ ارشاد فرمائی کہ صابرِ صادق شکایات، اعتراضات سے جو بہ صراحت (زبان قال سے) ہوں یا بالاشارت (زبان حال سے)، کما حقہ، محتاط ومتمرز (Cautious & Careful) رہتا ہے۔ اور قضا وقدر (قسمت) کے آگے بہ عجز ونیاز سرِ تسلیم خم کرنا اس کا عین فرضِ منصبی ہوتا ہے۔

بندہ جب تقویٰ اختیار کرتا ہے۔اور مصیبتوں کو برداشت کرتا ہے،ایسا کہ دل پر کوئی گرانی (مشکل) نہ ہو اور احکام الٰہی بلاانکار و کراہت قبول کر لیتا ہے تو اُس کو "تسلیم" (Acceptance) کہتے ہیں۔اور یہی بزرگوں کی تعلیم ہے۔

تا سر نہ دہم پا نہ کشم از سر کویت نامردی و مردی قدمے فاصلے دارد

(ترجمہ) تیری گلی (جناب) میں سرِ تسلیم خم کرنا یا نہ کرنا گویا

پس ہمتی اور ہمت میں ایک ہی قدم کا فاصلہ ہے۔

جب صبر کی منزل میں اور ترقی ہوتی ہے اور بندہ تکلیفات برداشت کرنے کا عادی ہوجاتا ہے اور احکام الٰہی پر عمل کرنا اس پر سہل ہوجاتا ہے اور ہر قسم کی تکلیف کو برداشت کرکے اس کا مزہ لیتا ہے جس طرح کڑوی افیون (Opium) کھانے والا کھاتے کھاتے مزے لینے لگتا ہے اور اس کا لطف اٹھاتا ہے تو اُس کا نام "رضا" (Consent) ہے۔

وَرِضْوَانٌ مِنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ (توبہ:72) ترجمہ:۔خدا کی رضامندی بڑی چیز ہے۔

صبر کلیۃً (ہر اعتبار سے) روحانی مجاہدہ ہے اور جملہ صفات و مفاد بھی صبر کے معنوی ہیں۔ چنانچہ عملِ صبر کا یہ لازمی خاصہ ہے کہ صابرِ صادق و طالب راہِ حق پر اسرار و حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے۔

اور جلوہ انوار حبیبؐ کے مشاہدہ کی صلاحیت اور استعداد بارگاہِ شاہدِ حقیقی سے اُس کو نصیب ہوتی ہے بمصداق وَمَا صَبْرَكَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ترجمہ:تم صبر نہیں کرتے مگر اللہ کیلئے۔

چشم آلودہ نظر از رخِ جاناں دُور است بر رخِ او نظر آئینہ پاکی انداز

(ترجمہ): گندی و ناپاک نظر چہرۂ جاناں سے دور ہے

اُسکے (جاناں کے) چہرے پر شفّاف آئینہ کی پاک نظر سے دیکھو۔

چونکہ ابتلا و آلام (امتحان و مصیبتیں) بمشابہ (Like) صیقل (Murcury Plating) اور قلبِ سالک بمنزلہ (Like) آئینہ (Mirror) کے ہے، صیقل (Plating) آئینہ دل کیلئے سبب خراش اور باعث اذیت ضرور ہے لیکن جہتِ صاف و لطیف (قلبِ صاف و پاکیزہ) بھی اس درجہ ہوتا ہے کہ صابر کو دیدارِ جمالِ یار کی استعداد پیدا ہوجاتی ہے۔

صبر کُن حافظ بہ سختی روز و شب عاقبت روزے بیابی کام را

(ترجمہ): رات دن کی سختی پراے حافظؔ صبر کرو آخرایک دن آرام کی کامیابی پاؤ گے۔

اِس اعتبار سے ہادیانِ راہِ طریقت نے اپنے اپنے عہد میں سالکینِ خوش نہاد کو صبر و تحمل کے ثواب و مفاد سے آگاہ و خبردار فرمایا۔

ارشادات ارباب تحقیق

16۔**سوال**: ''صبر'' کرنے سے متعلق اہمیت و عظمت کے بارے میں ارشادات ارباب تحقیق بیان کرو؟

جواب: 01-**امیر المؤمنین علی مرتضیٰ** کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ''صبر کو ایمان سے وہ نسبت ہے جو سر (Head) کو بدن (Body) سے ہے۔ (احیاالعلوم)

02-**امام جعفر صادق** رضی اللہ عنہ سے سائل نے پوچھا، درویش صابر زیادہ افضل ہے یا تونگر (Wealthy)؟ آپؓ نے فرمایا ''درویش صابر، کیونکہ ''تونگر'' کا دل پیسہ کے ساتھ ہوتا ہے۔اور درویش کا دل خدا کے ساتھ''۔(تذکرۃ الاولیاء)

03-**عبداللہ ابن مسعود** رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''ایمان کے دو نصف (دو برابر کے) حصے ہیں، ایک حصہ کو عرفِ عام میں ''صبر''، اور دوسرے نصف کو ''شکر'' (Gratitude) کہتے ہیں'' (احیاءالعلوم)

04- **ابوالدرداء** رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''ایمان کا کنگرہ (نازک راستہ)، حکم پر صبر اور تقدیر پر راضی رہنا ہے''۔
(احیاءالعلوم)

05-**ابو سعید حسن بصری** علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔جس نے قناعت کی وہ خلق (لوگوں) سے بے نیاز ہوا اور گوشہ نشین ہوا، اُس نے سلامتی پائی۔اور جس نے اپنی خواہش کو مغلوب (Control) کیا وہ آزاد ہوا، اور جو حسد کرنے سے دستبردار ہوا، اُس کی مودت (بھائی پن) ظاہر ہوئی۔اور جس نے چندروز صبر کیا، اُس نے سرفرازیِ جاوید پائی۔
(احیاءالعلوم)

یہ بھی منقول ہے کہ۔ایک اعرابی (گاؤں والا) نے سوال کیا کہ صبر کی تعریف کیا ہے۔آپؓ نے فرمایا صبر کی دو قسمیں ہیں۔(1) بلا (مصیبت) پر صبر کرنا۔(2) اس بات پر صبر کرنا جس سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے۔

اعرابی نے کہا میں آپؓ سے زیادہ صابر اور زاہد نہیں دیکھا۔تو آپؓ نے فرمایا ''میرا صبر بالکل جزع اور زہد بالکل خواہش ہے''۔اعرابی نے عرض کیا کہ اس کی تصریح (خلاصہ) فرمائے۔ارشاد ہوا ''صبر بلا میں یا عبادت میں

ناطق (قطعی اور مطلق) ہے اور میرا صبر تو دوزخ کے خوف سے ہے۔ جو عین جزع (Impatience) ہے۔ ''زہد'' میرا دنیا میں آخرت کی رغبت سے ہے۔ جو عینِ ''طلب'' ہے یعنی خواہش۔ بہترین ''صبر'' یہ ہے کہ صابر اپنا نقیب (میں پن) درمیان سے اٹھالے تا کہ صبر کا تعلق کلیةً (Totally) حق سے ہو، نہ کہ دوزخ کے خوف سے اور ''زہد'' اُس کا خدا کے واسطے ہو، نہ کہ بہشت کیلئے اور یہ علامت صابر وزاہد کے خلوص (Purity) کی ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء)

06-**ابراھیم بن یزید نجفی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ مَا اُوتِیَ عَبْدٌ بَعْدَ الْاِیْمَانِ اَفْضَلُ مِنَ الصَّبْرِ عَلَی الْاَذیٰ۔ (ترجمہ) ایمان کے بعد بندے کو جو چیزیں ملتی ہیں اُن میں سب سے افضل ایذا (کسی کے تکلیف پہنچانے) پر ''صبر'' کرنا ہے۔ (طبقات الکبریٰ)

07-**ابو فیض ذوالنون مصری** علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔

(1) اخلاص کامل نہیں ہوتا جب تک صِدق (Sincerity) اور صبر اُس کے ساتھ نہیں ہوتے

(2) کسی نے آپؒ سے نصیحت چاہی تو فرمایا ''کوئی بلا تجھ پر نازل ہو تو صبر سے اُس کو برداشت کر اور ہمیشہ خدا کی حضوری میں رہ۔ (تذکرۃ الاولیاء)

(3) اور فرمایا کفر سے قریب تر وہ شخص ہے جو فاقہ (Starvation) میں صبر نہ کرے۔ (احیاء العلوم)

08-**ابوالحسن بن احمد کاتب** علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَ جَلَّ مَنْ صَبَرَ اِلَیْنَا وَصَلَ اِلَیْنَا۔ (ترجمہ) اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس نے ہم پر صبر کیا وہ ہم تک پہنچا۔ (طبقات الکبریٰ)

09-**خواجہ ابو بکر شبلی** علیہ الرحمۃ سے ایک سائل نے پوچھا ''کونسا ''صبر'' ہے جو دُشوار تر (Most Difficult) ہے''۔ فرمایا ''اَلصَّبْرُ فِی اللّٰہِ یعنی صبر کرنا اللہ کے واسطے''۔ سائل نے کہا نہیں، آپؒ نے فرمایا ''پھر کیا ہے''۔ سائل نے کہا ''اَلصَّبْرُ عَنِ اللّٰہِ '' یعنی اللہ سے ہاتھ اٹھالینا (راضی ہو جانا)۔ سائل کے اُس جواب سے آپؒ پر وجد طاری ہو گیا۔ بعد کو معلوم ہوا کہ وہ خضرؑ تھے، سائل کی صورت میں۔ (نفحات الانس)

آپؒ نے یہ بھی فرمایا ''بے شک اللہ تعالیٰ نے بزرگ کیا مؤمن کو ایمان سے اور بزرگی دی ایمان کو عقل سے اور بزرگی دی عقل کو صبر سے۔ پس ایمان مومن کا دین (طریق) ہے اور صبر عقل کا دین (طریق) ہے''۔

(عوارف المعارف)

10-**ابو عثمان مکی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''صبر خدائے برتر پر پورا بھروسہ کرنا اور ابتلا (امتحان) کو بکمال خوشی اور مسرت سے برداشت کرنا ہے''۔

یہ بھی فرمایا ''مکروہات (unbecoming things) سے نفس (خود) کو روکنا صبر ہے''۔ (احیاء العلوم)

تعارف ارباب تحقیق

01- **عبداللہ ابن مسعود** رضی اللہ عنہ:۔ آپؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رازدار خادم رہے۔ اور حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا تکیہ اور مسواک اور نعلین اور طہارت کا سامان سفر میں انہیں کے سپرد رہتا تھا۔ آپؓ کا لباس قیمتی ہوتا تھا۔ آپؓ کے بدن سے خوشبو آتی تھی۔ آپؓ عصاء لے کر مثل نقیب (اعلان کرنے والے) آگے چلتے تھے۔

02-**ابو الدرداء** رضی اللہ عنہ:۔ آپؓ کا سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اجلّہ میں شمار ہے، جن کے زہد و ورع (پرہیزگاری) کا مرتبہ بلند رہا۔ اور آپؓ نے 41 ھ میں وصال فرمایا۔

03-**ابراھیم بن یزید نخعی** علیہ الرحمۃ:۔ آپؒ اپنے اعمال پوشیدہ رکھتے تھے۔ شہرت سے احتراز تھا، عزلت (گوشہ) نشینی پسند تھی۔ صحبتِ خلق سے پوری احتیاط کرتے تھے۔ اپنے زمانے میں یکتائے روزگار (بہترین) زاہدوں میں آپؒ کا شمار رہا۔ بکثرت طالب حق آپؒ کی صحبت سے مستفید ہوئے 95 ھ میں وصال ہوا۔

04-**ابو علی حسین بن احمد الکاتب** علیہ الرحمۃ:۔ آپؒ اہلِ مصر کے ممتاز پیرانِ طریقت میں سے تھے۔ ابوبکر مصریؒ اور ابوعلی رودباریؒ کی صحبت سے مستفیض ہوئے۔ ابوعثمان مغربیؒ آپؒ کی تعلیم کرتے تھے اور کہتے ابو علی کاتب سالکین میں سے ہیں۔ 340 ھ میں وصال ہوا۔

05-**ابو عثمان مکی** علیہ الرحمۃ:۔ آپؒ کا نام ابوعثمان سعید بن سلام مغربیؒ گوکب ہے آپ کا وطن مالوف تھا۔ جو قیروان کا ایک گاؤں ہے۔ ابوعلی الکاتبؒ کے مرید اور حبیب مصریؒ ابوعمرو خارجیؒ کے صحبت یافتہ رہے۔ آپؒ صاحبِ علم وفضل اور بلند احوال بزرگ تھے۔ عرصہ تک حرم مکرم کی مجاورت کی۔ آپؒ وقت کو محفوظ رکھتے اور فراست (حکمت و بصیرت) سے صحیح حکم لگانے میں مشہور تھے۔ آخر نیشاپور گئے اور وہیں 373 ھ میں وصال ہوا۔

اُس کی توفیقِ شکر ہے اِحساں

نیک فطرت برا نہیں ہوتا بد طبیعت بھلا نہیں ہوتا
اس کا ہر کام عین حکمت ہے کچھ برا کچھ بھلا نہیں ہوتا
اُس کی توفیقِ شکر ہے احسان شکر جس کا ادا نہیں ہوتا
جس کے دل میں خلوصِ نیت ہو طالبِ مرحبا نہیں ہوتا
جب تلک عبدیت نہ ہو پیدا آدمی کام کا نہیں ہوتا
صورت اچھی ہے سیرت اچھی ہے کون تم پر فدا نہیں ہوتا
میں جو چاہوں تو کچھ نہیں ہوتا تم جو چاہو تو کیا نہیں ہوتا
یہ محبت ہے اِس پہ ضبط کرو رازِ دل بَرملا نہیں ہوتا
آئینہ ٹوٹ کر نہیں جڑتا دل دُکھانا بھلا نہیں ہوتا

دامِ الفت میں کیوں پھنسے حسرتؔ
کوئی اس سے رہا نہیں ہوتا

حضرت حسرتؔ صدیقیؒ

3.5- شُکر

(Greatfullness)

17۔**سوال**: ''شکر'' کے لغوی معنٰی اور ''حقیقتِ شکر'' سے کیا مراد ہے؟

جواب: حقیقتِ شُکر ثنائے منعم (نعمت عطا کرنے والے کی تعریف) ہے جس کے لغوی معنی اظہارِ احسان واعترافِ نعمتِ منّانِ حقیقی (حقیقی نعمت عطا کرنے والے یعنی اللہ تعالیٰ کا اعتراف اور اُسکے اِس احسان کو ماننا) ہے اور دل سے ماننا ہے۔ الشُّکْرُ ھُوَ الْاِعْتَرَافُ لَہٗ بِالْمُنْعِمِ بِالْقَلْبِ وَ بِالْلِسَانِ ۔شُکر صفات حمیدہ میں ایسی محمود اور مستحسن صفت ہے جس کی نسبت اصحابِ شریعت اور اربابِ طریقت نے بالا تفاق فرمایا کہ ''شُکر'' ثمرہ (پھل ہے صبرِ جمیل کا۔

بعض صوفیہ کرام کا قول ہے کہ عارفین باتمکین کے ایک مقامِ ارفع کا نام شکر ہے۔ جو بعض مقربین کو بارگاہِ ربّ العزت سے مرحمت (عطا) ہوتا ہے۔جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ قَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشُّکُوْرِ۔ (ترجمہ) بہت کم میرے بندوں میں سے ایسے ہیں جو ''شکر'' بجالاتے ہیں۔

جسطرح شکرِ منعم، مستحسن (قابل تعریف) اور ممدوح فعل (Praise-Worthy Act) ہے اِسی طرح کفرانِ نعمت (ناشکری) صفتِ مذموم (ناپسندیدہ صفت) ہے۔خواہ وہ منعمِ حقیقی (اللہ تعالی) کی نسبت ہو، خواہ منعم مجازی (مخلوق یا بندوں) کی نسبت ہو چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔مَنْ لَّمْ یَشْکُرُالنَّاسَ لَمْ یَشْکُرُاللّٰہَ۔(ترجمہ) جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا شکر بھی ادا نہیں کرتا۔

18۔**سوال**: شُکر ظاہری اور شُکر باطنی کی تعریف بیان کرو؟

جواب: شکر ظاہری یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت کو اُس کے (اللہ کے) حکم کے مطابق صرف (خرچ) کرنا۔ نعمت چاہے مال کی شکل میں ہو چاہے علم یا پھر کسی طرح کے رزق یا مرتبہ، عہدے کی صورت میں اُسکا استعمال صِرف اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں اُن کے احکام کے مطابق ہو۔

''شکر'' کی باطنی حالت یہ ہے کہ بندہ دل سے رب العزت کے نعمت عطا کرنے کے احسان کا اعتراف کرے۔شکر گزار بندے کی نعمت میں اللہ تعالیٰ مزید اضافہ فرماتا رہتا ہے۔اور جو ناشکری کرتا ہے تو نعمت چھین لی جاتی ہے۔

اسلئے طالبِ راہِ حق کو ہر آن و ہر ساعت شکر واحسانِ ربُّ العزت لسان (زبان) وقلب (دل) دونوں سے ادا کرنا لازم ہے۔سعدیؒ کا یہ مشہور مقولہ ہے۔

''در ہر نفسے شکری واجب است'' یعنی ہر شخص کو شکر کرنا واجب ہے۔

ارشادات اربابِ تحقیق

19۔**سوال**: شکر گذاری سے متعلق ارشاداتِ اربابِ تحقیق بیان کرو؟

جواب: 01-**شیخ الطائفہ جنید** علیہ الرحمۃ نے فرمایا،''شکر'' یہ ہے کہ نعمتِ منعم (اللہ) کا اقرار قلب اور زبان سے کرے۔ (عوارف المعارف)

یہ بھی آپؒ کا قول ہے کہ''شکر'' میں ایک علّت (Reason) لگی ہوئی ہے کہ شکر کرنے والا اُس کے ذریعہ سے اپنے لئے زیادتی کا طالب ہوتا ہے، اِس لئے وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ''شکر'' کے ذریعہ سے اپنے حظِّ نفس (زیادہ طلی) کو لیکر کھڑا ہوتا ہے۔البتہ''شکر'' وہ ہے کہ جس میں تم اپنے آپ کو رحمت کا سزاوار (مستحق) نہ سمجھو۔شکر، یہ ہے کہ اپنے نفس کو اہل نعمت نہ جانو۔ (تذکرۃ الاولیاء)

02-**ابو یعقوب بن اسحاق نہر جوری** علیہ الرحمۃ نے فرمایا،''اگر شکر کرو تو نعمت کو زوال نہ ہوگا''۔

03-**خواجہ ابو بکر شبلی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ شکر، یہ ہے کہ نعمت کو نہ دیکھو (کہ عظیم ہے یا کم تر ہے نعمت بہر حال نعمت ہے جس کا نفس اہل نہ تھا)۔ (نفحات الانس)

04- **خواجہ ابوالقاسم نصر آبادی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا،''جو شکرِ نعمت کرتا ہے تو نعمت زیادہ ہوتی ہے۔ اور جو شکرِ منعم (اللہ تعالیٰ) کرتا ہے تو اس کو معرفت اور محبت میں ترقی ہوتی ہے۔ (نفحات الانس)

05- **سیدنا عبدالقادر جیلانی** رضی اللہ عنہ سے''شُکر'' کی تعریف دریافت کی گئی تو ارشاد عالی ہوا۔ ''شکر کی حقیقت منعم (عطا کرنے والے) کی نعمت کا عاجزی اور فروتنی (Humbleness) کے ساتھ اقرار کرنا ہے''۔

اور یہ بھی فرمایا''صابر فقیر'' اللہ تعالیٰ کے ساتھ''شاکر مالدار'' سے افضل ہے۔اور''شاکر فقیر'' دونوں سے افضل ہے۔اور''صابر وشاکر'' فقیر تینوں سے افضل ہے۔ (طبقات الکبریٰ)

06- **ابو محمد ماجد کردی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: ''زاہد'' صبر کی مزاولت (Regular Practice) یعنی مشق کرتا

ہے، اور ''مشتاق'' شکر کی اور ''واصل'' ولایت کی''۔ (طبقات الکبریٰ)

یہ بھی فرمایا ''شکر خاص کر عاشقوں کے مقامات میں سے ہے''۔

یہ بھی فرمایا ''شکر'' کی ظاہری تین علامتیں ہیں۔

(۱)۔ ماسوا اللہ کے ساتھ مشغول ہونے اور ان کی تعظیم کرنے سے دائمی دل تنگی (بچنا)۔

(۲)۔ دریائے عشق میں بے اندیشہ کود پڑنا۔

(۳)۔ دائمی تمکین (دائمی بندگی)۔

یہ بھی فرمایا ''جس کا شکر ہوا و ہوس (نفسانی خواہش یا طلب) سے ہوگا، اُس کا صحو (خطا) گمراہی کی طرف ہوگا۔ (طبقات الکبریٰ)

07-**امام غزالی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''شکر'' ایک خُلق ہے (Moral) ہے اخلاقِ ربوبیت میں سے۔ کیونکہ حق سبحانہ تعالیٰ اپنے آپ کو فرماتا ہے۔ وَاللّٰہُ شَکُوْرٌ حَلِیْمٌ (اللہ نہایت شکر کرنے والا اور تحمل والا ہے)۔ (احیاء العلوم)

08-**سید علی بن وفا** علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''شکر کامل (Perfect Gratitute) کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کا جو کچھ شکر کرے اُس کو اللہ ہی کی طرف سے مشاہدہ کرے''۔ (طبقات الکبریٰ)

09-**شیخ محمد ابوالمواھب** علیہ الرحمۃ اپنے مریدین سے فرمایا کرتے تھے۔ ''اس سے حذر (ڈرا) کرو کہ ''شکر'' تمہارے ہی لئے ہو بلکہ اپنے شکر کو اپنے پروردگار کے حکم کی تعمیل قرار دو۔ اس لئے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے اَنْ اشْکُرْ لِی ''کہ میرا شکر ادا کرو'' (حکم) فرمایا ہے''۔ (طبقات الکبریٰ)

تعارف ارباب تحقیق

01-**خواجہ ابوالقاسم نصر ابادی** علیہ الرحمۃ:۔ آپ کا نام ابوالقاسم ابراہیم بن محمد نصرآباد ہے۔ خراسان کے جلیل القدر شیخ اور امامِ طریقت رہے۔ مولد (وطن) آپؒ کا نیشاپور ہے۔ علوم ظاہری میں بھی علامۂ وقت رہے۔ حضرت شبلیؒ اور محمد مرتعشؒ کی صحبت سے مستفید ہوئے۔ زہد و اتقاء میں شہرہ تھا۔ بہت سے لوگ آپؒ کی صحبت سے فیضیاب ہوئے۔ 366ھ میں وصال ہوا۔

02-**شیخ ابو محمد ماجد کردی** علیہ الرحمۃ:۔ آپؒ مشائخین عراق کے سرداروں اور مقربین کے ہم نشینوں

اور محققین کے اماموں میں شمار کئے جاتے ۔ اور آپؒ کے احترام میں اُس وقت کے ارباب طریقت کا اجماع (Consensus) تھا۔ جبال حمرین کو جومضافاتِ عراق میں ہے وطن بنایا تھااور وہیں 561ھ میں وصال ہوا۔مزار اقدس وہیں پر ہے۔

03-**خواجہ ابو بکر شبلی** علیہ الرحمۃ:۔آپؒ کا نام ابوبکر بن جحد دشبلیؒ ہے۔آپؒ آزادخیال اور پر جوش صاحبِ دید و یافت مشہور بزرگ ہیں۔وطن آبائی خراسان تھا۔بغداد میں پیدا ہوئے۔حضرت جنید کی شاگردی سے استفادہ حاصل کیا87 سال کی عمر میں 334ھ کے وسط میں جمالِ حقیقی کی دید میں ہمیشہ کیلئے مصروف ہوئے یعنی وصال فرمایا۔

تصوف

نفی کے ساتھ اپنی مِٹ گیا وہم و گماں اپنا
مٹا بھی تو مِٹا کس شان سے نام و نشاں اپنا

عجب ہے عبدیت اپنی کہ پہنچی عرشِ اعظم پر
مکاں کی قید اٹھتے ہی بنا ہے لا مکاں اپنا

تصدق میں کسی کے ہوگئے ہیں کیا سے کیا اب ہم
سمجھ میں آئیگا کیونکر یہ حال اپنا بیاں اپنا

مِٹے ہم عشق میں اُسکے کچھ ایسی بے نیازی سے
رہا حسنِ ازل بنکر ہی خود نازِ بتاں اپنا

کسی کا دردِ اُلفت راز بن کر رہ گیا دل میں
کوئی جانے گا کیوں کر سوز و غم دردِ نہاں اپنا

سمجھ میں آگئی اپنے حقیقت اُسکی جب خالؔد
نہیں کچھ بھی رہا حاصل میں اب سُود و زیاں اپنا

حضرت خالؔد وجودیؒ

4۔ صفتِ تصوف (احسان)

(Obligacellence An Attribute)

1۔**سوال**: ''تصوف'' (Divine Perception) کے لغوی معنٰی کیا ہے اور حدیث شریف کی روشنی میں تصوف کے جامع معنٰی کیا ہیں؟

جواب: تصوّف جو بظاہر عربی زبان کا ایک فصیح لفظ ہے۔ جس کے لغوی معنیٰ ''صفا'' کے ہیں اور اسی قاعدہ سے صوفی (Obligacellent) کو صاف دل کہتے ہیں۔ مگر در حقیقت تصوف ایسا جامع (Comprehensive) اور معنی خیز لفظ ہے جو ''احسان'' سے ماخوذ ہے جس کا ذکر اُس حدیث شریف میں ہے جس میں 'ایمان'، 'اسلام' اور 'احسان' کی تشریح کی گئی ۔ جو حضرت عمر ابن خطّاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور امام مسلمؒ نے اُس کی روایت کی ہے۔

چنانچہ صفتِ ''تصوّف یا احسان'' حدیث شریف کی روشنی میں یہ ہے کہ ''عبادت کر اللہ تعالیٰ کی، گویا کہ تُو اُس کو دیکھتا ہے۔ اگر تو اُس کو (اللہ کو) نہیں دیکھتا تو وہ تجھ کو دیکھتا ہے'' اور ارشاد ربُّ العزت بھی یہ ہی ہے۔ اِنَّ اللّٰہ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ۔ (سوورۃ البقرہ آیت195) ترجمہ: اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

جب طالبِ راہِ حق کی طبیعت کو اربابِ طریقت سے فی الجملہ اُنس و مناسبت ہو جائے تو اُس کو لازم ہے کہ ''تصوف'' کے اہم مسائل کی تحقیق و تدقیق (Research & Minute Study) سے پہلے تصوف کی تعریف و توصیف (Definition & Commendation) اور مسلکِ اہلِ تصوف کی حقیقت و ماہیت سے بقدر حیثیت واقف ہونے کی جستجو کرے۔ اور پھر اُس برگزیدہ گروہ کے مشربی و منصبی شرائط و قیود (Stipulations) اور انکے خصائل محمودہ (Praise-Worthy Qualities) وشمائل مسعود (Fortunate Nature) سے سبق آموز (آگاہ و مستفید) ہو۔

2۔**سوال**: ''تصوف ایک جامع صفت ہے''، اِس قول کی وضاحت میں صفتِ تصوف تشریح و تصریح بیان کرو؟

جواب: صفتِ تصوف جامع وصف (Comprehensive Attribute) ہے۔ تصوف کی ایک عجیب تر صفت یہ بھی ہے کہ ہر مذہب کی جان ہے۔ اور ہر ملّت کے اربابِ علم و فضل کا اجماع (اتفاق) ہے کہ ''تصوف'' کے ایسے مفید اور بہترین اصول ہیں جن سے کسی فریق کو اختلاف نہیں ہے۔

یہ فضلِ الٰہی ہے کہ صوفیائے اسلام ہی کی قابلانہ جد و جہد کا یہ نتیجہ ہوا کہ ایک طور پر اُس فنِ وہبی (Inherent

(Skill یعنی ''تصوف'' کی تعلیم وتفہیم میں بہت آسانی ہوگئی ہے۔ اور انہیں کی تحقیق وتدقیق کا یہ ثمرہ (پھل) ہے کہ 'تصوف' کے بعض دقیق مسائل (Minute Issues) کو مُفصل (Detailed) اور مشرح (Annotated) صورت میں دکھا دیا ہے۔ اس لحاظ سے اگر بہ اقتضائے انصاف (Justifyingly) مسلمانوں کو تصوّف کا علمبردار (Supporter) کہا جائے تو شاید ناموزوں (Improper) نہ ہوگا۔

چنانچہ اسلامی رہنماؤں نے لفظ 'تصوّف' کی تشریح (Anatomy) اور حقیقتِ صوفی کی تصریح (Clarification) میں نہایت بلند معنی مضامین کو بہت آسان لفظوں میں اور خوش عنوان طریقے سے بیان کیا ہے۔ اُس حق شناس فرقہ کی روش یہ ہے کہ ہر معاملہ میں قرآن سے تمسک (گہرا لگاؤ) اور حقانیت سے ایسا گہرا واسطہ ہے جو مخاطب کے دل کو متاثر اور للّٰہیت (Devinity) کا گرویدہ (Inspired) کر لیتا ہے۔

مثلاً صوفیائے محققین کی اصطلاح میں تصوّف کی تعریف یہ ہے کہ ''قرار باحق وفرار از خلق'' یعنی خلق سے ہٹ کر اللہ کی یافت (دُھن) میں رہنا۔

بعض حضرات کا قول ہے اَلتَّصَوُّفُ اَنْ تَکُوْنَ مَعَ اللّٰہِ بِلَا عِلَاقَۃٍ ۔ تصوف معیت الٰہی کا ہونا ہے بغیر کسی علاقہ کے۔ اور یا اکثر یہ فرماتے ہیں۔ اَلتَّصَوُّفُ الدُّخُوْلُ فِیْ کُلِّ خُلُقٍ سُنِّیٍ وَالْخُرُوْجُ مِنْ کُلِّ خُلُقٍ دَلِیٍّ ۔ تصوف نام ہے پورے کا پورا داخل ہو جانا اخلاق وسنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اور چھوڑ دینا تمام بداخلاقی کو۔

3۔ **سوال**: ''صوفی'' کی تعریف وشرح بیان کرو؟

جواب: علی ہذا حقیقتِ صوفی کی یہ شرح کی ہے کہ جو شخص ہر حال میں حق کا محتاج اور غیر حق سے بے غرض اور مستثنیٰ ہو وہ صوفی ہے۔ بقول ؎

گدائے کوئے تو از ہشت خلد مستغنی است   اسیر زلف تو از ہر دو عالم آزاد است

ترجمہ: تیری گلی کی گدائی (فقیری) آٹھ جنّتوں (بہشت) سے بے نیاز ہے۔

تیری زلفوں کا قیدی ہر دو جہاں سے آزاد ہے۔

غرض سعیدِ ازلی (خوش نصیب) کو جس کا مکاشفہ (الہام، عالمِ مثال کا کھلنا) صحیح اور مشاہدہ درست اور ماسویٰ اللہ سے قطعی بے تعلق ہو، اربابِ طریقت بلحاظ شخصیت وعظمت اسے ''صوفی'' (obligacllent) کہتے ہیں۔

اورصوفی کی وجہ تسمیہ بعض حضرات نے یہ نقل فرمائی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمبل پوش اصحابِ صفّہ رضی اللہ عنہم کی مشربی (طریق) متابعت ومناسبت سے بعض عارفین واولیاء مقدمین نے لباسِ صوف زیب تن فرمایا تو مقلب بہ صوفی ہوئے (صوفی کہلائے)۔

مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرّہٗ نے نفحات الانس میں شیخ البصرہ سفیان ثوری علیہ رحمۃ کے حوالے سے فرمایا کہ پہلا وہ شخص جو مقلب بہ صوفی ہوا، وہ ابو ہاشم کوفی علیہ رحمۃ ہیں۔

یہ مسلّمہ ہے کہ ''تصوف'' خداشناسی (معرفت الٰہی) کا ذریعہ ہے۔اورصوفی خدارسیدہ (اللہ والے) کو کہتے ہیں، یعنی صوفی وہ فقیر و پاک نفس عارف ہے جس کی نظر ہمیشہ بالذات وجودالٰہی پر رہے، اِسی سے وہ فنائے افعال، فنائے صِفات اور فنائے ذات تک پہنچ جاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اُسے بقاء نصیب فرماتا ہے اور مرتبہ رُشد و ہدایت پر فائض فرماتا ہے۔

ارشادات اربابِ تحقیق و تدقیق

4۔**سوال**: صفت تصوف کی فضیلت وعظمت سے متعلق ارشادات ارباب تحقیق بیان کرو؟

جواب: 01- **حضرت معروف کرخی** علیہ الرحمۃ سے پوچھا کہ تصوّف کی تعریف کیا ہے؟ فرمایا! اُس چیز سے بے پرواہ ہونا جو دستِ خلائق میں ہے۔(احیاء العلوم)

02-**ابوالحسن نوری** علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔لَیسَ التَّصَوُّفُ رُسُوماً وَّ لَا عُلُوماً وَلٰکِنَّہٗ خُلُقٌ۔ (ترجمہ) تصوّف رسوم سے ہے نہ علوم سے ہے۔لیکن وہ تو خُلق (اخلاق) سے ہے۔اگر علم سے ہوتا تو تعلیم سے حاصل ہوتا۔اوراگر رسم سے ہوتا تو مجاہدہ سے نصیب ہوتا۔بلکہ اخلاق سے ہے۔(نفحات الانس)

03-**ابو نصر بشر بن الحارث** علیہ الرحمۃ سے پوچھا کہ تصوّف کی تعریف کیا ہے۔تو فرمایا، ''تصوف'' ان تین باتوں کا نام ہے۔

[1] یہ کہ عارف کی معرفت کا نور اس کی پرہیزگاری کے نور کو نہ ڈھانکا (اور وہ تقویٰ کے تقاضوں پر عمل پیرا رہے)۔

[2] علمِ باطن (لدنی) میں ایسی گفتگو نہ کرے، جس کو ظاہری کتاب وسنت باطل کردے (اوراپنے کشف کا محافظ ہو)۔

[3] کرامات اُس سے اللہ تعالیٰ کے محارم (راز) کے پردے فاش نہ کرائیں۔ (اور اُس سے کرامات کم اور معارف زیادہ ظاہر ہوں) (طبقات الکبریٰ)

04-**ابو محمد سهل بن عبدالله** علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''صوفی کو تین چیزوں کی پابندی لازم ہے۔ اپنے راز کی نگہداشت، اپنے فقر کی حفاظت اور اپنے فرض کا ادا کرنا''۔ (طبقات الکبریٰ)

05-**عبدالله تستری علیه الرحمة** نے فرمایا ''صوفی وہ ہے کہ جس کا دل کدورت (گندگی یا میل) سے صاف ہو اور فکر سے مملو (بھر جائے) اور اسکی نظر میں خاک (Sand) اور زر (دولت) یکساں ہو۔ (نفحات الانس)

06-**شیخ الطائفه ابوالقاسم جنید بغدادی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

1- تصوّف یہ ہے کہ بغیر کسی علاقہ کے تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ رہو۔

2- کہ جب تم صوفی کو اپنے ظاہر کی پرداخت (Care) کرتے دیکھو تو سمجھ لو کہ اس کا باطن خراب ہے۔

3- یہ بھی فرمایا کہ 'تصوف' کی بنیاد آٹھ (8) اخلاق پر ہے۔ جو انبیاء علیہم السلام سے پہنچے ہیں۔

(1) سخاوت (Generosity) یہ ابراہیم علیہ السلام میں ہے۔

(2) رضا (Acceptance) یہ اسحاق علیہ السلام میں ہے۔

(3) صبر (Patience) یہ ایوب علیہ السلام میں ہے۔

(4) خوف (خشیۃ اللہ) جو زکریا علیہ السلام میں ہے۔

(5) گھر بار چھٹنا یہ یحیٰ علیہ السلام میں پایا گیا۔

(6) صوف پہننا (معمولی لباس) یہ موسیٰ علیہ السلام کا وصف ہے۔

(7) سیاحت (صفر کرنا) یہ عیسیٰ علیہ السلام کی صفت ہے۔

(8) فقر (سادگی و بندگی) یہ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فخر ہے۔ (طبقات الکبریٰ)

4- پوچھا گیا کہ صوفی کیلئے بُری خصلت کیا ہے۔ فرمایا بخل (STINGINESS)۔

5- جو ماسویٰ اللہ سے علیحدہ ہو وہ ''صوفی'' ہے۔ (یعنی جس کی نظر ہر وقت بالذات وجود حقیقی پر ہو وہ صوفی ہے)

6- فرمایا کہ تصوف تجھ کو تجھ سے مارتا (فنا) ہے۔ پھر تجھ کو اپنے ساتھ زندہ رکھتا (بقا) ہے۔ (نفحات الانس۔ تذکرۃ الاولیاء)

07- ابوالعباس مرسی علیہ الرحمۃ نے فرمایا! لفظ ''صوفی'' کے استحقاق (وصف) میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے۔ اور سب سے عمدہ یہ قول ہے کہ صوفی اللہ کے فعل کی طرف منصوب (Attributed) ہے جو اُس کے ساتھ ہے یعنی مَنْ صَفَاهُ اللّٰهُ تَعَالیٰ فَهُوَ صُوفِی ۔ (ترجمہ) جس کو اللہ پاک وصاف کردیا وہ ''صوفی'' ہے۔ بس اس سبب سے اس کا نام ''صوفی'' رکھدیا۔ (احیاء العلوم)

08- **شیخ رویم بن احمد** علیہ الرحمۃ سے تصوّف کی تعریف پوچھی تو فرمایا! هُوَالَّذِیْ لا یَمْلِكُ شَیْئاً وَلَا یَمْلِکُهُ ۔ (ترجمہ) صوفی وہ ہے جس کی کسی چیز پر حاکمیت ہو نہ کوئی چیز اس کی مِلک ہو۔ (نفحات الانس)

یہ بھی فرمایا ''جو شخص صوفیوں کے ساتھ بیٹھے اور کسی اَمر (بات) میں اختلاف کرے خود کو مستحق (قابل) سمجھ کر تو اللہ تعالیٰ اس کے قلب سے نورِ ایمان نکال دیتا ہے''۔

یہ بھی فرمایا! ''تصوّف تین خصلتوں پر منحصر (Dependent) ہے''۔

[۱] تکلف نہ رکھنا، فقر وافتخار سے یعنی عاجزی وانکساری اختیار کرنے میں شرم نہ کرنا۔

[۲] محقق ہونا بذل سے یعنی ہر عمل سے سخاوت فیاضی اور قربانی کا اظہار ہونا۔

[۳] ترک کرنا اعتراض واختیار کو یعنی اعتراض کرنے اور اختیار جتانے سے بچتے رہنا۔

(تذکرۃ الاولیاء)

09- **ابو محمد عبداللہ بن محمد مرتعش** علیہ الرحمۃ نے بیان فرمایا کہ میں نے ابوعبداللہ حضرمی علیہ رحمۃ سے سوال کیا کہ تصوّف کی تعریف کیا ہے۔ (چونکہ بیس (20) سال سے آپؒ نے بات کرنے سے اجتناب کیا تھا)، اس واسطے میرے سوال کا قرآن سے جواب دیا۔ اور یہ آیت تلاوت فرمائی۔ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُو اللّٰهَ عَلَیْهِ ۔ (الاحزاب۔23) ترجمہ: یہ ایسے لوگ ہیں جو اپنے قول میں اللہ سے سچے اُترے۔ پھر میں نے کہا اُن کی حالت کیا ہے۔ ممدوح اس کا جواب بھی اسی عنوان سے دیا اور یہ آیت پڑھ دی۔ لَا یَرْتَدُّ اِلَیْهِمْ طَرْفُهُمْ وَ اَفْئِدَهُمْ هَوَاءٌ (ابراہیم۔43) ترجمہ: اُن کی نظریں اپنے اوپر نہیں پڑتیں اور دل میں سکون ہی سکون ہے۔

پھر میں نے عرض کیا کہ بہ لحاظِ احوال (باطن) ان کا محل ومقام کیا ہے۔ حضرمی علیہ رحمۃ نے برجستہ (فوراً) اِس آیت کی قراءت فرمائی۔ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ ۔ (القمر۔55) ترجمہ: ایک بڑے قدرت والے کے پاس اُن

کاٹھکانا ہے، جس کو مقامِ ''صدق'' کہتے ہیں۔

تب میں نے کہا کچھ ہدایت فرمایئے آپؒ فوراً یہ آیتِ ہدایت تلاوت فرمائی۔

اِنَّ السَّمۡعُ وَ الۡبَصَرَ وَالۡفُؤَادَ کُلُّ اُولٰٓئِكَ کَانَ عَنۡهُ مَسۡئُوۡلًا (بنی اسرائیل۔36) ترجمہ:تمہارے کانوں، آنکھوں اورقلب کے خطروں کی پُرسش کی جائے گی۔(نفحات الانس)

10-**سمنون محب** علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔صوفی وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو۔(نفحات الانس)

11-**ابو بکر بن جحدر شبلی** علیہ الرحمۃ، سے صوفیوں کے علم کے مطابق سوال کیا گیا تو فرمایا:

''اس علم کا کیا پوچھنا جس کے مقابلہ میں علماء کا علم ایک تہمت (Imputation) یعنی الزام غلط بیانی ہے''۔

۔یہ بھی فرمایا : ''تصوّف فنائے ناسوتی'' (خلق سے اعراض) اور ظہورِ لاہوتی (حضوریِ حق) ہے''۔

۔یہ بھی فرمایا : ''تصوف ضبط خواہشات ومراعاتِ انفاس (نفسانی خواہشات پر قابو اور حقوق العباد کی ادائی)'' کو کہتے ہیں''۔

آپؒ سے پوچھا تصوّف کیا ہے تو فرمایا! ''اس طرح رہو جیسے نہ تھے''۔ (اپنی خودی [انا] کی نفی کردو تاکہ جو فانی ہے فناء ہو جائے اور جو باقی [حق تعالیٰ] ہے وہ باقی رہے)۔

یہ بھی فرمایا''صوفی'' وہ ہے جو کونین (دونوں جہاں) میں سوا اللہ کے غیر اللہ کو نہیں دیکھتا'' (کشف المحجوب)

12-**ابوبکر داؤد دنیوری** علیہ الرحمۃ سے پوچھا گیا کہ تصوّف کی تعریف کیا ہے۔

فرمایا: اَنۡ یَکُوۡنَ مَشۡغُوۡلًا بِمَا هُوَ اُوۡفِیُ فِیۡ کُلِّ وَقۡتٍ ۔(ترجمہ) ہروقت اور ہرایسے امر (کام) میں مشغول رہنا جو سب سے بہتر ہو۔

اور پوچھا گیا کہ 'فُقر' اور 'تصوّف' میں کیا فرق ہے۔ فرمایا اَلۡفَقۡرُ حَالٌ مِنۡ اَحۡوَالِ التَّصَوُّفِ۔ (ترجمہ) فُقر تصوّف کے احوال میں سے ایک حال (صفت باطنی) ہے۔ (طبقات الکبریٰ)

13-**ابو اسحاق ابراھیم بن شہریار** علیہ الرحمۃ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ عرض کیا ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تصوّف کی حقیقت کیا ہے''

ارشاد ہوا: اَلتَّصَوُّفُ تَرۡكُ الدَّعَاوِیۡ وَ کِتۡمَانُ الۡمَعَانِیۡ۔(ترجمہ) تصوّف دعوؤں (خود بینی وشہرت پسندی)

کوترک (پرہیز) کرنے اور معانی (باطنی کیفیت یا نشانی) کو مخفی (Secret) رکھنے کو کہتے ہیں۔(نفحات الانس)

14-**ابوالحسن خرقانی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''صوفی وہ ہے جو بات کرے تو سمجھ لے کہ خدا سنتا ہے''۔
یہ بھی فرمایا صوفی وہ ہے کہ دن کو آفتاب (سورج) اور رات کو ستاروں سے اسکو حاجت نہ رہے۔(طبقات الکبریٰ)

15- **شیخ ابو نجیب عبدالقادر سہروردی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''تصوّف کا اوّل (Begining) علم، اوسط (Middle) عمل، اورآخر (Final) خدا کی دیُن (عطا) ہے۔
علم تو مراد (حق) سے تو پردہ اُٹھاتا ہے۔اور عمل طلب (دعا) میں مدد دیتا ہے۔اور خدائے دین (عطا) منتہائی (اعلیٰ درجہ کی) اُمید تک پہنچاتی ہے۔

16-**شیخ ابوالحسن شاذلی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''تصوّف،نفس کو بندگی کا خوگر (عادی) کرنا اور احکام ربوبیت (احکام الٰہی) کی طرف پھیر لانا ہے۔(طبقات الکبریٰ)

17-**سیدی و مولائی غوث اعظم** سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''اپنے لقمہ (Food)، لباس اور دل کو صاف کر تو صوفی ہوجائیگا۔(تحفہ سبحانی)

18-**بحرالعلوم حبیبَ اللہ محمد عبدالقدیر صدیقی قادری حسرتؔ** علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔''علم'' کی فضیلت،محض ''معلوم'' کی فضیلت سے ہوتی ہے۔چونکہ علمِ تصوّف میں اللہ تعالیٰ کی ذات،صفات اور اسماء سے بحث ہوتی ہے تاکہ بندے کو اللہ تعالیٰ کی بخوبی معرفت (پہچان) حاصل ہوئے۔اسلئے علمِ تصوّف کی فضیلت دوسرے علوم پر ایسی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی فضیلت اُسکی مخلوق پر۔بھلا کہاں خالق اور کہاں مخلوق۔(حکمتِ اسلامیہ)
یہ بھی فرمایا ''صوفی وہ فقیر و پاک روح،صاف دل،روشن سِر شخص ہے جو قال (ظاہر) میں حال (باطن) میں قلادۂ اتباعِ نبوت (مقدم نقشہ قدمِ رسول [ﷺ] کے اعجاز) سے ممتاز (Distinct) ہے اور مسند نشینی وراثتِ کشف و شہود سے سرفراز ہوتا ہے۔(حکمتِ اسلامیہ)
یہ بھی فرمایا ''ہمیشہ سے دین کی خدمت حضرات صوفیہ صافیہ ہی نے کی ہے اور اب بھی کچھ کر سکتے ہیں تو صوفی ہی کر سکتے ہیں۔آج کل دنیا مادّہ پرستی سے دل تنگ ہوگئی ہے۔صوفیوں کو چاہیئے کہ عِلماً اور عملاً کچھ کام کر کے دکھائیں۔ (حکمتِ اسلامیہ)

یہ بھی فرمایا تصوّف یا علمِ لدّنی (باطنی علم) کا ماخذ (Source) حدیث و قرآن ہے۔ جو اصلِ اصول اور تمام اربابِ تحقیق صوفیہ کے سلاسل کے متفق علیہ (Commonly Agreed) ہیں۔ طریقہ عمل سے ایک سلسلہ دوسرے سلسلہ سے جدا ہوتا ہے گو اُن کی تعلیم آپس میں جدا نہیں ہوتی۔ بعض دفعہ متفق علیہ اُمور (احکام) میں سے کسی ایک اَمر پر ایک طریقے میں زیادہ زور (Stress) دیا جاتا ہے۔ اور دوسرے طریقہ میں دوسرے اَمر پر، جیسے کسی میں محبت، کسی میں توحید اور کسی میں عبدیت کا زور ہوتا ہے۔ اپنا اپنا ذوق ہے، اپنی اپنی پسند ہے۔ ہاں مگر اعتقادِ صحیح (True Faith)، تہذیبِ نفس (Purification of Self) اور دوامِ حضور (اللہ تعالیٰ سے ہی ربط)، تمام سلاسل کا متفق علیہ (Common) ہے۔

(نظام العمل فقراء)

تعارف اربابِ تحقیق

01-**ابوالحسن نوری** علیہ الرحمۃ:۔ آپؒ کا نام ابوالحسن احمد بن محمد نوریؒ ہے۔ آپؒ کے تبحرِ علمی کا زمانہ معترف (مانتا) تھا۔ طریقت میں صاحبِ فیض رہے۔ آپؒ کی صحبت والے آپؒ کے فیضانِ باطنی سے اکثر مستفیض ہوئے۔ جن کا مشاہیر صوفیہ میں شمار ہے۔

02-**ابو محمد سہل بن عبداللہ** علیہ الرحمۃ:۔ آپؒ طریقت کے امام اور علمائے متکلمین سے ہیں۔ خالدؒ اور محمد بن یوسفؒ کی صحبت سے مستفید ہوئے۔ 273ھ میں وصال ہوا۔

03-**عبداللہ تستری** علیہ الرحمۃ:۔ آپؒ طریقت کے سردار اور توحید میں گفتگو کرتے تھے۔ مشاہیر صوفیہ کی صحبت میں رہے۔ 383ھ میں وصال ہوا۔

04-**ابو محمد عبداللہ بن محمد مرتعش** علیہ الرحمۃ:۔ ظاہری حال آپؒ کا یہ ہے کہ بعد تحصیل علم جب طریقت کی طرف آپؒ کا رجحان ہوا تو ابوحفصؒ اور ابوعثمانؒ اور حضرت جنیدؒ کے فیضانِ صحبت سے کامیاب ہوئے۔ اور مشائخینِ عراق نے آپؒ کو اپنا امام اور سردار مان لیا۔ چنانچہ اہلِ عراق کا مقولہ ہے کہ بغداد میں تین بزرگ اپنی حالت کے اعتبار سے یگانہ روزگار ہوئے۔ ''اشارات'' میں شبلیؒ اور ''مکاشفات'' میں مرتعشؒ اور ''احکامات'' میں جعفر خلدیؒ۔ 348ھ میں وصال ہوا۔

05-**ابو بکر داؤد دنیوری** علیہ الرحمۃ:۔شام میں قیام پذیر رہے۔ابوعلی رودباریؒ کے ہمنشیں تھے۔سو(100) برس سے زیادہ عمر پائی۔ 350ھ میں وصال ہوا۔ لیکن ابن جلاءؒ کی طرف آپؒ زیادہ منصوب تھے۔

06-**ابو اسحاق ابراھیم بن شھریار** علیہ الرحمۃ:۔آپؒ فارسی النسل تھے۔گازرون میں پیدا ہوئے۔شیخ ابوعلی حسین بن محر نصر آبادیؒ کی صحبت میں فائز المرام ہوئے۔ذی قعدہ 227ھ میں وصال ہوا۔زہد وقناعت میں مرد تھے۔

07- **ابوالحسن خرقانی** علیہ الرحمۃ:۔ آپؒ کا نامِ اقدس مشہور ہے۔آپؒ کے حالات تعارف کے محتاج نہیں۔کبیر الشان صوفیوں میں آپ کا شمار ہے۔

4.1- مخالفتِ نفس

(Carnal-Self or Anima Control)

5۔**سوال**: ادبی حیثیت سے لفظ نفس کتنے معنٰی میں استعمال ہوتا ہے اور محققین طریقت کی نظر میں "نفس" سے کیا مراد ہے؟

جواب: "نفس" کو اگر ادبی حیثیت سے دیکھا جائے تو ظاہر ہوتا ہے کہ لفظ 'نفس' کو چند معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ کسی ادیب (Writer) نے نفس کے معنی روح (Soul) کے بتائے ہیں۔ جس پر انسان کی حیات (Life) ومَمات (Death) کا انحصار ہے۔ کسی کا قول ہے "نفس" قالبِ انسان (جسم) (Corporal Self) کی صفت (Attribute) ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ "نفس" سے خون (Blood) مراد ہے۔ اور ہر شخص اپنے کلام کی تائید میں مستند دلیلیں پیش کرتا ہے۔

لیکن محققین (Scholars) اربابِ طریقت کا اِتفاق ہے کہ انسان کے قوائے جسمانی میں سے اُس قوت شہوانی (Carnal Faculty) کا نام نفس ہے جس کو صرف خواہشات لِذّات (Lust) سے سروکار (مطلب) رہتا ہے۔ یا دوسرے الفاظ میں یوں کہا جائے کہ ایک ایسے جزِ انسان کو اصطلاحِ صوفیہ میں "نفس" (Carnal Self) سے تعبیر کرتے ہیں جو افعالِ قبیحہ (Evil Deeds) واعمال ذمیمہ (Disgraceful act) کا سرچشمہ (Source) ہے۔ اور اِس قوتِ شہوانی کا مرکز جگر (Liver) ہے جہاں سے غذا (Food) لطیف ہو کر تمام جسم کو پہنچتی ہے اور فی الحقیقت نفس ہی کی تحریک وتحریص (اکسانا اور لالچ دلانے) کے اثرات سے ایسے بدنما اور بدترین اخلاقِ رذیلہ (Mean Mentality) کا وجود ہوتا ہے۔ جس کو عقلِ سلیم (Intelligence) ناپسند کرتی ہے اور شریعتِ حقہ نادرست (Improper) کہتی ہے۔

ظاہر ہے جسم یا نفس خوب اچھا کھانا پینا، عیش پرستی (نفسانی خواہشات اور شہوانی لذات) اور آرام طلبی چاہیگا جو تقویٰ کے خلاف ہے۔

6۔**سوال**: اربابِ تصوف کے پاس مخالفتِ نفس سے مراد کیا ہے؟

جواب: مشرب اربابِ تصوف میں اشاراتِ نفس کے خلاف عمل کرنا، کمالِ مجاہدات (Perfect Struggle) میں داخل ہے اور بہترین عبادت میں شامل ہے۔ کیوں کہ عقلاً ونقلاً ثابت ہے کہ نفسِ بدشعار (بُرائی کی طرف مائل) کی موافقت (Accord) ہلاکت (Destruction) کی قطعی دلیل اور اُس کی مخالفت (Discord) نجات (Salvation) کی عین سبیل (سیدھا صاف راستہ) ہے۔

وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى o فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى (نازعات۔40, 41) (مخالفتِ نفس بدشعار یعنی مخالفِ خواہشاتِ نفسانی وشہوانی ہی بے شک نجات کا راستہ ہے اور جنت الماویٰ ہے)

7۔**سوال**: نوعیتِ نفس کے متعلق صوفیہ کرام کے استدلال کو وضاحت سے بیان کرو؟

جواب: نوعیتِ نفس (Type of Anima) کی نسبت صوفیہ نے فرمایا جو قرآن سے بھی ثابت ہے کہ نفس کی تین قسمیں ہیں۔

اوّل ''نفسِ امّارہ'' (Carnal Anima) ہے جس کا ہمیشہ صفات ذمیمہ (بداخلاقی) اور حرکاتِ قبیحہ (بُرے کاموں) کی طرف میلان (تیار) رہتا ہے۔ ایسا شخص ہر وقت خطراتِ نفس اور شیطان کا شکار ہوتا ہے۔

دوم نفسِ لوامہ (Conscious Self) ہے جس کو خطرات ملکی (فرشتے)، بُرائی سے روکتے اور بھلائی کی طرف ترغیب دیتے ہیں۔ ایسے شخص میں ریاضت ومجاہدات (راہِ حق میں محنت اور مجاہدہ کرنے) کی صلاحیت آجاتی ہے کہ وہ اپنے افعال رذیلہ (Evil Deed) سے متنبہ (ہوشیار/Alert) ہوکر تلافی ومعافی کی طرف رجوع کرتا ہے۔

سوم ''نفسِ مطمئنہ'' (Satisfied Anima) ہے جس کو خطرۂ رحمانی سے استفادہ ہوتا ہے۔ یہ انبیاء علیہم السلام و اولیاء عظام کا نفس ہے جو کثافت (Density) سے دور اور لطافت (Fineness) سے معمور اور کلیۃً مصفّا و مجلّٰی (پاک اور روشن) ہوتا ہے۔ بمصداق!

يَآ اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُo ارْجِعِيَ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةًo (الفجر۔27,28)

ترجمہ: اے اطمنان والے نفس، اپنے رب کے پاس واپس ہوجا۔ تو خدا سے رضی تجھ سے خدا راضی۔

اصطلاحِ صوفیہ میں ''نفس'' کی مخالفت سے مراد عموماً نفس امارہ ہوتا ہے۔ بمصداق وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيُ۔ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بالسُّوْءِ (یوسف۔53) ترجمہ:۔اور میں اپنے نفس کو بے قصور نہیں بتاتا۔ بیشک نفسِ امارہ تو برائی کا حکم دینے والا ہے۔

8۔**سوال**: ''لطیفہ نفس'' کے متعلق تم کیا جانتے ہو؟

جواب: لطیفہ نفس (Subtility of Anima) جس کا مرکز جگر (Liver) ہے یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تحتِ قدم ہے۔ تمام خواہشاتِ نفسانی کو فنا کرکے ہر کام پر ''جی درست'' کہنا اُن کا کام ہے۔ آگ میں گرنے کو تیار، بیٹے اور بیوی کو لق و دق (تنہا و اکیلا) میدان میں چھوڑنے کو تیار۔ چھری سے بیٹے کا گلا کاٹنے کو حاضر۔ فنائے افعال (Extinction of Deeds)

فنائے صفات (Extinction of Attributes) سب کو خدا کے سپرد کر دینا ابرہیم علیہ السلام کا کام ہے۔

غرض سالکِ راہِ طریقت جب تک بکمال مستعدی (پوری استقامت کے ساتھ) و استقلال، حسبِ ہدایت مرشدِ کامل بُتِ نفس' بدسرشت (ILL Natured) کو بمتابعت حضرت خلیل اللہ (ابراہیم علیہ السلام کی اطباع میں) شکستہ و مسمار (پوری طرح قابو میں) نہ کرے گا، قلب (دل) جو باوجود محل محدود (چھوٹا سا) ہونے کہ مخصوص حرم سرائے ربّ جلیل ہے، تکدرات ممنوعات (حرام کی گندگی) تخیلاتِ منہیات (بُرے خیلات) سے صاف نہ ہوگا اور قربِ الٰہی سے دور ہی رہے گا اور جمالِ شاہدِ بے نیاز (اللہ تعالیٰ) کے مشاہدہ (دیدار) سے محرومی ہوگی۔

اگر از وسوسۂ نفس و ہوا دور شدے بیشکے رہ ببری در حرم دیدارش

ترجمہ: اگر تو نفس و خواہشات کے وسوسوں سے دور رہیگا

تو بلا شک وشبہ آگے بڑھ حرم میں اُس کا دیدار پائے گا۔

چنانچہ اُسی اصول کی بناء پر عارفین نے طالبینِ راہِ طریقت کو نفس (امارہ) کی مخالفت کی تاکید کی ہے اور نفس کو شائستہ (Polite) بنانے کی ہدایت فرمائی ہے۔

ارشاداتِ اربابِ تحقیق

9۔ **سوال:** ''مخالفتِ نفس'' کی حقیقت کے متعلق ارشاداتِ اربابِ تحقیق بیان کرو؟

جواب: 01- **ربیع بن حثیم** رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کُنْ وَصِیَ نَفْسِكَ یَا اَخِیْ اِلَّا هَلَكْتُ۔

(ترجمہ) اے برادر اپنے نفس کے آپ ناصح (Monitor) بنو ورنہ ہلاک ہوجاؤ گے۔ (طبقات الکبریٰ)

02- **محمد بن الحنفه بن علی** رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ مَنْ كَرُمَتْ عَلَيْهِ نَفْسُهُ لَمْ يَكُنْ لِلدُّنْيَا عِنْدَهُ قَدْرٌ۔ (ترجمہ) جس کا نفس عیوب سے پاک ہوا' اُس کے نزدیک دنیا کی کچھ قدر نہ رہی۔ (طبقات الکبریٰ)

03- **حارث بن اسد محاسبی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''جس نے اپنے نفس کو ریاضت (ذکر الٰہی اور تسبیح) سے شائستہ (Polite) نہ کیا، اُس پر مقامات عالیہ یعنی معرفت و حقیقت الٰہی تک پہنچنے کی راہ نہیں کھلی۔ (نفحات الانس)

04- **ابوالحسن محمد بن سعید ورّاق** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: جو شخص اپنے نفس اور اپنے غیر سے اور خَلق کی رویت (دید) سے فنا نہ ہوا، اُس کا باطن (دل) خیرات اور احسانات (اچھائیوں اور نیکیوں) کے مشاہدہ

(Contemplation) سے زندہ نہ ہوا۔ (طبقات الکبریٰ)

05- **ابوالفیض ذوالنون مصری** علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ اَشَدُّ الحِجَابِ رُؤیَتِ النَفسِ وَ تَدبِیرُھَا۔ (ترجمہ) بڑا حجاب (پردہ) بندہ کا اپنے نفس کو دیکھنا اور اس کی تدبیروں کو ماننا ہے۔ (کشف المحجوب)

06- **ابو علی محمد بن عبدالوھاب ثقفی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''جس پر نفسانی خواہش غالب ہوگی' اس کی عقل پوشیدہ اور مستتر (Hidden & Concealed) رہے گی یعنی عقل کام نہیں کرے گی۔ (طبقات الکبریٰ)

07- **ابو بکر حجدد شبلی** علیہ الرحمۃ سے دریافت کیا کہ 'نفس' پر غالب ہونے کی کیا تدبیر ہے۔ فرمایا ''اللہ تعالیٰ کے سوا جس چیز کی طرف نفس مائل کرے یا (Incline) ہو' اُس کو تلف (ختم) کر دینا واجب ہے۔

(طبقات الکبریٰ)

08- **ابو سلیمان دارانی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا اَلنَّفسُ خَائِنَۃٌ مَا نِعَۃٌ وَ اَفضَلُ الاَعمَالِ خِلافُھَا۔ (ترجمہ) نفس، امانت میں خیانت کرنے والا ہے اور سب سے افضل عمل، اُس (نفس) کے خلاف کرنا ہے۔

(کشف المحجوب)

یہ بھی فرمایا! جو شخص اپنے ربّ (کی حضوری وذکر) میں مشغول ہوگا، وہ اپنے ''نفس'' سے بے خبر ہوگا۔

(احیا العلوم)

09- **ابو عمرو محمد بن ابراھیم زجاجی** علیہ الرحمۃ سے حدیث تَفَکُّرُ سَاعَۃٍ خَیرٌ مِّن عِبَادَۃِ سَنَۃٍ۔ (ایک گھڑی [کچھ دیر] کا غور وخوض سال بھر کی عبادت سے بہتر ہے)، کا مطلب پوچھا تو آپؒ نے فرمایا ''اُس غور و خوض سے نفس کو بھول جانا مراد ہے۔ (طبقات الکبریٰ)

10- **شیخ حماد بن مسلم** دبّاس علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ کی طرف سب سے نزدیک راستہ اُس کا عشق (Deep-Love) ہے۔ اور اُس کا ''عشق'' خاص نہیں ہوتا جب تک کے عاشق، روحِ بلا نفس نہ رہ جائے، اور جب تک اس میں نفس ہے، کبھی اللہ تعالیٰ کے ''عشق'' کا مزہ چکھ نہیں سکتا''۔

یہ بھی فرمایا ''جب تمہارے وجود میں نفسانی خواہش نہ پائی جائیگی تم یقینی موحد (توحید پر قائم) ہو جاؤ گے۔

(طبقات الکبریٰ)

11-**غوث اعظم سید عبدالقادر جیلانی** رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اَلْخَلْقُ حِجَابُكَ عَنْ نَفْسِكَ وَ نَفْسُكَ حِجَابُكَ عَنْ رَبِّكَ ۔ (ترجمہ) خَلق (لوگ) تمہارے اور تمہارے نفس کے درمیان میں پردہ ہیں۔ اور تمہارا نفس تمہارے اور تمہارے پروردگار کے درمیان میں حجاب (پردہ) ہے۔"

اور یہ بھی فرمایا "اور جب تک تم خَلق (دوسروں) کو دیکھتے رہو گے اپنے نفس کو نہ دیکھو گے۔ اور جب تک تم اپنے نفس کو دیکھتے رہو گے تو اپنے ربّ کو نہ دیکھو گے"۔

اور فرمایا "نفسانی خواہشات کو اپنے دل میں نہ آنے دو۔ ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ (طبقات الکبریٰ)

12-**شیخ ابو محمد الشبنکی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ اَصْلُ الطَاعَةِ الْوَرَعُ وَالتَّقْوٰى وَاَصْلُ التَّقْوٰى مُحَاسَبَةُ النَّفْسِ ۔ (ترجمہ) طاعت کی جڑ (Root) پرہیزگاری و تقویٰ ہے اور تقویٰ کی جڑ (اصل) نفس کا محاسبہ (حساب لینا) ہے"۔ یہ بھی فرمایا۔ "مَنْ قَهَرَ لِنَفْسِهٖ بِالْاَدَبِ فَهُوَ الَّذِیْ یَعْبُدُ اللّٰهَ بِالْاِخْلَاصِ ۔

(ترجمہ) جس نے اپنے نفس کو اَدب سے مقہور کیا (دبا دیا اور قابو پالیا) وہی اللہ تعالیٰ کو اخلاص کے ساتھ پرستش کرنے والا ہے۔ (طبقات الکبریٰ)

13-**شیخ داؤد کبیر بن ماخلا** علیہ الرحمۃ نے فرمایا "عابد اپنے نفس کے فعل (کام) سے دشمنی رکھتے ہیں اور عارف خود اپنے نفس ہی سے"۔

یہ بھی فرمایا: "آغازِ توحید میں نفس پر "لا" (نفی) کی لگام ڈال دی جاتی ہے تاکہ اپنے سب دعوؤں سے باز آئے (فنائیت طاری ہو)"۔ (طبقات الکبریٰ)

14-**شیخ ابوالحسن شاذلی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ "اگر تم حق سے ربط پیدا کرنا چاہتے ہو تو اپنے نفس سے بے زار ہو جاؤ اور اپنے حول وقوت (ارادہ و اختیار) سے باہر نکل آؤ۔ (یعنی فنائے افعال و صفات اختیار کرلو)"۔

(طبقات الکبریٰ)

15-**شیخ بہاء الدین نقشبندی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ "سید الطائفہ جنید علیہ رحمۃ کا قول ہے کہ میرے نزدیک نفس کشی (نفس پر قابو پانا) بہترین طریقہ ہے۔ لیکن یہ بجز ترکِ اختیار (ترک ارادہ) اور اپنی برائیوں پر نظر رکھنے کے اور کسی طرح حاصل نہیں ہوتا"۔ (عوارف المعارف)

16-**بحرالعلوم مولانا محمد عبدالقدیر صدیقی** قادری حسرتؔ علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ ''نفس کشی (Self- Denial) کا مطلب نفس کو مارنا نہیں بلکہ نفس کو تربیت (Train) کرنا ہے۔ظاہر ہے کہ جسم (نفس) اپنے حوائج (Needs) کو طلب کرے گا۔ کھانا' پینا' کپڑے پہننا' بیوی کا حق ادا کرنا۔ غور کرو جسم گھوڑا ہے۔گھوڑے کو دانہ چارا نہ ڈالو گے تو وہ بیٹھ جائیگا۔زیادہ کھلاؤ گے تو شریر ہو جائیگا۔شہہ سوار (گھوڑ سوار) کو چاہیئے گھوڑے کو کھلائے پلائے اور اس کو دوڑائے۔آرام طلب نہ ہونے دے۔مگر اُس کے آرام کا خیال بھی رکھے۔کھانے پینے سے مست ہو کر دولتیاں جھاڑنے لگے، بک مارنے لگے' کاٹنے کو دوڑنے لگے تو اُس کا دانہ چارہ کم کردے اور کاوے دے دے (دوڑا دوڑا کر) اُس کو تھکا تھکا کر راستی پر لائے''۔ (نظام العمل فقراء)

اور یہ بھی فرمایا'' یاد رکھو! تھوڑے کھانے پر راضی ہونا قناعت (Contentment) ہے۔زیادہ طلبی حرص (Greed) ہے۔ آرام طلبی سے انسان کاہل (Lazy) اور بے کار ہو جاتا ہے۔بعض بُرے کاموں کا ارادہ کرتا ہے۔خواہشاتِ نفسانی اپنی طرف مائل کرنا چاہتے ہیں۔بُرے کاموں سے بچنا تقویٰ ہے''۔ جب ذکر الٰہی کی کثرت و مدروت سے' تقویٰ اور بُرے کاموں پر ندامت کے ساتھ صحبتِ صالح کا اثر نفس پر ہوتا ہے تو نفس، امارہ سے لوامہ پھر مطمئنہ ہو جاتا ہے۔یہ تو اللہ کا فضل ہی ہے کہ انسان ہی کو ارتقاء (ترقی) کی قابلیت عطا فرمایا ہے''۔(نظام العمل فقراء)

یہ بھی فرمایا! ''نفس'' میں جہاں بہت سی کمزوریاں ہیں وہیں اُس میں یہ خوبی بھی ہے کہ اگر نفس کو کسی عمل کی عادت ڈال لیں تو وہ عادی ہو جاتا اور خود بہ خود انسان اُس عمل کی طرف راغب ہو جاتا ہے۔نفس کی اِس صفت سے فائدہ اُٹھانا چاہیئے۔جیسے اگر چند دن صبح فجر کی نماز کو وقت پر اُٹھ کر ادا کریں تو ہر روز اپنے آپ ٹھیک وقت پر نیند ہوشیار ہو جائیگی اور آپ کو نماز پڑھنے میں کوئی دشواری (نفس کی مخالفت کی ضرورت) باقی نہیں رہتی۔اسلئے نیک عادتیں ڈال لیں تو نفس خود ہی موافقت کرنے لگے گا۔ (نظام العمل فقراء)

تعارفِ ارباب، تحقیق

01-**ربیع بن حشیم** رضی اللہ عنہ:۔ آپؓ کا تابعین کی مقدس جماعت میں شمار ہے۔ آپؓ کے اعمال چشم خلائق (لوگوں) سے مخفی و مستتر (چھپے) رہتے تھے۔ اکثر قبرستان میں جاتے اور تمام شب رونے میں بسر کرتے۔ جب عارضہ فالج میں مبتلا ہوئے تو خدام (مریدین) نے بصد اصرار عرض کیا کہ علاج کیجئے۔ آپؓ نے فرمایا۔ ''یہ جانتا ہوں کہ برحق ہے۔ لیکن عنقریب نہ طبیب (ڈاکٹر) رہے گا نہ مریض۔ آپؓ نے 67 ھ میں سفرِ آخرت فرمایا۔

02-**محمد بن الحنفہ بن علی** رضی اللہ عنہ:۔ آپؓ کے صفات میں اِس قدر کہنا کافی ہے کہ آپ امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فرزند ارجمند ہیں۔ آپؓ کی تحریر و تقریر نہایت پُر اثر ہوتی تھی۔ اور آپ کی ہمت و شجاعت مشہور ہے۔ عبادت و ریاضت کا اغیار کو اقرار تھا۔ سَن 80 ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

03- **حارث بن اسد محاسبی** علیہ الرحمۃ:۔ کنیت ابو عبد اللہؒ ہے۔ طریقت میں یگانہ اور علومِ اصول و معاملات وارشادات میں فرد تھے۔ وطن مالوف (بصرہ) ہے مگر بغداد میں قیام کیا اور وہیں 248 ھ میں وصال ہوا۔

04-**ابوالحسن محمد بن سعید ورّاق** علیہ الرحمۃ:۔ آپ ابو عثمان حیریؒ کے قدیم اور مخصوص مریدین میں سے تھے۔ علوم ظاہری کے عالم اور معاملات و تفقہ و عیوبِ افعال پر کلام کرنے کی قدرت رکھتے تھے۔ 320 ھ میں وصال ہوا۔

05-**ابو سلیمان دارانی** علیہ الرحمۃ:۔ آپؒ داران جو دمشق کا گاؤں ہے کے باشندے تھے۔ اور وہیں مزار ہے۔ 215 ھ میں وصال ہوا۔ زیادہ تر مشائخینِ شام آپؒ کے فیض سے مستفیض ہوئے۔

06-**شیخ حماد بن مسلم** دبّاسی علیہ الرحمۃ:۔ علوم حقائق کے عالم تھے اور پوشیدہ واردات کے کشف کی نسبت اُن پر علماء کا اجماع ہے (اتفاق) اور بغداد کے اکثر مشائخین اُن کی طرف منصوب ہیں۔

07-**شیخ ابو محمد الشبنکی** علیہ الرحمۃ:۔ طریقت میں آپؒ کی شان یگانہ تھی۔ آپؒ کے فیضانِ صحبت سے بڑے بڑے صوفی فیض یاب ہوئے۔ مثلاً شیخ ابوالوفاؒ، شیخ منصورؒ اُن ہی کے دست گرفتہ تھے۔

08-**غوث اعظم شیخ سید عبدالقادر جیلانی** رضی اللہ عنہ:۔ از روئے نسب آپؓ حسنی اور حسینی ہیں۔ 470 ھ میں ولادت پائی اور 561 ھ میں دنیا سے سفر کیا اور جوارِ شاہدِ حقیقی کی سیر میں مصروف ہوئے۔ بغداد میں آپؓ کا

مزارِ پُرانوار ہے۔ آپؒ کے صفات بے حد ہیں۔جس کومشہور بزرگانِ دین نے اپنے اپنے تصنیفات میں بکمالِ شرح و بسط نقل فرمایا ہے۔ اور وہ اس قدر مشہور ہیں کہ اب مزید تعریف کی ضرورت نہیں۔طریقت میں آپؒ کا جلیل القدر مرتبہ ہے۔ سلسلہ قادریہ کے آپؒ سید الطائفہ اور مقتدر امام ہیں۔

09-**شیخ ابو داؤد کبیر بن ماخلا** علیہ الرحمۃ:۔آپؒ سیدی محمد دفی شاذلیؒ کے پیر ہیں تصوف میں بلند مضامین بیان کئے ہیں حالانکہ آپؒ اُمّی ہیں۔اور کتاب عیوانِ الحقائق آپؒ کی تصنیف ہے۔

10-**شیخ ابوالحسن شاذلی** علیہ الرحمۃ:۔آپؒ کا نام علی بن عبداللہ عبدالجبارؒ ہے۔شاذلی لقب ہے۔شاذلہ افریقہ کا ایک گاؤں ہے۔آپ بصیر، زاہد، مقیمِ سکندریہ اور سلسلہ شاذلیہ کے سید الطائفہ ہیں۔شیخ نجم الدین اصفہانی کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔چند حج کئے بلکہ حج کے سفر کے دوران راستہ میں غیداب کے صحرا میں وصال ہوا۔اور وہیں سنہ 501ھ میں دفن ہوئے۔

ہمت

نور انوارِ قدم خاک کا پُتلا میں ہوں
شانِ شایاں میری مسجودِ فرشتہ میں ہوں
سب سے افضل بھی ہوں اور اشرف و اعلیٰ میں ہوں
ساری مخلوق میں نائب جو خدا کا میں ہوں
رازِ سربستہ ہوں اور فاش ہوں دوعالم میں
سب میں مخفی ہوں اور ہر ایک سے پیدا میں ہوں
جب میں ساکت رہوں، ہوں گنج خفی کا اک راز
جب میں گویا ہوا، حق بات کا ڈنکا میں ہوں
میں نہ ہوتا تو نہ ہوتا یہ شہودِ عالم
شانِ ہستی میری اور حسن کا جلوہ میں ہوں
کفر پر حکم تو اسلام پہ قبضہ میرا
روشنی دیر کی کعبہ کا اُجالا میں ہوں
دید میں غرق ہوں حیرانِ تجلی ہوکر
ہر تماشائی کا دیکھا کہ تماشا میں ہوں
ذاتِ حق نورِ خدا کے ہیں سراپا حضرت (ﷺ)
اس سراپائے محمد (ﷺ) کا سراپا میں ہوں
حضرت خالؔد وجودیؒ

4.2- ہمت

(Morale/ Courage)

10۔**سوال**: ''ہمت'' سے مراد عرفِ عام میں کیا ہے اور صوفیہ کی اصطلاح میں کس چیز کا نام ہے، اُسکے فوائد بیان کرو؟

جواب: ہمت ارادۂ عالی کا نام ہے جو ایک ممتاز (Distinct) صفتِ مردانگی میں سے ہے۔ عرفِ عام میں (Generally) اُس صاحبِ جرأت کیلئے بطور خطاب استعمال کرتے ہیں جو امرِ دشوار (مشکل کام) اور اہم کام کی انجام دہی کے واسطے آمادہ ہو جائے۔ اور اصطلاح حضرتِ صوفیہ میں سالکِ راہِ طلب کے مقام بلند کو ''ہمت'' کہتے ہیں۔ چنانچہ اربابِ طریقت نے سالک ذی ثبات کے سفرِ سیرِ سلوک میں ہمت کو لازمی اور مُقدم قرار دیا ہے۔

ہمت مرداں، پسندیدۂ یزداں (اللہ کو محبوب) بھی ہے کیونکہ عاشق' شوقِ رویتِ (دید) جمالِ الٰہی میں جب تعلقاتِ موجودات (مخلوق) سے دست بردار (الگ) ہو کر مردانہ وار وادئی طلبِ وصال کے سفر کا بکمالِ جرأت واستقلال ارادہ کرتے ہیں اور جوش میں زبانِ حال سے کہتے ہیں۔

نہ بند خلقِ باشم نہ از کسے ہر اسم مرغ کشادہ بالم ترس قفس ندارم

ترجمہ: نہ میں مخلوق کا قیدی ہوں نہ میں کسی سے ڈرتا ہوں۔

کھلے میدان کا پرندہ ہوں مجھے پنجرے کا خوف نہیں ہے۔

تو اُس وقت ضرور امدادِ غیبی اور توفیق وہبی (اللہ تعالیٰ کی امداد اور توفیق) شریکِ حال ہوتی ہے۔ اور اُن کو منزلِ مقصود تک پہنچا دیتی ہے۔ یہ اُن کی مردانہ جرأت وہمت کامیابی کا ذریعہ اور وسیلہ ہوتی ہے۔ بقول ؎

گوہرِ بحر کے بروں آور ترکِ سر تا نمی کند غواص

ترجمہ: موتی سمندر سے کیسے باہر نکال لائے گا۔ جب تک غوطہ خور اپنی جستجو وتلاش کو نہیں چھوڑتا۔

چنانچہ ہادیانِ راہِ طریقت نے ہمیشہ سالکانِ کوئے محبت کو جرأت وہمت کی ہدایت فرمائی ہے۔ بقول ؎

ہمت مرداں مدد خدا

(مردانِ ہمت کا خدا کارساز و مددگار ہے)

ارشاداتِ اربابِ تحقیق

11۔**سوال:** ہمت اور جرأت کے متعلق ارشاداتِ اربابِ تحقیق بیان کرو؟

جواب: 01۔**خواجہ ابو علی زوباری** علیہ الرحمۃ:۔ صاحبِ ''نفحات الانس'' نے لکھا ہے کہ آپؒ نے فرمایا ''اہل، ہمت کو خدا دوست رکھتا ہے کیونکہ اہلِ ہمت خدا کو دوست رکھتے ہیں اور اُس پر بھروسہ کرتے ہیں''۔

02۔**ابو بکر جحدر شبلی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا! رَفَعَ اللّٰہُ قَدرَ الوَسَالِطِ ھِمَّتَھُم۔ (ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے جو (ہمارے) وسیلے اور واسطے ہیں' اُن کی ہمتوں کی بلندی کے سبب رتبے بلند کئے ہیں۔

(طبقات الکبریٰ)

03۔**ابو بکر عبداللہ بن طاہر ابہری** علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں! صالحین کی ہمت یہ ہوتی ہے کہ بغیر نافرمانی کے اطاعت کریں۔ اور عالموں کی ہمت، ثواب میں زیادتی کی ہوتی ہے۔ اور عارفوں کی ہمت یہ ہوتی ہے کہ اُن کے دل اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلالت سے معمور ہوں۔ اور اہلِ شوق (عاشقوں) کی ہمت یہ ہے کہ جلد موت آ جائے۔ اور مقربین کی ہمت یہ ہے کہ اُن کے دل حق سبحانہ تعالیٰ کی طرف جاگزیں (رجوع) ہوں۔

(طبقات الکبریٰ)

04۔ **ابو علی حسین احمد الکاتب** علیہ الرحمۃ نے فرمایا! سب چیزوں (افعال واحوال) کے پیشرو ''ہمت'' ہے۔ اِسلئے جس نے ہمت کو درست کیا اُس کے پاس اُس کے تابع (Following) بھی سچے اور درست ہو کر آئیں گے۔ کیونکہ فر (شان وشوکت) عین احوال کے تابع ہوا کرتی ہے۔ اور جس نے اپنی ہمت کو مہمل (بے معنی) کیا، اس کے توابع (Following) بھی مہمل ہو کر آئیں گے اور مہمل احوال وافعال (احمقانہ خیالات واعمال) حق تعالیٰ کی بساط (شان) کے شایان نہیں ہیں۔ (طبقات الکبریٰ)

05۔**جعفر بن محمد نصیر الخلدی الخواص** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: ''بلند ہمت رہو۔ اِس واسطے کے ہمت ہی مردانِ خدا کو درجاتِ اعلیٰ اور مقامِ ارفع تک پہنچاتی ہے، نہ کہ تمہاری ریاضت ومجاہدات۔ (نفحات الانس)

06۔**غوث اعظم سید عبدالقادر جیلانی** قدس سرہٗ سے عرض کیا گیا کہ ہمت کی تعریف کیا ہے؟

فرمایا کہ ہمت یہ ہے کہ بندہ اپنے نفس سے دنیا کی محبت نکالدے اور اپنی روح سے آخرت کے تعلق کو دور کر دے۔ اور

اپنے قلب (دل) میں آقا (اللہ) کے ارادہ کے ساتھ اپنا ارادہ باقی نہ رہنے دے۔ اور باطن میں اُس سے مجرد (ایک) ہو جائے کہ ہستی کی طرف نگاہ کرے (متوجہ رہے)۔ (طبقات البریٰ)

07-**سیدی ابراھیم وسوتی** علیہ الرحمۃ اپنے اصحاب سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں: اے میری قلبی اولاد (مُریدو)! عزم کی ہمت کو جمع کرو تا کہ طریق کے معنی کو یافت (عملی طور) سے پاؤ نہ کہ دریافت (نظری اِعتبار) سے پہچانو۔ اور جس مقام پر تم ٹھر جاؤ گے، وہ تم کو تمہارے آقا سے حجاب (پردے) میں رکھے گا۔ پس اے میرے بچو! اپنے قالب (نفس) سے مجرّد (تنہا) ہو کر اپنے قلب (دل) کی طرف آ جاؤ۔ (طبقات الکبریٰ)

تعارف اربابِ تحقیق

01-**ابو بکر عبداللہ بن طاھر ابھری** علیہ الرحمۃ:۔ آپؒ اپنے وقت کے جلیل القدر بزرگوں میں اور شبلی علیہ رحمۃ کے ہم عصر اور ہم نشین ہیں۔ اور یوسف بن حسین رازیؒ کی صحبت سے مستفیض ہوئے۔ طریقت میں پرہیزگار اور علم اور زہد، ورع میں کامل اور خُلق و تواضع میں یگانہ رہے۔ 330ھ کے قریب اس دار فانی سے راہی ملکِ بقا ہوئے یعنی وصال فرمایا۔

02-**ابو علی حسین بن احمد الکاتب** علیہ الرحمۃ:۔ آپؒ اہلِ مصر کے ممتاز پیرانِ طریقت میں سے ہیں۔ ابوبکر مصریؒ اور ابوعلی رُودباریؒ کی صحبت سے مستفیض ہوئے۔ ابوعثمان مغربی آپؒ کی تعظیم کرتے تھے اور کہتے تھے ابوعلی کاتب سالکین میں سے ہیں۔

4.3- خلوت وعزلت

(Solitude & Loneliness)

12۔**سوال**: خلوت وعزلت سے مراد کیا ہے اور اِس صفت کی فضیلت وعظمت بیان کرو؟

جواب: خلوت صوفیہ باعظمت کی مخصوص سنت ہے جو فی الحقیقت غارِ حرا کی سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ماخوذ (Adopted) ہے۔ یہ ایسی مفید و مُستحسن (اچھی اور فائدہ بخش) ریاضت (Practice) ہے جس کو ترقی مدارج کا زینہ (Step) اور تقرب الٰہی کی مشاہرہ (بہترین ومشہور) کہا جائے تو ناموزوں نہ ہوگا۔

اربابِ طریقت اور محققین نے خلوت کو بالطبع (By Nature) پسند فرمایا ہے۔ اپنے صادق الارادت (سچے مریدین) وفارغ السلوک (خلفاء) کو ہدایت کی ہے کہ خَلق (لوگوں) سے دوری اور حق کی حضوری یعنی خلوت نشینی میں سلامتی ہے۔

چونکہ ''خلوت'' کے لغوی معنی تنہائی کے ہیں۔ اس اعتبار سے طالب راہِ طریقت قربِ ذاتِ الٰہی کے شوق میں جب دنیوی سروکار (تعلقات) سے دست بردار (الگ) ہوکر یادِ الٰہی میں مصروف ومشغول رہنے کی غرض سے کنجِ عزلت (اعتکاف Secluded Corner) کی زندگی اختیار کرتا ہے تو عرفِ عام میں اس کو ''گوشہ نشین'' اور ''خلوت گزین'' کہتے ہیں۔

گوشہ نشینی کے ظاہری صفات کے علاوہ معنوی (باطنی) وحقیقی ماہیت میں ایسا عارفانہ طریق ہے کہ جس کے جسمانی ریاضت میں روحانی مجاہدات کی شان نظر آتی ہے۔ جس کا سبب یہ ہے کہ اربابِ حقائق ومعارف کو بجہتِ علوی مرتبت (توجہ الا اللہ کی وجہ سے) اشیاء بحروبر کے ذرّات وقطرات (Even Minute Infomation of Land & sea) تک کی حقیقت ونوعیت کا علم واہب العطایا (اللہ تعالیٰ) مرحمت فرماتا ہے۔ بمصداق ۔ وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَاءَ كُلَّهَا۔ (البقرہ۔ 31) ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں کے نام آدم علیہ السلام کو سکھائے۔ ایسی مہتم بالشان یافت ومعلومات (Excellent Manageral Knowledge) کی وجہ سے اُن کی تحقیق وتدقیق (Minute Analysis) لطائف معنوی (Subtleties) سے مملو (Combined) اور رموزِ روحانی سے معمور (بھری) ہوتی ہے۔ یہی خیال ہے کہ عالی خیال حضرات عموماً صوفیہ کی ظاہری تشریحات (Explanations) کی طرف التفات (توجہ) نہیں کرتے بلکہ آپس کے باطنی برکات سے استفادہ

(فائدہ) حاصل کرنے کی اپنے ذی استعداد (اپنی قابلیت کے مطابق) مستفیضین (فیض حاصل کرنے والوں) کو ترغیب (مشورہ) دیتے ہیں۔

13۔**سوال**: عارفین کی نظر میں ''خلوت'' کی تعریف اوراسکے اقسام بیان کرو؟

جواب: اکثر عارفین نے خلوت کی یہ تعریف کی ہے کہ خلوت دو نوع (Two Kind) پر منقسم (Devided) ہے۔

[1] خلوتِ عام　[2] خلوتِ خاص

[1] **خلوتِ عام** (Common Solitude):۔خلوتِ عام کی یہ شرح کی ہے کہ طلبِ حق میں صحبتِ خلق (اشخاص بداخلاق) سے اجتناب واحتراز (دوری) ہو۔کیونکہ یہ مسلّمہ (Prooved) ہے کہ اثراتِ صحبت سے انسان ضرور متاثر ہوتا ہے۔لہٰذا اشخاصِ بداخلاق سے افراط و اتحاد وارتباط (میل جول یا Mixing up) مُضر اور نقصان رساں ہے' کیونکہ صحبتِ مخالفین سے جمیعتِ خاطر میں (On the whole) تفرقہ (Differencess) اور انتشار (Division) اور استقلالِ طبیعت (Canstancy of Nature) میں فتور (Disorder) اور اضطرار (Violence) پیدا ہوتا ہے۔اوراس کے برعکس صحبتِ صالحین (صالح اور بااخلاق اشخاص کی صحبت) سے دل کو فرحت (خوشی اوراطمینان) وانبساط (Delight) اور روح کو سرورونشاط (Peacefull Pleasure) حاصل ہوتا ہے۔بقول ؎

صحبتِ صالح ترا صالح کند　　صحبتِ طالح ترا طالح کند

ترجمہ: انسان اچھی صحبت سے نیک وبااخلاق بن جاتا ہے
اور بُری صحبت سے بد و بد اخلاق ہوجاتا ہے۔

[۲] **خلوتِ خاص** (Particular Solitude):۔خلوتِ خاص کی تعریف یہ ہے کہ سالکِ صادق (سچا طالبِ حق) کی تجرید وتفرید یعنی توحیدِ حکمی (Abstraction) کا عالم یہ ہو کہ زاویۂ قلب میں (دل کے کسی حصہ میں) بجز عظمتِ عارفین واولیاءاللہ کے غیر کا خیال بھی مخل (Interfere) نہ ہو جو مخصوص مقربین کا حصہ ہے۔

الغرض اغلاطِ تخیلات (خطرات و وساوس) کے دفع اور اعتدال کے واسطے جس پر صحبتِ باطنی کا دارومدار (Dependence) ہے۔تبریدِ خلوتِ دائمی (Treatment with Loneliness) کا استعمال' اوراختلاطِ اَغیار واغنیا (Mixup with rich and others) سے پرہیز کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔''اَلسَّلَامَةِ فِیْ الْوَحْدَةِ'' کہ تنہائی میں سلامتی

ہے۔اور یہ اسلئے بھی ضروری ہے کہ اہلِ صحبت کو پہلے ہی سے خلوت وعزلت کی عادت ہوجائے تاکہ آخرِ کار اس عالم میں خلوت گزیں ہوکر اپنے حقیقی مونسِ تنہائی (اللہ رب العزت) تک رسائی کی راہ معلوم کریں۔اور فنایت (تقربِ الٰہی) کے منازل طے کرنے میں سہولت ہو۔

گرت ہوا ست کہ با خضر ہمنشیں باشی　　نہاں ز چشم سکندر چو آب حیواں باشی

ترجمہ: اگر تجھے حضرت خضرؑ کی ہمنشینی کی خواہش ہے (یہ کٹھن کام)

تو یہ سکندر کی نظر سے آبِ حیات چھپا رکھنے کی مانند ہے۔

اسی لحاظ سے محققینِ اربابِ طریقت نے طالبینِ صادق الیقین کو خلوت کے صفات سے تلقین کی اور اُن کے برکات سے ہمیشہ آگاہ کیا ہے۔

ارشاداتِ اربابِ تحقیق

14۔**سوال**: خلوت وعزلت کے متعلق ارشاداتِ اربابِ تحقیق بیان کرو؟

جواب: 01-**شیخ مکحول دمشقی** علیہ الرحمۃ کا قول ہے۔ اِذَا کَانَ الْفَضْلُ فِیْ الْجَمَاعَةِ، فَاِنَّ السَّلَامَةَ فِیْ الْعُزْلَةِ (ترجمہ) فضیلت (بہتری یا Preference) جماعت میں ہے اور سلامتی (Safety Surviving) گوشہ نشینی (لوگوں سے کم ملنے) میں ہے۔(طبقات الکبریٰ)

02- **سفیان ثوری** علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔"دنیا میں خاموشی (Silence) اور عزلت (خلوت) (Solitude) بہتر ہے۔

آپؒ نے ہم عصر (Contemporary) عابد کو خط لکھا جس میں دیگر نصیحتوں کے ساتھ یہ لکھا کہ گمنامی اختیار کرنا (Being Unknown) لازم ہے کیونکہ یہ زمانہ گمنامی ہی کا ہے۔اور گوشہ نشینی اور لوگوں سے کم ملنے کو اپنے اوپر لازم کر لینا چاہیئے۔

آپؒ سے کسی نے پوچھا خلوت (تنہائی) کب اختیار کرے تو فرمایا"جب (سالک) اپنے نفس سے عزلت حاصل کرے۔(احیاء العلوم)

03-**ابو الفیض ذون النون مصری** علیہ الرحمۃ نے فرمایا:۔ایمان کی لذّت اِسی میں ہے کہ تنہائی میں پروردگارِ عالم سے مناجات کرے۔(احیاء العلوم)

04-**خواجہ سری سقطی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔"جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اُس کا دین سلامت رہے اور دل کو آرام نصیب ہو اور اُس کا غم دور ہو تو اس سے کہو کہ عزلت گزیں (گوشہ نشین) ہو اور یہ زمانہ تنہائی اختیار کرنے کا ہے۔

(تذکرۃ الاولیاء)

05-**ابوالحسن محمد بن ادریس شافعی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔"جو چاہتا ہو کہ اللہ تعالیٰ اُس پر نورِ قلب کا دروازہ کھولدے۔اس کو چاہیئے کہ خلوت میں بیٹھنا اور کم کھانا اور جاہلوں (Ignorants) سے ربط و اتحاد (میل جول) کو چھوڑنا لازم کرلے"۔ (طبقات الکبریٰ)

06- **سید الطائفہ جنید** علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔"خردمند (عقل مند) وہ ہے جو تنہائی اختیار کرے"۔

(عوارف المعارف)

07- **ابو بکر طمستانی** علیہ الرحمۃ اپنے مریدین سے کہا کرتے تھے۔"اللہ تعالیٰ کے ساتھ (اُس کے ذکر و یاد میں) زیادہ بیٹھا کرو اور خلق (لوگوں) کے ساتھ کم یعنی گوشہ نشین رہو"۔ (طبقات الکبریٰ)

08-**غوث اعظم حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی** رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔"تیرے سب سے بڑے دشمن۔بُرے ہمنشین ہیں"۔

اور یہ بھی فرمایا۔"تنہا شخص محفوظ (Safe) ہے' اور ہر گناہ کی تکمیل دو (اشخاص) سے ہوتی ہے۔

تعارف اربابِ تحقیق

01-**شیخ مکحول دمشقی** علیہ الرحمۃ:۔آپؒ کا طریق زاہدانہ تھا۔خلوت کو پسند فرماتے تھے۔

160ھ میں دارِفانی سے رحلت فرمائی یعنی وصال فرمایا۔

02-**سفیان ثوری** علیہ الرحمۃ:۔آپؒ علم و فضل میں یگانہ اور زہد ورع (پرہیز گاری) میں لاثانی تھے۔97ھ میں پیدا ہوئے۔اور 155ھ میں کوفہ سے بصرہ میں تشریف لائے۔اور بصرہ ہی میں 161ھ میں عالم ملکوت کو سفر فرمایا (وصال ہوا)۔آپؒ عالموں میں یکتا اور عابدوں میں فرد اور زاہدوں میں بے مثل تھے۔

03-**ابوالحسن محمد بن ادریس شافعی** علیہ الرحمۃ:۔آپؒ غزہ میں پیدا ہوئے جو فلسطین کا ایک شہر ہے۔ والدہ کے سایہ عاطفت میں عُسرت (Hard-ship) کے ساتھ پرورش پائی۔مکّہ معظّمہ میں خالد زنگیؒ سے علم فقہ

حاصل کیا۔ وہاں تیرہ (13) سال رہے کہ مدینہ منورہ میں امام مالکؒ کا دامن پکڑا، بعدہٗ یمن چلے گئے۔ پھر عراق میں منتقل ہوئے۔ آخر 199 ھ میں مصر گئے۔ اور 54 برس کی عمر میں 204 ھ میں بروز جمعہ بعد مغرب وصال ہوا۔

04- **ابو بکر طمستانی** علیہ الرحمۃ :۔ آپؒ طریقت کے عالم اور مشائخینِ وقت کے سردار، اپنے حال میں یگانہ اور اپنے ہمعصروں میں سربرآوردہ بزرگ رہے۔ حضرت ابراہیم فارسیؒ کی صحبت میں عرصہ تک رہے۔ حضرت شبلیؒ، آپؒ کی تعظیم کرتے تھے۔ آخر زمانہ میں نیشاپور پہنچے اور 340 ھ میں آغوشِ قبر میں آرام کیا (وصال ہوا)۔

4.4- خاموشی (سکوت)

(Quiteness/Silence)

15۔ **سوال**: خاموشی (سکوت)، جبکہ عشق و محبت کا لازمی نتیجہ ہے تو سالک لئے اِس صفت کے فوائد بیان کرو؟

جواب: خاموشی حضراتِ عارفین کی مخصوص صفت اور سالکِ راہِ حق کی ترقیِ مرتبت کا بہترین ذریعہ ہے۔ بقول اَلصَّمْتُ تَوْرِثُ مَعْرِ فَتِ اللّٰہِ (خاموشی معرفت الٰہی کی نشانی ہے)۔

چنانچہ خاموشی عشق و محبت کا لازمی نتیجہ اور محبِّ صادق (True Lover) کے باطنی حالات و کیفیت کی عین علامت ہے۔

پس حضراتِ صوفیہ کا اجماع (Consensus) کہ ترکِ سخن (بے فیض بات کا نہ کرنا) بالیقین ہر حالت میں مفید و مستحسن (اچھا اور فائدہ بخش) ہے۔ بقول ؎

بطبعم ہیچ مضمون بہ زلب بستن نمی آید　　خموشی معنیِ دارد کہ در گفتن نمی آید

ترجمہ: مجھے کسی بات پر خاموش رہنا نہیں آتا

خموشی ایک راز ہے جو کہ کہا نہیں جاتا۔

جس طرح خوش بیان متکلّم (میٹھی بات کرنے والا) کی سامعین توقیر و تعریف کرتے ہیں اُسی طرح بے محل اور ناموزوں کلام سببِ تحقیر (ذلت) اور باعثِ رنج و آلام ہوتا ہے۔ اس لئے سالک کیلئے سکوت (خاموشی) میں زیادہ کامیابی کی امید ہے۔ بمصداق مَنْ فَھِمَ فَھِمَ ۔مَنْ فَھِمَ سَکَتَ، مَنْ سَکَتَ سَلِمَ وَ مَنْ سَلِمَ نَجَا۔ یعنی جو سمجھا، سمجھا۔ جو سمجھا وہ سکوت اختیار کیا۔ جو خاموش ہوگیا وہ سلامتی میں آ گیا اور جو سلامتی میں آ گیا وہ نجات پالیا (کامیاب ہوگیا)۔

بلکہ یہ آدابِ طریقت سے ہے کہ اہلِ ارادت، (مریدین) کو بحضورِ مرشدِ برحق خاموش رہنا محمود و مطبوع (بہتر اور پسندیدہ) ہے۔ اُسی طرح بغیر حاجت واجازت کلام (بات) کرنا مذموم و ممنوع (بُرا اور منع) ہے۔ لہٰذا طالبِ صادق کو لازم ہے کہ حضرت شیخ کی جناب میں ہمیشہ، کمال احتیاطِ زبان کی نگہداشت کرے تاکہ بے محل کلام سے محفوظ اور خاموشی کے نتائج سے بہرہ مند (فائدہ حاصل) ہو۔ بقول حضرت بحرالعلوم حسرت صدیقی رحمۃ اللہ علیہ۔

حسرت وہ اپنے حال سے واقف ہے اس لئے خاموش اُس کے سامنے بیٹھا کریں گے ہم

اسی لحاظ سے حضراتِ صوفیہ کرام نے طالبینِ راہِ حق کو بکمال اہتمام سُکوت کی ہدایت اور کلامِ لایعنی (بے محل بات) سے ممانعت فرمائی ہے۔

ارشاداتِ اربابِ اہلِ تحقیق

16۔**سوال**: خاموشی س سکوت اختیار کرنے سے متعلق ارشاداتِ اربابِ تحقیق بیان کرو؟

جواب: 01- **امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق** رضی اللہ عنہ: اپنی زبانِ مبارک کی نوک پکڑ کر فرماتے ھٰذَا الَّذِیْ اَوْرَدَنِیْ الْمَوَارِدُ۔ (ترجمہ) اِسی نے مجھے بہت سے بلاؤں میں پھنسایا۔ (طبقات الکبریٰ)

02-**امیر المؤمنین حضرت علی ابن ابی طالب** رضی اللہ عنہ: حضرت ابوعبیدہ علیہ رحمۃ فرماتے ہیں کہ علی ابن طالب کرّم اللہ وجہہ نے اپنے رجز (ترنم Song) میں نو جملے ایسے فرمائے کہ ان میں سے ایک تک بھی پہنچنے کی اُمیدیں منقطع (ختم یا ٹوٹ) ہوگئیں۔ تین (3) جملے مناجات (Prayers) میں۔ تین جملے علم (Knowledge) میں اور تین، اخلاق (Manner) میں۔

چنانچہ علم میں ایک جملہ یہ فرمایا: اَلْمَرْءُ مَخْبُوْءٌ تَحْتَ لِسَانِہٖ۔ (ترجمہ) آدمی اپنی زبان کے نیچے چھپا ہوا ہے۔ اور دوسرا جملہ یہ فرمایا: تَکَلَّمُوْا۔ تُعْرَفُوْا (ترجمہ) باتیں کرو۔ پہچان لئے جاؤ گے۔

اور یہ بھی فرمایا۔" زیادہ گوئی (بہت بات کرنا) سببِ کثرتِ گناہ ہے۔ اور گناہوں کی کثرت سے حیا (Modesty) کم ہوجاتی ہے۔ اور حیاء کم ہونے سے تقویٰ (پرہیزگاری) میں قلت (کمی) ہوتی ہے۔ اور تقویٰ میں کمی ہونے سے دل مردہ (Dead) ہوجاتا ہے۔ اور جس کا دل مردہ ہوا وہ نقصان اٹھانے والا ٹھیرا۔ (سراج الملوک)

03-**حضرت ابوالدرداء یمر بن زید** رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔" صاحبِ ایمان کا کوئی جُز (جسم کا حصہ) اللہ تعالیٰ

کے نزدیک اس کی زبان سے زیادہ محبوب نہیں ہے۔اسلئے اسکی حفاظت کرنا چاہیئے کہ اس کو دوزخ میں نہ لے جائے''۔
یہ بھی فرمایا۔''مرد مسلمان کی عمدہ خانقاہ اُسکا گھر ہے۔جہاں وہ اپنی زبان، شرمگاہ اور نظر کو محفوظ رکھے۔(طبقات الکبریٰ)

04- **بایزید بسطامی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا''صاحبِ معرفت کی علامت خلق (لوگوں) سے فرار اور خاموشی اختیار کرنا ہے۔
اور یہ بھی فرمایا۔''جو مرید نعرہ مارتا ہے وہ مانند حوض کے ہے۔اور جو خاموش رہتا ہے وہ مانند دریائے پُر دُر (بھرا ہوا) کے ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء)

05- **ابو حاتم بن عنوان اَثم** علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔تین وقت غور (Consider) کرنا لازم ہے۔
(1) جب عمل کرو تو یاد رکھو کہ خدا ناظر (دیکھ رہا) ہے۔
(2) جب بات کرو تو سمجھو کہ خدا سنتا ہے۔
(3) جب خاموش رہو تو یقین رکھو کہ خدا جانتا ہے۔ (احیاء العلوم)

06- **ابو علی شفیق بن ابراھیم بلخی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔عبادت کے دس (10) حصے ہیں، نو (9) حصے تو دنیا سے دور رہنا اور ایک حصہ خاموش رہنا۔ (احیاء العلوم)

07-**ابو حفص** الرحمۃ سے انکے مریدین نے پوچھا ''خاموشی کیسی ہے'' ؟ ''فرمایا اگر بات کرنے والا بات کرنے کے نقصانات جان جائے تو خاموش رہے اگرچہ کہ اُس کی عمر مثل عمرِ نوح ؑ ہو۔(تذکرۃ الاولیاء)

08-**ابو عمر بن بخید** علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔سُکُوۡتٌ اَبۡلَغُ مِنۡ کَلَامٍ ۔(ترجمہ) خاموشی کا اثر کلام کے اثر سے قوی ہوتا ہے۔ (نفحات الانس)

09- **ابو بکر ورّاق** علیہ الرحمۃ نے فرمایا! نشانِ حکمت ''خاموشی'' ہے۔بات کرے بقدر حاجت۔ (تذکرۃ الاولیاء)

10-**شیخ ابوالعباس بادردی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا!۔کلام (بات) کرنا انسان کے لئے بہتر نہیں۔مگر اسوقت کہ خاموشی پر مواخذہ (پکڑ) نہ ہو۔ (عوارف المعارف)

11-**ابو عبداللہ محمد بن عبدالخالق** علیہ الرحمۃ نے فرمایا! زیادہ باتیں کرنا اُس طرح نیکیوں کو صاف کردیتی ہے۔جس طرح بارش کے بعد زمین صاف ہوجاتی ہے۔ (طبقات الکبریٰ)

12--**شیخ ابو محمد ماجد کروی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔''خاموشی عبادت ہے بلا مشقت اور آرائش بلا زیور

(Without Ornament) اور ہیبت (Fear) بلا حکومت اور قلعہ (Fort) بلا شہرِ پناہ اور کراماً کاتبین (اعمال لکھنے والے فرشتوں) کیلئے راحت اور عذر خواہی (Apology) سے بالکل بے نیاز ہے۔ (طبقات الکبریٰ)

13-**شیخ سوید سنجاری** علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ "عقل (Wisdom) کی جڑ (Root) خاموشی ہے۔ اور اُس کا باطن (Inside) اسرار (Secrets) کا چھپانا، اُس کا ظاہر (outside) سنّتِ رسول ﷺ کا اقتداء (Compliance) ہے۔ (طبقات الکبریٰ)

تعارف اربابِ تحقیق

01-**امیر المؤمنین ابو بکر صدیق** رضی اللہ عنہ:۔ آپؓ کا نامِ نامی عبداللہ بن قحافہ ہے۔ نسب (Family) آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب مرہ بن کعب پر پہنچ کر مل جاتا ہے۔ اور مناقب (Qualities) آپؓ کے بے شمار ہیں۔ اور اس قدر مشہور ہیں کہ تعارف کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ آپؓ سابق الایمان (پہلے ایمان لانے والوں) ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے یارِ غار ہیں۔ بعد وصال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپؓ خلیفہ اوّل اور امیر المؤمنین ہوئے۔ سنہ 13 ھ میں وصال ہوا۔ اور مدینہ منورہ میں روضۂ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میں دفن ہوئے۔

02-**ابو حاتم بن عنوان اثم** علیہ الرحمۃ:۔ آپؒ خراسان کے مشائخ اور بلخ کے باشندے ہیں۔ سنہ 237 ھ میں وصال ہوا۔ اور واشگرد کے پہاڑ پر دفن ہیں۔

03-**ابو علی شفیق بن ابراہیم بلخی** علیہ الرحمۃ:۔ آپؒ خراسان کے پیرانِ طریقت ہیں۔ اور علمِ احوال میں پہلے گفتگو آپؒ نے کی اور توکل کے بیان پر خاصہ ملکہ تھا۔ ابراہیم ادہمؒ سے مستفیض ہوئے۔

04-**ابو حفض حداد** علیہ الرحمۃ:۔ آپؒ نیشا پور کے مشہور بزرگوں، ابو عثمان حیریؒ اور ابو شجاع کرمانیؒ کی صحبت سے فیضیاب ہوئے۔ اور سنہ 264 ھ میں وصال ہوا۔

05-**ابو عمر بن بخید** علیہ الرحمۃ:۔ آپؒ سنہ 265 ھ میں راہی ملک بقا ہوئے (وصال ہوا)۔ آپؒ اپنے وقت کے مشائخین اجلّہ میں تھے۔ اور لوگ آپؒ کو طریقت کا امام مانتے تھے۔ زہد و پرہیز گاری میں یگانہ رہے۔ علمِ کلام میں آپؒ خاص مہارت رکھتے تھے۔ ہزاروں آدمی آپؒ سے مستفیض ہوئے۔

06- **شیخ ابو العباس بادردی** علیہ الرحمۃ:۔ آپؒ حضرت شبلیؒ کے ہمعصر اور طریقت کے امام رہے۔ اصل وطن نیشا پور تھا۔

07-**ابو بکر طمستانی** علیہ الرحمۃ:۔آپؒ بغداد کے باشندے اور جنیدؒ کے ہمنشین رہے۔عرصہ تک مکہ معظّمہ کی مجاوری کی۔اور وہیں 328ھ میں وصال ہوا۔

08- **ابو عبداللہ محمد بن عبدالخالق** علیہ الرحمۃ:۔آپؒ مشائخین وقت میں ممتاز حال میں اور ہمت میں بلند مرتبہ رہے۔باوصف بزرگ اور فقر کی صحت اور اُس کے آداب کے نہایت پابند رہے۔عرصہ تک وادئی القراء میں رہے۔بعدۂ مدینہ منورہ واپس آ گئے۔ اور وہیں وصال ہوا اور مدفن ہیں۔

4.5- گرسنگی (خالی پیٹ رہنا)
(Hunger)

17۔ **سوال**: ''گرسنگی'' سے کیا مراد ہے؟

جواب: اطبائے روحانی (حکماء) کا ارشادِ قطعی ہے کہ سالکِ راہِ طریقت کے واسطے 'گرسنگی' (Hunger) یا کم کھانا اور زیادہ خالی پیٹ رہنا بھی نہایت مجرّب اور نہایت مفید (فائدہ بخش) (Fruitful) نسخہ (Prescription) ہے جو عِلّت نفسانیہ (Carnal Deseases) اور کثافتِ شہوانیہ (Sensual Density) کو دفع (دور) اور بصر (ظاہری نظر) اور بصیرت (باطنی نظر) کو مُرتفع (Elevate) بلند کرتا ہے۔اور یہ بات ظاہر ہے کہ''گرسنگی'' کا مخصوص اور لازمی نتیجہ بے خودی (Self less ness) ہے۔جس کو صوفیہ ذی صفات نے بالاتفاق موجب فیوض اور برکات فرمایا ہے۔بقول ؎

خواب و خورت زِ مرتبۂ عشق دور کرد   آندم رسی بدست کہ بے خواب و خور شوی

ترجمہ: سونا (Sleep) اور کھانا (Dine) تجھے عشق کے مقام سے دور کر دیا
تُو اُسی وقت دوست (اللہ) سے ملے گا جبکہ تُو کھانا اور سونا چھوڑ دے۔

گرسنگی (Hunger) اولیائے عظام کی سنت بھی ہے۔اور انبیاء علیہم السلام بالخصوص ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کی مخصوص اور مرغوب غذا بھی ہے۔ اسلئے طالبِ حق کے واسطے گرسنگی گو بظاہر ریاضت (محنت) شاقہ (سخت) معلوم ہوتی ہے۔لیکن بالمعنی مائدہ (خوانِ نعمت اللہ العزت) ہے۔بمصداق ؎

اَلْجُوعُ طَعَامُ الْاَنْبِیَاءِ۔ (ترجمہ) بھوک گویا انبیاء کیلئے طعام (غذا) ہے۔

قوتِ جبرائیل از مطبخ نبود   بلکہ بود از دید خلّاقُ الوجود

ترجمہ: جبرئیل کی غذا باورچی خانہ سے نہیں ملتی   بلکہ خلّاقُ الوجود کے دیدار سے ہوتی ہے۔

18۔**سوال**: نفس امارہ پر قابو پانے میں گرسنگی کی ضرورت واہمیت بیان کرو؟

جواب: محققینِ رموزِ حقیقت(Scholars of Primodial Secrets) کا اجماع(Consensus) ہے کہ سالکِ راہِ طریقت کے فتحیابی(Success) کا مدار(Base) عموماً اس پر ہے کہ نفس بدشعار (Carnal Self) یعنی نفس امّارہ کو گرسنگی (بھوک) کی تیغ آبدار (تیز تلوار) سے مضمحل(Weak) اور بے کار کردے اور خوانِ دنیائے فانی (اس دنیا کے کھانے پینے کی حاجت) سے بیزار ہو کر مائدۂ پُر فائدہ بقائے جاودانی(Heavenly Food Full of Eternal Life) کا طلبگار رہو۔ اور بکمال صبر واستقلال زبانِ حال سے اقرار کرے۔

گر دیگراں بعیش وطرب خرم اند وشاد　　　ماراغمِ نگار بود مایۂ سرور

ترجمہ: اگر دوسرے (لوگ) عیش وآرام گانے بجانے میں مسرور ہیں۔

مگر ہم کو دیدارِ یار کا غم ہی خوشی کی پونجی ہے۔

چنانچہ ہادیانِ حق نے طالبان طریقت کی استعداد (Capability) کے لحاظ سے گرسنگی (کم کھانے) کے مفاد مختلف عنوان سے ارشاد فرمائے ہیں۔

ارشاداتِ اربابِ تحقیق

19۔**سوال**: گرسنگی (کم کھانا) یعنی بھوک وپیاس کے متعلق ارشاداتِ اربابِ تحقیق بیان کرو؟

جواب: 01۔ **سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ** رضی اللہ عنہا نے فرمایا! جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤ۔ لوگوں نے پوچھا کیسے کھٹکھٹائیں۔ فرمایا ''بھوک اور پیاس سے''۔

02- **ربیع بن خراش** رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اَلْجُوْعُ یَصْفِیُ الْفُؤَادَ وَ یُمِیْتُ الْھَوَاوَ یُوْرِثُ الْعِلْمَ (ترجمہ) بھوک قلب (دل) کو صاف اور ہوا وحرص کو زائل (ختم) اور علم کو پیدا کرتی ہے۔

اور یہ بھی فرمایا۔ لَا تَعُوْدُ وَا اَنْفُسَکُمْ الرَّاحَةَ فَلْتَشْقٰی عَدًا ۔ (ترجمہ) اپنے آپ کو آرام کا خوگر (عادی) نہ بناؤ ورنہ کل بدبختی (Misery) آجائے گی۔

چنانچہ آپؒ شدّت کی گرمیوں میں کثرت سے روزہ رکھا کرتے تھے۔ (طبقات الکبریٰ)

03- **ابو یحیٰی مالک بن دینار** علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے۔ ''حبّ دنیا (دنیا کی محبت) کی علامت(Sign) یہ ہے کہ آدمی ہمیشہ شکم سیری (پیٹ بھر کھانے) کی حالت میں کم غور کرنے والا (Careless) ہوتا ہے۔ اور اس کی ہمت (جستجو) اس کے پیٹ اور شرمگاہ (شہوت) پر محدود رہتی ہے''۔ (طبقات الکبریٰ)

04-**ابو علی فضیل بن عیاض** علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ ''دو خصلتیں (Habits) دل کو فاسد (Evil) کرتی ہیں۔
[۱] زیادہ کھانا [۲] زیادہ سونا۔
اور یہ بھی فرمایا۔ ''جو شخص اس کی خبر رکھے کہ کون سی چیز اس کے پیٹ میں جاتی ہے (یعنی حرام اور حلال کی تمیز رکھے اور حرام چیزوں سے پرہیز کرے) وہ خدا کے نزدیک ''صدیق'' ہے۔ اس لئے اے مسکین دیکھ کہ تیری خوراک (Food) کہاں سے آتی ہے''۔ (طبقات الکبریٰ)

05-**بایزید بسطامی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ ''گرسنگی (بھوکا رہنا) وہ ابر (Cloud) ہے جس سے بارانِ رحمت (رحمت کی بارش) برستا ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء)

06- **ابو سلیمان دارانی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔

1- بھوک (گرسنگی) وہ خزانہ (Treasure) ہے کہ خدا اس کو دیتا ہے جس کو دوست رکھتا ہے۔

2- جو کھانا پیٹ بھر کھاتا ہے۔ اُس کو عبادت میں باطنی حلاوت (اطمینان قلب و تسکین) نہیں ملتی۔ حکمت (Wisdom) کم ہو جاتی ہے۔ اور وہ شفقت بر خلق (To be kind on people) سے محروم (Deprived) ہو جاتا ہے۔

3- جب انسان سیر ہو کر (پیٹ بھر کر) کھاتا ہے تو اس کے جملہ اعضاء (Parts) خواہشات نفسانی (Sexual Desire) کے بھوکے ہوتے ہیں۔

4- گرسنگی (بھوک) کلید (Key) آخرت ہے اور شکم سیری (پیٹ بھر کھانا) کلیدِ دنیا۔

5- گرسنگی نفس کو ذلیل (عاجز) اور دل کو قوی (Powrfull) کرتی ہے۔

6- شخص گرسنہ (بھوکے آدمی) پر علمِ سماوی (علمِ لدنی یعنی الہام الٰہی) کی بارش ہوتی ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء)

07- **فتح بن سعید موصلی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ ''میں تیس (30) ابدالوں (مقربِ الٰہی) کی صحبت میں رہا۔ سب نے یہی کہا تقلیل غذا (کھانے میں کمی) اور صحبتِ خلق (لوگوں سے زیادہ میل جول) سے پرہیز (Avoid) کرنا چاہیئے''۔ (احیاء العلوم)

08- **ابو محمد سھل بن عبداللہ تستری** علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔

1- مَا دَامَتِ االنَّفسُ تَطلُبُ مِنکُم الْمَعْصِیَّۃَ فَادِّبُوْھَا بِالْجُوْعِ وَالْعَطَشِ ۔ (ترجمہ) جب تک نفس تم سے معصیت (گناہ) کا مطالبہ (Insist) کرے اُس وقت تک بھوک (Hunger) اور پیاس (Thirst) سے اُس کی تادیب (Correct) کرو۔

2- آپؒ سے کسی نے پوچھا کہ جو لوگ بہت دنوں تک کھانا نہیں کھاتے ہیں اُن کی بھوک کی آگ کہاں جاتی

ہے۔ فرمایا يُطفَسهُ نُورَ قَلبٍ (ترجمہ) دل کا نور اس کو بجھا دیتا ہے۔
3-رات دن میں ایک مرتبہ کھانا کھانا سنتِ صدیقین ہے۔
4- کسی کی عبادت درست اور عمل خالص (Pure) نہیں ہوتا۔ جب تک کے وہ گرسنہ (بھوکا) نہ ہو۔
5- چار باتیں اختیار کرو تو عبادت کی درستی ہوجائے گی۔گرسنگی ۔(Hunger)، درویشی (فقیری)۔خواری (عاجزی)۔اور قناعت (رضا۔Contenment)(تذکرۃ الاولیاء)

09-**یحیٰی بن معاذ بن جعفری** علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔
1- گرسنگی (بھوک) مریدوں کی ریاضت (جدوجہد)' زاہدوں کی سیاست (حکمت) اور عارفوں کی مکرمت (بڑائی وعظمت) ہے۔
2- بھوک نور ہے اور سیری (پیٹ بھر کھانا) نار (آگ) ہے اور خواہش (Carnal Desires) ایندھن (Fuel) ہے جو جلانے کا ذریعہ ہوتی ہے۔اس لئے جب تک اپنے مالک (موصوف) کو نہ جلالے گی ٹھنڈی نہیں ہونے کی۔(طبقات الکبریٰ)

10-**خواجه ابو حمزه بغدادی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔''یہ تین (3) چیزیں آفتوں سے بچاتی ہیں۔ گرسنگی (بھوک) با قناعت' درویشی با زہد' صبر باذکرِ دائمی۔(عوارف المعارف)

11-**ابوالقاسم جنید** علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔اَلصَّومُ نِصفُ الطَّرِيقَةِ۔(ترجمہ) روزہ رکھنا نصف طریقت ہے۔
اور فرمایا اَلجُوعُ طَعَامُ الصِّدِّيقِينَ وَ مَسلَكُ المُرِيدِينَ وَ قَيدُ الشَّيَاطِينَ ۔(ترجمہ) بھوک صدیقوں کا کھانا۔اور مریدوں کا مسلک اور شیاطین کیلئے زنجیر (قید) ہے۔ (کشف المحجوب)

12- **ابو یعقوب اسحاق بن محمد نهر جوری** علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔''جس کی سیری (پیٹ بھرنا) کھانے سے ہے۔وہ ہمیشہ بھوکا رہتا ہے' اور جس کی امیری مال سے ہے۔وہ ہمیشہ محتاج ہے اور جس کا باطن (دل) خَلق (لوگوں) کے عطیّہ (Gifts) کی طرف (مائل) ہے وہ ہمیشہ محروم (Deprived) ہے جو غیر اللہ (مخلوق) سے مدد چاہتا ہے۔وہ ہمیشہ رُسوا (Disgrace) ہوتا ہے''۔ (طبقات الکبریٰ)

13- **ابوالعباس قصاب** علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔''بھوک کا ثمرہ (پھل) مشاہدہ (Witnessing The Divinity) ہوتا ہے۔ (کشف المحجوب)

14-**ابو محمد عبدالرحیم مغربی قناوی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔فِی الجُوعِ صَفَاءُ الاَسرَارِ فِی اِستِغرَاقِ الاَفکَارِ۔(ترجمہ) بھوک میں فائدہ ہے کہ ذکر میں استغراق (Absorption) کے وقت اَسرار (Divine Secrets)

میں صفائی رہتی ہے۔

15- **سید ابراھیم رسوتی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ قُوتُ الْمُبْتَدِیِّ الْجُوعُ وَمَطَرُهُ الدُّمُوعُ وَطَرَّهُ الرُّجُوعُ۔ (ترجمہ) مبتدی کی روزی بھوک، اس کی مینہ (برسات) اس کے آنسو اور اس کی حاجت اپنے مولا کی ہمہ وقت جستجو ہے۔

اور فرمایا۔ مغز عبادت گرسنگی (خالی پیٹ رہنا) ہے۔ اور یہ کہ بھوک نفس کو ذلیل (عاجز) اور رقیق کرتی ہے۔ اور گرسنہ (بھوکا) کو آسمانی علم (علم لدنی) حاصل ہوتا ہے۔

یہ بھی فرمایا: اے میری اولاد (روحانی) اس راستہ کی صحت اور بنیاد بھوک ہے۔ اس لئے اگر سعادت کے طالب ہو تو بھوک کو لازمی سمجھو اور نہ کھاؤ۔

تعارف اربابِ تحقیق

01- **سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ** رضی اللہ عنہا: آپ رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زوجہ مطہرہ اور اُمہات المؤمنین میں سے ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فضیلت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "عائشہ کو تو سب عورتوں میں ایسی ہی فضیلت ہے جیسے "ثرید" (عربی گوشت کا شوربا اور روٹی نہایت پسندیدہ غذا) کو سب کھانوں پر"۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر مبارک 18 تھی۔ 67 سال کی عمر میں رمضان 58 میں مدینہ منورہ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال ہوا اور جنت البقیع میں مدفن ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کے مناقب بکثرت ہیں۔

02- **ربیع بن خراش** رضی اللہ عنہ:۔ آپؓ صاحبِ ورع ورجا تھے۔ اور شب و روز گریہ وزاری (روتے ہوئے) میں مصروف رہتے اور عہد کیا کہ میں نہ ہنسوں گا۔ پہلے بہت خوش حال تھے مگر جب زہد اختیار کیا تو کُل مال خیرات کر دیا۔ صرف ایک بوریا (چٹائی) آپؓ کے حجرہ (کمرے) میں رہتا تھا۔ اصحاب کو ہدایت فرماتے کہ آرام کے خوگر (عادی) نہیں رہنا چاہیئے۔ سنہ 104ھ میں وصال ہوا۔

03- **ابو یحیٰ مالک بن دینار** علیہ الرحمۃ:۔ آپؒ فرمایا کرتے اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ بدعت ہوگی تو ضرور حکم دیتا کہ میرے پاؤں میں بیڑیاں ڈالدی جائیں تا کہ بیڑیاں پڑی ہوئی اپنے مالک کے سپرد کیا جاؤں۔ جیسے بھگوڑا غلام اپنے آقا کے سپرد کیا جاتا ہے۔ سنہ 131ھ میں وصال ہوا۔

04- **ابو علی فضیل بن عیاض** علیہ الرحمۃ:۔ آپؒ کے فضل واقتدار کا مشائخینِ وقت نے اقرار کیا ہے۔

ہزاروں طالبانِ الٰہی آپ کے فیضان، باطنی سے مستفید ہوئے ہیں۔خراسان کے مضافات میں نشو نما پایا۔آپؒ کے دادا ماجد کا نام مسعود بن بشیر یمنیؒ ہے۔جو مشہور بزرگوں میں تھے۔

05- **فتح بن سعید موصلی** علیہ الرحمۃ :۔آپؒ بشر بن حارثؒ اور سری سقطیؒ کے ہمعصر بزرگوں میں ہیں۔ورع (پرہیز گاری) اور معاملات میں آپؒ کی شان بہت بلند ہے۔دنیا کو ایسا ترک کیا کہ بعد وصال کے اسباب دنیا سے صرف وہی کہنہ (پرانا) کرتا اور تہبند اور ایک بوریا نکلا جو آپؒ پہنتے اور جس پر بیٹھتے تھے۔

06-**ابو محم سہل بن عبداللہ تستری** علیہ الرحمۃ :۔آپؒ صوفیائے متقدمین میں مخصوص صوفی اور طریقت کے امام اور مشائخین کے سردار ہیں۔علوم اخلاق وریا وغیرہ کے ممتاز عالم اور متکلم رہے۔خالد ومحمد بن غوّار کی صحبت کا شرف حاصل تھا۔مکہ معظّمہ کو جاتے ہوئے 273ھ میں ذوالنونؒ کو دیکھا 282ھ میں وصال ہوا۔

07- **یحیٰی بن معاذ جعفر رازی** علیہ الرحمۃ :۔آپؒ اپنے وقت کے جلیل القدر علمائے طریقت میں شمار کئے جاتے ہیں۔خصوصاً ''رجا'' کے بیان میں خدائے تعالٰی نے وہ قوتِ لسانی مرحمت فرمائی تھی جو اپنی شان میں بے مثل تھی۔عرصہ تک بلخ میں قیام پذیر رہے اور بعد نیشا پور واپس آئے۔ 258ھ میں سفر آخرت پیش آیا یعنی وصال فرمایا۔

08- **خواجہ ابو حمزہ بغدادی** علیہ الرحمۃ :۔آپؒ کا نام محمد بن ابراہیم ہے۔قران سر سقطیؒ میں تھے۔بشر حافیؒ کی صحبت سے مستفید ہوئے اور ابوتراب بخشیؒ کے ہمراہ سفر کئے اور ابوبکر کتانیؒ وخیر لساجؒ کے ہمنشیں رہے۔ 289ھ میں وصال ہوا۔بعض قول کے مطابق آپؒ فرزنداں عیسیٰ بن ابان میں سے تھے۔واللہ اعلم۔

09- **ابو یعقوب اسحاق بن محمد نہر جوری** علیہ الرحمۃ :۔آپؒ ابوعمر بن عثمانؒ اور ابو یعقوب سوسیؒ کی صحبت میں رہے۔عرصہ تک حرم محترم کی مجاوری کی۔ 330ھ میں وصال ہوا۔

10-**ابوالعباس قصاب** علیہ الرحمۃ :۔آپؒ کا نام احمد بن محمد بن عبدالکریم ہے۔وطن مالوف طبرستان تھا۔ایسے جلیل القدر صاحبِ کرامت اور فراست رہے کہ ہمعصر مشائخینِ عظام کا اجماع ہے کہ آپؒ غوث الوقت اور صاحبِ انفاس صادقہ اور صاحبِ فیض بزرک تھے۔

11-**ابو محمد عبدالرحیم مغربی قناوی** علیہ الرحمۃ :۔آپؒ مصر کے جلیل القدر عارفین میں سے تھے۔ صاحبِ کرامت اور فائقہ وانفاس صادقہ تھے۔اُن لوگوں میں سے تھے جن کو اللہ تعالٰی نے علم شریعت وطریقت کا جامع بنایا ہے۔مصر میں وصال ہوا۔صیفیہ میں سپرد خاک کئے گئے۔رفقاء آپؒ کے بکثرت ہیں۔

”کشکول قادریہ“

(QUADRI'S HANDBOOK)

باب دوم

(SECOND VOLUME)

صفتِ صدق و صفتِ محبت

Veracity, An Attribute & Love An Attribute

حصہ اول

PART I

صدق

خدا شاہد ہے جب ہم آپ کو مشہود پاتے ہیں
نمازِ بے خودی پڑھتے ہوئے سجدے میں جاتے ہیں

جدھر ہم دیکھتے ہیں وہ نظر آتے ہیں ہر اک میں
تخیّل میں تصور میں تو وہ خود ہی سماتے ہیں

کبھی ہم دیکھتے ہیں اپنے کو پاتے ہیں بس اُنکو
کبھی ہم دیکھتے ہیں اُنکو تو اُنکو ہی پاتے ہیں

یہ ناممکن ہے اب دل میں خیالِ غیر آجائے
مکانِ یار میں ہم یار کے جلوے ہی پاتے ہیں

تخیّل کو بنا کر پاک سب سے، اُن ہی میں گم ہیں
جمالِ یار کا نقشہ اب اپنے میں جماتے ہیں

ہماری بے خودی سب سے بنادی بے نیاز ہمکو
اب اُسکی شانِ تنزیہہ حسنِ تشبیہہ ہی میں پاتے ہیں

یہ پروازِ خیالِ یار کی اعلیٰ رسائی ہے
جو سارے فرش والے عرش والے ہی کو پاتے ہیں

یہ ساری زندگی اپنی تو امواجِ تلاطم ہیں
خدا کا شکر ہے ہر موج میں پانی کو پاتے ہیں

حضوری میں ہمیشہ یار کی مصروف ہوتے ہیں
کہ ہم غفلت ہمارے دل سے اِسطرح مٹاتے ہیں

تصدق ہے وجودؔی پیر کے نعلینِ اقدس کا
کہ خالدؔ اپنے کو ہم غرقِ ہستی آپ پاتے ہیں

حضرت خالدؔ وجودیؒ

5 صفتِ صدق

(Veracity, An Attribute)

سوال1:صفتِ صدق سے مراد کیا ہے؟حقیقت صدق اور علامت صدق کیا ہوتے ہیں؟

جواب: حضرات عارفین و محققین کا اِس پر اجماع (Concensus) ہے کہ صدق (Veracity)، انسان کے روحانی فضل واعزاز (Spiritual Exaltation & Honour) یعنی قرآن کے ایک مقامِ ارفع (Eminent Ranking) کا نام ہے۔ چنانچہ نصِّ صریح (Specifically Categorical) یعنی قرآن اور اخبارِ صحیح (Authentic Statement) یعنی حدیث سے ثابت ہے کہ قربِ الٰہی (Devine Proximity) میں بعد مرتبہ نبوت کے درجہ صدیقین ہے۔

حقیقتِ صدق کو اگر نظرِ غائر (ایک دوسری نظر) سے دیکھا جائے تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ صدقِ جمیلہ (Graceful Veracity) صفاتِ حمیدہ (Praise Worthy Qualities) کی اصل (Principal) ہے اور تمام اخلاق (Moral) اُس کے فرع (Sub-Clause) ہیں۔

اور علامتِ صدق یہ ہے کہ صادق یا صدیق ہمیشہ موافقتِ ظاہر و باطن (افعال) اور مطابقتِ سِر (چھپا) اور علانیہ (احوال) کرتا ہے۔ اسلئے کہہ سکتے ہیں کہ اخلاقِ انسانیہ (Human Charecters) میں صِرف صِدق (Honesty & Sincerity) ہی حق و باطل (اچھا و بُرا' سچ و جھوٹ) کی تفریق (Differentiation) کیلئے ایسا صحیح معیار (Standard) ہے جس سے صاحبِ دل کا کمال (Perfection) اور اُس نفس کا نقصان بیّن (صاف) طور پر ظاہر ہوتا ہے۔

تعلقاتِ اہلِ دنیا سے اربابِ صدق وصفا (Peaople of Veracity & Purity) اِس لئے پرہیز کرتے ہیں کہ حضرت ابوسعید حسن بصری علیہ الرحمۃ کا یہ بھی ایک مشہور قول ہے کہ خلق (لوگوں) سے زیادہ اِرتباط (میل جول) وموانست (آپسی محبت ومروت) علامت ہے صدقِ صادق کی کمی کی۔

سوال2:سالک راہ حق کیلئے صدق وصفاء کو اپنا زادِ سفر بنانے کے لزوم اور فوائد پر روشنی ڈالو؟

جواب: حضراتِ صوفیہ فرماتے ہیں کہ فضلِ الٰہی سے جب قلب (دل) سالک صفاتِ حمیدہ سے معمور

(Blessed) اورضیاءانوارِاخلاص (Brilliance of Sincerity) سے پُرنور (روشن) ہوجاتا ہےتو سالک (Devotee) سراپااخلاقِ حسنہ سے متصف (Decorated) اورخیالات ذمیمہ (بُرے خیالات) سے پاک ہوجاتا ہے۔ اورکذب (جھوٹ) و اِفترا سے محفوظ رہتا ہے۔اوراُس کا ظاہرہ و باطن یکساں (Same) ہوجاتا ہے۔اور طبیعت عدل وانصاف کی خوگر (عادی) ہوکراُس سے وفا (Loyality) بجائے عہد (Promiss) اوروفاق (Union) بجائے نفاق (Differences) ظاہرہوتا ہے۔اورصاف خیانت (Clear Breach of Trust) بہ امانت (With Trust) سے مبدل (Change) ہوجاتی ہے۔

پس سالکِ (Devotee) راہ حق کولازم ہے کہ صدق وصفا کواپنا زادِسفر (سفرکا سامان) بنائے تاکہ اُس کے ظاہری افعال (Appeant Deeds) اُس کے باطنی احوال (Internal State) کے مطابق ہوں اور وہ اِختلاف وتفرقہ سے محترز (بچنے والا) رہے اورظلِ حمایتِ صدیقین (حضرات صدیقین کے سایہ اور سرپرستی) میں یہ دشوارگزارمنزل بہ آسانی طئے ہوجائے۔

ارشاداتِ اربابِ تحقیق

سوال3: صفتِ صدق واخلاص کے متعلق ارشاداتِ اربابِ تحقیق بیان کرو؟

جواب:01-**ابو سلیمان دِرانی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا:’’ہر چیز کاایک زیورہوتا ہے۔اوردل کا زیور صدق وخشوع (خلوص،عاجزی) ہے۔

اورفرمایا’’صدق کواپنی سواری اورحق بات کواپنی تلوار بنااوراللہ جل جلالہ کواپنے مطلب ومقصود کی غایت (انتہا،Ultimate) جان۔

اورفرمایا:’’اگرکوئی صادق چاہتا ہے کہ جوکچھ اُس کے دل میں ہے وہ زبان سے بیان کرے تواُسکی زبان گونگی (Dumb) بن جائے گی‘‘۔(احیاءالعلوم)

02-**محمد بن سعید مزدری** علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔’’جوشخص اللہ تعالیٰ سے معاملہ صدق کے ساتھ کرتا ہے، اس کوخلق (مخلوق) سے نفرت (بیگانگی) ہوتی ہے‘‘۔(احیاءالعلوم)

03-**ابو بکر وِراق** علیہ الرحمۃ نے فرمایا:’’اپنےاورخداکےدرمیان صدق کی حفاظت کر‘‘۔ اور یہ بھی

فرمایا صدق تین نوع (طرح) پر منقسم ہے۔

صدقِ توحید۔صدق طاعت اور صدق معرفت۔

صدقِ توحید (Veracity in Monotheism): عام مومن کیلئے ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَالَّذِیْنَ آمَنُوْ بِا للهِ وَ رَسُوْلِهٖ اُوْلٰئِکَ هُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ (سورۃ الحدید آیت 19)(ترجمہ) جو لوگ ایمان لائے اللہ پر اور اُسکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم پر وہی دراصل صدیق (سچے) ہیں۔

صدقِ طاعت(Veracity in Submission) یہ اربابِ علم واہلِ ورع (پرہیز گار) کیلئے ہے۔

صدقِ معرفت (Veracity in Gnosis): یہ اہلِ ولایت کیلئے ہے جو زمین کے اوتاد (معمور من اللہ) ہیں۔ (احیاء العلوم)

04-**محمد بن علی کتانی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: ''ہم نے اللہ تعالیٰ کے دین (اسلام) کو تین (3) ارکان پر مبنی (Depend) پایا۔ [1] صدق [2] عدل [3] حق

پس عدل (Justice) دلوں پر اور حق (Right) اعضاء (جسم) پر اور صدق (Veracity) عقل پر ہوتا ہے''۔(احیاء العلوم)

05-**ابو الفیض ذوالنون مصری** علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔''صدق دنیا میں اللہ تعالیٰ کی تلوار (Sword) ہے۔جس پر گرتی ہے اس کو کاٹ دیتی ہے۔(کشف المحجوب)

یہ بھی فرمایا۔'' صدیق اپنی تعریف آپ نہیں کرتا جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا لَسْتُ بِخَیْرِ کُمْ۔یعنی میں تمہارا سا نیک نہیں ہوں''۔(تذکرۃ الاولیاء)

06-**ابو ذکریا یحیٰ بن معاذ بن جعفر** علیہ الرحمۃ نے فرمایا!''صدیقیوں کو تنہائی سے رغبت ہوتی ہے۔ اور صحبتِ خلق (لوگوں) سے وحشت (گھبراہٹ) ہوتی ہے۔(تذکرۃ الاولیاء)

07-**رابعہ عدویہ** علیہا الرحمۃ:۔ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حسن بصریؒ و شفیق بلخیؒ اور مالک دینارؒ بی بی رابعہ بصریؒ کے مکان پر موجود، صفاتِ صدق پر تذکرہ فرما رہے تھے۔

حسن بصریؒ نے فرمایا۔ لَیْسَ بِصَادِقٍ فِیْ دَعْوَاهُ مَنْ لَّمْ یَصْبِرُ عَلٰی ضَرْبِ مَوْلَاهٗ۔(ترجمہ) وہ

شخص اپنے دعویٰ میں صادق (سچا) نہیں ہے جو ابتلاء (آزمائشِ) خداوندی پر صبر نہ کرے۔
حضرت رابعہؒ نے فرمایا اِس قول میں خودی کی بُو آتی ہے۔یعنی اپنے نفس کو دخل ہے۔
شفیق بلخیؒ نے فرمایا۔''وہ شخص اپنے دعویٰ میں صادق نہیں جو ضربِ (آزمائشِ) خداوندی پر شکر نہ کرے''۔
حضرت رابعہؒ نے فرمایا''اس سے بھی بہتر چاہیئے''۔
مالک دینارؒ نے فرمایا۔''لَيْسَ بِصَادِقٍ فِيْ دَعْوَاهُ مَنْ لَّمْ يَتَلَذُّ عَلٰى ضَرْبِ مَوْلَاهُ''۔وہ اپنے دعویٰ میں صادق نہیں جو خدا کی دی ہوئی اذیّت (تکلیف) میں لذّت نہ حاصل کرے۔حضرت رابعہؒ نے یہ سن کر فرمایا۔''اس سے بھی بہتر چاہیئے''۔
آخر تینوں حضرات نے فرمایا اب آپؒ کیا کہتی ہیں۔حضرت رابعہؒ نے فرمایا۔''لَيْسَ بِصَادِقٍ فِيْ دَعْوَاهُ مَنْ لَّمْ يَنْسَ اَلَمَ الضَّرْبِ فِيْ مُشَاهِدَهِ مَوْلَاهُ۔ (ترجمہ)وہ اپنے دعویٰ میں سچا نہیں جو خدا کی دی ہوئی تکلیف (آزمائش) کو بھول نہ جائے،مشاہدہ مطلوب (اللہ تعالیٰ کے مشاہدہ) میں۔اور اگر کوئی شاہدِ بے نیاز (دیدارِ حق کرنے والے) کا مشاہدہ اِس صفت پر ہو،تو تعجب نہیں ہے۔اس لئے کہ زنانِ مصر (مصری عورتوں) نے مشاہدہ یوسف علیہ السلام کے وقت اپنی انگلیاں کاٹ ڈالیں اور زخم کی تکلیف نامحسوس ہوئی۔(تذکرۃ الاولیاء)

08-**عبداللہ خبیق** علیہ الرحمۃ نے فرمایا:''صدق''مستغنی (Independent) ہے جملہ احوال (باطنی صفات) سے۔(تذکرۃ الاولیاء)

09-**ابوالقاسم جنید** علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

(1) صادق وہ ہے جو سوال نہ کرے۔

(2) صادق وہ ہے۔جس کے اقوال،افعال سے صدق پیوستہ (Linked) ہو۔

(3) صدق اصل مقدّم (Actually Superior) ہے اور اخلاص (Sincerity) اس کا تابع ہے

(4) کوئی شخص ایسا نہ ہوگا،جس نے صدق طلب کیا اور نہ پایا۔گو کامل (Perfect) نا ہوا ہو مگر ناقص (Imperfect) بھی نہ رہا ہوگا۔

10-**ابو محمد سھل بن عبداللہ** علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔"صدیقیوں کے اخلاق میں سے ہے کہ وہ اللہ کی قسم نہیں کھاتے، نہ جھوٹی نہ سچی اور وہ غیبت(Back Bitting) نہیں کرتے، نہ سامنے نہ غیب میں۔ وہ سیر ہو(پیٹ بھر) کر نہیں کھاتے اور نہ وہ وعدہ کے خلاف کرتے ہیں۔(طبقات الکبریٰ)

11-**ابو محفوظ معروف** علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔" نیکوکار(Righteous) بہت ہیں۔مگر اُن میں صدق (Honesty & Sincerity) بہت کم ہیں۔(طبقات الکبریٰ)

12-**شیخ ابو محمد شبنکی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔"مَشْھَوَۃِ الصِّدِّیْقِیْنَ الْمُجَاھِدَۃِ وَ مَشْھَوَۃِ الْکَاذِبِیْنَ النَّوْمَ وَالْکُسُلِ ۔(ترجمہ)صدیقوں کی خواہش مجاہدہ(Struggle) اور جھوٹوں کی خواہش خواب(نیند) اور کاہلی ہے۔(طبقات الکبریٰ)

13- **شیخ شھاب الدین سھروردی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔"صدق علامت ہے محبت کی اور صدق اصل ہے اخلاق حسنہ کی۔(عوارف المعارف)

یقین

یقین و فکر میں صُورت تیری　　خیر البشر میں صُورت تیری
دل میں جگر میں صُورت تیری　　سودائے سر میں صُورت تیری
دردِ دل میں سوز جگر میں　　آہِ شرر میں صُورت تیری
عشق میں تو عاشق میں تو　　معشوقِ بر میں صُورت تیری
کعبہ ترا گھر تو عرش منزل　　اسود حجر میں صُورت تیری
یقین و جان میں دونوں جہاں میں　　بحر و بر میں صُورت تیری
بلبل و گل میں بُستان و ثمر میں　　برگ و شجر میں صُورت تیری
مستِ شرابِ عشق میں جو ہے　　اُنکی نظر میں صُورت تیری
جملہ جواہر کا جوہر تو ہے　　لعل و گہر میں صُورت تیری
جنت دوزخ حُور و مَلَک میں　　خیر و شر میں صُورت تیری
زلف و رخ زیبا کے ہیں پَر تَو　　شام و سحر میں صُورت تیری
حالِ زبوں کیونکر ہو بیاں اب　　لب کی مہر میں صُورت تیری
جلوہ گاہِ کون و مکاں کے　　ہر جلوہ گر میں صُورت تیری
جملہ مظاہر کے مظہر ہیں　　خیرُ البشر میں صُورت تیری

خالدِؔ خستہ ادنیٰ سگِ در
عاصی بشر میں صُورت تیری

حضرت خالدؔ وجودیؒ

5.1- یقین

(Belief)

سوال4 : کیا یقین سے مراد ایمان ہے؟ یقین کے معروف مدارج کی صراحت کرو؟

جواب: حضرات عارفین و اربابِ تحقیق صوفیہ کرام نے بالاتفاق فرمایا کہ ایمان اصل یقین (Basic knowledge or Belief) ہے اور یقین کے معروف مدارج تین (3) ہیں۔

[1] علم الیقین ۔ (Convincing Knowledge) [2] عین الیقین (Positive Knowledge)

[3] حق الیقین ۔ (True Knowledge)

صوفیائے کرام نے حقیقتِ اقسامِ 'یقین' کی یہ صراحت (Clarity) فرمائی ہے کہ علم الیقین عالموں کا یعنی متکلمین (Theologians) کا درجہ ہے۔ اور عین الیقین عارفوں یعنی صوفیوں (Obligacellents) کا درجہ ہے۔ اور حق الیقین عُشاق (Divine Lovers) کا مقام فنا (Extinction) ہے۔ کیونکہ وہ انقطاع قطعی (مکمل بے تعلقی) کرتے ہیں۔ پس علم الیقین پہلا مرتبہ عام (Common) ہے جو مجاہدہ (مخالفتِ نفس) سے حاصل ہوتا ہے۔ اور عین الیقین دوسرا مرتبہ خاص (Important) ہے جو اُنس (محبت) سے حاصل ہوتا ہے۔ اور حق الیقین کا مقام مشاہدہ (Witnessing) سے حاصل ہوتا جو تیسرا مرتبہ خاص الخاص (Most Important) ہے۔ یہ مقامِ فنا بھی ہے۔ جس کے بعد اللہ رب العزت اپنے فضل سے بقاء (Endurance) عطا فرماتا ہے اور ایسا انسان کامل ہوتا ہے۔

سوال5: سالک طریقت کس طرح مدارجِ یقین طے کرتا ہے کہ اُسکا نفس امارہ سے مطمئنہ ہو جائے؟

جواب : توبۂ تقویٰ اختیار کرنے کے بعد سالکِ راہِ طریقت وادی مجاہدے نفس میں داخل ہوتا ہے۔ اس کا علم اب علم الیقین سے مبدل ہوتا ہے۔ اور ترقی کرتا ہے تو مرشدِ کامل کی صحبت اور نگرانی میں تہذیب نفس وقلب (قرب) کے منازل فنائے افعال (Extinction of Deeds)، فنائے صفت طئے کرتا ہے تو عین الیقین حاصل ہوتا ہے۔ اس کا نفس امارہ سے لوامہ (Conscious Anima) بن جاتا ہے۔ جب اور آگے ترقی کرتا

ہے تو فنائے ذات (Extinction of Innaty) کی منازل طئے کرتا ہے۔اور مشاہدہ الٰہی میں حق الیقین حاصل ہوتا ہے۔ یہ مقام فنا ہے کچھ عرصہ کے بعد اللہ تعالیٰ کھوئی ہوئی تمام قوتیں اور خودی کا احساس واپس کرتا ہے۔ یہ مقامِ بقاء ہے۔ اِس کو یقین کا مرتبہ حق الحق (Truth of Truthful) بھی کہتے ہیں۔

منزلِ بقاء میں انسانِ کامل کا نفس مطمئنہ (Satisfied Anima) کہلاتا ہے۔

ایسا شخص دوامِ حضور اور کمالِ حضور پر ہوتا ہے۔حق اور باطل میں تمیز کرتا ہے اور ہر شئے کو اُس کا حق ادا کرتا ہے۔گویا نقشِ قدمِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا اور ''محمدی مشرب'' کہلاتا ہے، خلیفہ رسولؐ ہوتا ہے۔

اسلئے سالکِ راہِ طریقت کے واسطے لازمی ہے کہ وادئی طلبِ حق میں یقین (ایمان) اس کا رفیقِ صادق ہو تاکہ تخیلات کے وساوس وخطرات کے مضر اثرات سے محفوظ رہے۔اسلئے حضرات عارفین نے اپنے مریدوں اور وابستگان کو ''صدق'' کے ساتھ ''یقین'' کی بھی بکمالِ صراحت ہدایت فرمائی ہے۔

ارشاداتِ اربابِ تحقیق

سوال 6: یقین کی علامتوں اور مدارج کے متعلق ارشاداتِ اربابِ تحقیق بیان کرو؟

جواب: 01-**ابو الفیض ذوالنون مصری** علیہ الرحمۃ نے فرمایا یقین کی تین (3) علامتیں ہیں۔

اوّل: ۔ ہر امر (بات) میں نظر بہ حق کرنا۔

دوم: ۔ ہر امر (کام) میں رجوع بہ حق کرنا۔

سوّم:۔ ہر حال (وقت) میں حق ہی سے امداد چاہنا۔

یہ بھی فرمایا تھوڑا یقین بھی حُبِّ آخرت پر مائل کرتا ہے۔یعنی تھوڑا یقین بھی آخرت کی محبت پیدا کرتا ہے۔

فرمایا: یقین کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ خلق (لوگوں) کی مدح (تعریف) اور عطا (نذرانہ) کو ترک کرے۔

02-**احمد عاصم الانطاکی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

اولیٰ(Best)مرتبہ یقین کا یہ ہے کہ تاریکی (اندھیرا) وشکوک(Doubts) و خُبث(Impurity)وشہادت سے دل کو پاک کردے اور توفیقِ شکر و خوفِ خدا پیدا ہو جائے۔ اس لئے کہ یقین عظمتِ خداوندی کی معرفت (پہچان) ہے۔

یہ بھی فرمایا''یقین'' وہ نور ہے جس سے آخرت کا مشاہدہ(Observation)ہوتا ہے۔(تذکرۃ الاولیاء)

03-**ابوالقاسم جنید** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: یقین اُس کو کہتے ہیں کہ پورا اعتبار ہو کہ رزّاقِ مطلق ہمارا رزق ہم کو ضرور پہنچائے گا۔(نفحات الانس)

یہ بھی فرمایا''یقین''اس کو کہتے ہیں کہ اَندوہ (دغدغہ) رزق نہ ہو۔(تذکرۃ الاولیاء)

04-**ابو یعقوب اسحاق بن محمد نہر جوری** علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

مَارَاَتْہُ الْعُیُوْنِ یُنْسِبُ اِلَی الْعِلْمِ وَمَارَاَتْہُ الْقُلُوْبِ یَنْسِبَ اِلَی الْیَقِیْنِ۔(ترجمہ) جو آنکھوں نے دیکھا ہے اُسکی نسبت علم کی طرف جاتی ہے۔اور جو دل نے دیکھا ہے اُس کی نسبت یقین کی طرف جاتی ہے۔(طبقات الکبریٰ)

05-**ابوبکر شبلی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: علم الیقین وہ ہے جو انبیاء علیھم السلام کی زبان سے ہم کو پہنچا ہے اور عین الیقین وہ ہے جو خدائے تعالیٰ نے نورِ ہدایت سے ہم کو دکھایا ہے۔(احیاء العلوم)

06-**شیخ حماد بن مسلم دبّاس** علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ **طَھِّرْ قَلْبَکَ بِالْیَقِیْنِ لِتَجْرِیَ فِیْہِ الْاَقْدَارُ**۔(ترجمہ) اپنے دل کو یقین کے ذریعہ سے پاک وصاف کرو تا کہ اس میں احکامِ خداوندی جاری ہوں۔(طبقات الکبریٰ)

07-**شیخ محمد ابوالمواھب** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: علم الیقین قطعی بُرہان (دلیل) سے حاصل ہوتا ہے۔اور عین الیقین، شہود وعیان(Exotric Witnessing) سے اور حق الیقین، تحقیقِ صورت عیان (Esotric Observation) سے۔ اسکی مثال یہ ہے کہ جو حکم متواتر (حکم واجب) سے حاصل ہو وہ (جاننا) علم الیقین ہے اور اُس کے اوپر (دیکھنا) عین الیقین ہے اور اُس میں حلول کرنا (فنا ہو جانا) حق الیقین ہے۔(طبقات الکبریٰ)

08-**امام عبدالوھاب شعرانی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا:''یقین'' **یُقْنِ الْمَاءِ فِیْ الْحَوْضِ** (یقناً

حوض میں پانی ہے) سے ماخوذ (Adopted) ہے جو اُس وقت بولتے ہیں' جب پانی ٹھہر جاتا ہے۔اور اِس سے مُراد (Meaning) یہ ہے کہ تردّد (Hesitation) وشک (Doubt) 'وہم (Apprehence) و ظن (Supposition) کے دور ہو جانے کی وجہ سے سکون' قرار واطمینان حاصل ہو جائے۔

پھر آپؒ ، اُس قول کی توجیہہ (Explanation) میں حضرت ابن عربیؒ کے حسبِ ذیل قول سے استدلال (Proof) فرماتے ہیں!

09-**شیخ محی الدین** ابن عربی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اُس سکون وقرار واطمینان کی اضافت (نسبت) جب عقل ونفس کی طرف ہوتی ہے تو اُسکو'علم الیقین' کہتے ہیں۔اور جب روح وجان کی طرف ہوتی ہے تو 'عین الیقین' کہتے ہیں اور جب قلبِ حقیقی (باطن) کی طرف ہوتی ہے تو 'حق الیقین' کہتے ہیں۔اور جب سِرّ وجودی (رموز وجودِ حق) یا (Secrets of Primordial Being) کی طرف ہوتی ہے تو اسکو حق الیقین کی حقیقت (حق الحق) کہتے ہیں۔اور یہ سب مراتب اس شخص میں جمع ہوتے جو مردانِ خدا میں سے کامل (Perfect) ہوتا ہے۔

10-**بحرالعلوم مولانا محمد عبدالقدیر صدیقی** قادری حسرتؔ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں یقین تین قسم کا ہوتا ہے۔ [1] علم الیقین [2] عین الیقین [3] حق الیقین

اور''یقین'' کی تمثیل یوں فرماتے ہیں! سب جانتے ہیں کہ آگ جلانے والی چیز ہے۔ یہ بات یقینی ہے اور یہ ''علمِ یقین'' ہے۔لَوْتَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْیَقِیْنِ (سورۃ تکاثر آیت5)(ترجمہ: اگر تم یقینِ علم رکھتے ہو)۔ ایک شخص نے کسی کو جلتا ہوا دیکھا' کپڑوں کو آگ لگی' چیخنے لگا' چلانے لگا۔آنکھوں سے دیکھ لیا کہ آگ نے جلایا یہ'' عین الیقین'' ہے۔لَتَرَوُنَّھَا عَیْنَ الْیَقِیْنِ (سورۃ تکاثر آیت6)(ترجمہ: ضرور دیکھو گے یقین کی آنکھوں سے دیکھو گے)۔ ایک شخص خود جل گیا' جلنے کو محسوس کرلیا' یہ''حق الیقین'' ہے۔ اِنَّ ھٰذَا لَھُوَ حَقُّ الْیَقِیْنِ (سورۃ واقعہ آیت95)(ترجمہ: یہ بے شک اعلیٰ درجہ کی یقین کی بات ہے)۔ اگر جلنے کی حالت میں کپڑوں کے ساتھ اُس کے جسم کے اجزاء مشتعل (جَل کرفنا) ہوگئے تو اُسے بعض لوگ ''حق الحق'' کہتے ہیں۔(مکاتب عرفان)

آپؒ نے سورۃ المائدہ کی آیت 93 کی تفسیر و ترجمہ یوں فرمایا: لَیْسَ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِیْمَا طَعِمُوْآ اِذَا مَا اتَّقُوْا وَّ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوْا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ التَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ التَّقُوْا وَّ حُسِنُوْط وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَo (سورۃ المائدہ93)

ترجمہ: اُن لوگوں پر جو ایمان لائے اور نیک کام کئے کوئی گناہ نہیں، جو کچھ وہ (پہلے) کر چکے جب کہ انھوں نے تقویٰ اختیار کیا (توبہ کی اور شرک و کفر محرمات سے بچے) اور ایمان رکھا (علم الیقین رکھا) اور اچھے کام کئے (فرائض ادا کئے) پھر انھوں نے تقویٰ میں ترقی کی (اور مکروہات و مشتبہات سے) پرہیز کیا، (اوران کا ایمان عین الیقین تک پہنچ گیا) پھر تقویٰ میں مزید ترقی کی (اور ماسوا اللہ کی طرف التفات سے بچے) اور احسان و شہود کے مرتبہ کو پہنچ گئے (اوران کا عین الیقین حق الیقین سے مبدول ہوگیا) اور اللہ تعالیٰ احسان اور شہود والوں کو محبوب رکھتا ہے۔ (تفسیر صدیقی)

5.2- حیا

(Modesty)

سوال 7 : ''حیاء'' کے اصطلاحی مفہوم اور تعریف بیان کرو؟

جواب: اربابِ طریقت فرماتے ہیں کہ ''حیا'' انقباضِ نفس (Self--Contraction) یعنی شرمندگی کو کہتے ہیں۔ اور یہ متفق علیہ (Commonly Accepted) ہے کہ باشرم وحیا ہونا اہلِ ایمان کی خاص صفت ہے۔ اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَانِ (حیاء ایمان سے ہے)۔ اصطلاح حضراتِ صوفیائے کرام میں ''حیا'' ایک حال (State) ہے احوالِ مقربین سے۔ اسلئے سالکِ راہِ طریقت کو جس قدر قربت بارگاہِ ربّ العزّت میں زیادہ ہوتی ہے اُسی قدر اُسکی ''حیا'' میں ترقی ہوتی ہے۔ سہل بن عبداللہ علیہ الرحمۃ کا قول ہے۔ اَدْنیٰ مَقَامٍ مِنْ مَقَامَاتِ الْقُرْبِ الْحَیَاءُ۔ (مقاماتِ قربِ الٰہی میں ادنیٰ مقام ''حیا'' ہے)۔ لہٰذا ''حیا'' کی کمی قربِ حق کے نہ ہونے کی دلیل ہے۔

تعریف (Defination) ''حیا'' کی یہ ہے کہ سالک، عظمتِ جبروتی (Greatness of Omnipotence) اور ہیبتِ خداوندی سے خائف (Fearful) ہو اور اپنے ضعف (کمزور) بندگی پر اُسے شرم آئے اور اُس حجاب (حیاء) سے وہ ہمیشہ سرنگوں رہے۔

سوال 8: محققین اربابِ طریقت کی نگاہ میں ''حیا'' کے مدارج اور اُسکا خلاصہ بیان کرو؟

جواب: محققین (Sages) اربابِ طریقت کا ماننا ہے کہ ''حیا'' کے دو مدارج (Stages) ہیں۔

اوّل: حیاءِ عام (Common Modesty) جو صفتِ اہلِ مراقبہ (People of Meditation) کی ہے کہ اپنے خطرات سے اُن کو وحشت (اُلجھن اور پریشانی) ہوتی ہے۔ بلکہ بقول حضرت ابوالفیض ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ کے ''حیاء'' کے اس پہلے درجہ کی دو قسمیں ہیں۔

[1] حیاءِ معصیت (گناہ پر حیاء کرنا) [2]۔ حیاءِ تقصیر در عبادات (عبادات میں خطا پر حیا کرنا)۔

حیاء کا دوسرا درجہ حیاءِ خاص (High Modesty) جو مخصوص اربابِ مشاہدہ (People of Observation) کی صفت ہے کہ اُن کی روح شہودِ عظمتِ انوارِ حق (تجلیاتِ الٰہی کے مشاہدہ) سے مقامِ خوف وخشیہ (Fear & Awesomeness) میں رہتی ہے۔ بِغَجْوَاءِ (بقول) اَلْحَیَاءِ اَطْرَاقِ الرُّوْحِ اِجْلَالاً لِتَعْظِیْمِ الْجَلَالِ۔

ارشاداتِ اربابِ تحقیق

سوال9: ''حیا'' کے مرتبہ اور مقام کے متعلق ارشاداتِ اربابِ تحقیق بیان کرو؟

جواب: 01-**امیر المؤمنین ابو بکر صدیق** رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے مسلمانو اللہ تعالیٰ سے ''حیا'' کرو۔ قسم ہے اس کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جب میں قضائے حاجت (Call of Nature) کیلئے میدان میں جاتا ہوں تو اپنے پروردگار سے حیا کے مارے آڑ (پردہ) کر لیتا ہوں۔ (طبقات الکبریٰ)

02-**حارث بن اُسید محاسبی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ محترز (Refrained) رہے خصائلِ بد (Sinful Act) سے جن سے خدائے تعالیٰ راضی نہ ہو۔ (تذکرۃ الاولیاء)

03-**سہل بن عبداللہ تستری** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: ''حیا'' کا مرتبہ ''خوف'' سے بلند تر ہے۔ اس واسطے کہ خوف علماء (Learned) کا مقام ہے اور ''حیاء'' خاصانِ حق (مقربانِ الٰہی) کا مقام ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء)

04-**ابو بکر محمد بن علی الکتانی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ عبادت کے بہتر (72) باب (Topics) ہیں۔ جن میں سے اکہتر (71) باب اللہ تعالیٰ سے ''حیا'' کرنے میں ہیں۔ اور صرف ایک باب دیگر قسم کی بھلائیوں (Virtues) میں ہیں۔ (طبقات الکبریٰ)

05-**خواجہ ابو بکر شبلی** علیہ الرحمۃ نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد۔ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ۔ (سورۃ نور آیت 30) ترجمہ: (آپ ﷺ کہہ دیجئے کہ مؤمنین اپنی نظریں نیچی رکھیں (یعنی حیا کریں) کے متعلق فرمایا کہ '' سر کی آنکھیں (ظاہری بصارت) اُن چیزوں سے نیچی کر لو جن کو اللہ تعالیٰ نے حرام (Forbiddin) فرمایا ہے۔ اور دل کی آنکھیں (باطنی بصیرت) غیرِ خدا کے دیکھنے سے نیچی کرو۔ (طبقات الکبریٰ)

06-**ابو بکر حسین بن علی یزدان یار** علیہ الرحمۃ سے بعض اصحاب نے دریافت کیا کہ ''حیا'' کی تعریف کیا ہے۔ آپؒ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد پڑھ کر سنا دیا۔ اَلْحَيَاءُ خَيْرٌ كُلُّهُ خَيْرٌ لِّلدُّنْيَا وَالدِّيْنَ۔ (ترجمہ) ''حیاء'' دین و دنیا میں سراپا بھلائی ہی ہے۔ اور فرمایا حیاء کے اقسام (Kinds) بکثرت ہیں منجملہ اُن کے یہ ہیں۔

[1] گناہ کرنے سے ''حیا''! جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام بعد خطا (Failure) کرنے کے

بھاگے(حیاء کرنے لگے) تو اس وقت اللہ جل جلالہ نے ان کو وحی (Revelation) بھیجی کہ ''اے آدم کیا تو مجھ سے بھاگتا ہے''۔عرض کیا لَا بَلْ حَیَاءِ مِنْکَ یَا رَبّ۔(نہیں، بلکہ اے پروردگار تجھ سے شرماتا ہوں)۔

[2]ایک ''حیاء'' کمیِ طاعت (Lack of Obedience) کے خیال سے ہوتی ہے۔جیسا کہ فرشتوں (Angles) کا قول نقل کیا ہے۔سُبْحَانَکَ مَا عَبَدْنَاکَ حَقَّ عِبَادَتِکَ (ترجمہ) اے اللہ تو پاک ہے، جیسی کہ تیری عبادت (پرستش) کرنی چاہیے تھی ویسی ہم نے نہیں کی۔

[3]۔ایک ''حیاء'' استحقار (عاجزی) ہے۔جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی ایک مناجات (دعا) میں عرض کیا کہ مجھے دنیا کی بعض ضرورتیں پیش آتی ہیں مگر اے پروردگار تجھ سے اس کا سوال کرتے ہوئے شرم (حیاء) آتی ہے۔

اسکے جواب میں اللہ رب العزت سے ارشادِ عالی ہوا کہ ''تم مجھ سے اپنی روٹی کیلئے نمک (Salt) اور اپنے گدھے (سواری) کیلئے چارہ (Fooder) تک مانگ لیا کرو۔

[4]''حیا'' کی ایک قسم کا نام ایمان (Faith) ہے۔جیسا کہ صحیح روایت میں آیا ہے کہ

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''حیاء'' ایمان میں سے ہے۔اور حیاء جنّت میں لیجائیگی۔

[5]ایک رحمت کی ''حیاء'' ہے۔چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو سفید بال (Gray Hairs) والوں (معمر عمر یا بوڑھے لوگوں) کو آگ سے سزا دیتے ہوئے شرم (اقتضائے رحمت آڑ) آتی ہے۔(طبقات الکبریٰ)

5.3- خُلق

(Moral.Ethics)

سوال10: ''خُلق'' یعنی اخلاقِ حسنہ کی اہمیت اور فوائد پر مختصر مگر جامع گفتگو کرو؟

جواب: ''خُلق'' (اخلاقِ حَسنہ) ایسی مستحسن اور محمود (بہترین و پسندیدی) صفت (Attribute) ہے جس کو شاہراہِ منزل مقصود (Broadway for Destination) کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

چنانچہ صوفیائے کرام نے ''خُلق'' کو سالکِ راہِ طریقت کے واسطے باعثِ حصولِ مرتبت و کمال اور سببِ تقربِ ربّ ذوالجلال فرمایا ہے۔

بہت سے محققین اربابِ طریقت نے اخلاقِ حمیدہ (خُلق) کے صفات بکثرت بیان فرمائے ہیں۔ اور عارفین باتمکین نے اپنے اصحاب (Followers) کو تُخلِقُوْا بِاَخْلَاقَ اللهِ (اپنے میں اخلاق اللہ پیدا کرو) کی بکمالِ شفقت (نہایت نرمی سے) ہدایت فرمائی ہے۔ کیونکہ خُلقِ عمیم (Comprahensive Manners) صوفیائے باصفا کا مخصوص زیور (Ornament) ہے۔ اس لئے اربابِ طریقِ تصوف عموماً خلیق (Courtceous) ہوتے ہیں۔ اور اپنے طالبانِ (Devotees) کو خُلق کی تعلیم دیتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اُن بزرگواروں کو انکی قوم کے معزز اور ممتاز (Respectable & Prominent) افراد بھی اپنا ہادی اور سردار سمجھتے ہیں۔

انس بن مالکؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا کہ مسلمانوں میں از روئے ایمان (ایمان کے لحاظ سے) کون شخص برتر (اعلیٰ) ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''مخلوق میں بہتر وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں۔'' کیوں کہ انسان کیلئے حسنِ خُلق بہترین خصلت ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔'' اے محمد ﷺ تم اپنے اسودہ اخلاق (Idial Ethics) کے باعث بزرگ ہو''۔ جیسی تعریف آپ ﷺ کے اخلاق (خُلُقٍ عَظِیْمٌ) کی بیان کی گئی کسی اور کے اخلاق کی ایسی تعریف بیان نہیں کی گئی۔ آپ ﷺ نے خَلقِ خدا (لوگوں) کو دونوں جہاں کی نعمتوں سے نوازا اور خود ذاتِ الٰہی پر اکتفا (Content) کیا۔ ہمارے لئے آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ میں بہترین نمونہ حضراتِ عارفین کا فرمودہ (قول) ہے کہ ''خوش خُلق آدمی اپنے کو

ہیچ (کمتر) جانتا ہے۔اور دوسروں کو بزرگ سمجھتا ہے۔ نیک خُو (Virtuous) شخص کی علامت یہ ہے کہ دوسروں کوآزار (تکلیف) نہیں دیتا،خود محنت اٹھاتا ہے۔

ارشادات اربابِ تحقیق

سوال 11: ''خُلق'' (عمدہ اخلاق) کے مطابق ارشادات اربابِ تحقیق بیان کرو؟

جواب:01-**ابو قاسم جنید** علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔خُلق (Moral/Ethnic) شامل (Include) ہے سخاوت (Charity)،الفت (Affection) نصیحت (Advice Lesson) شفقت (Kindness) پر۔(احیاءالعلوم)

02-**ابوالعباس احمد** بن سہل علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔''کسی کا مرتبہ نہ نماز و روزہ سے بلند ہوا اور نہ خیرات ومجاہدات کی زیادتی سے بلکہ ''عمدہ اخلاق'' سے۔اور فرمایا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اَقْرَبُکُمْ مِنْ مَّجْلِسًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَحْسَنُکُمْ خُلُقًا۔(ترجمہ) قیامت کے روز تم میں ایسے شخص کو مجھ سے قریب تر جگہ ملے گی جو زیادہ خوش خُلق (Good Natured) ہوگا۔ (طبقات الکبریٰ)

03-**حسین بن منصور حلاج** علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔''خُلق اس کو کہتے ہیں کہ جفائے خَلق (People Injustice) کا اثر نہ ہو''۔(نفحات الانس)

04-**ابوالحسن خرقانی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔''اس کے دل میں خدا کی محبت نہیں ہوتی جو خَلق اللہ (لوگوں) پر شفقت (Kindness) نہیں کرتا''۔(نفحات الانس)

05-**مولانا جلال الدین رومی** علیہ رحمۃ نے مثنوی شریف میں فرمایا:

من ندیدم در جہاں جستجو ہیچ اہلیت بہ از خُلق نکو
ہر کہ را خلقِ نکو باشد برست ہر کسے کو شیشہ دل باشد شکست
ترجمہ: میں دنیا کی نمائش میں دیکھا لیکن اخلاق سے بہتر کچھ نہ پایا
ہر ایک کو نیک اخلاق ہونا چاہیے ہر کسی کے آئینہ دل میں شک ہوتا ہے

06-**سید علی ابن محمد** علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔''خُلق وہ مرتبہ علیا (اعلیٰ) ہے کہ واہب العطا (اللہ تعالیٰ) نے اپنے حبیب (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو مرحمت (عطا) فرمایا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ

ہے۔ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیم (سورۃ قلم آیت 4)۔ترجمہ: اے حبیب! تمہارے اخلاق بڑے اعلیٰ ہیں۔ (طبقات الکبریٰ)

تعارف اربابِ تحقیق

01-**سید علی ابن محمد** علیہ رحمۃ:۔ آپؒ بہت خوبصورت اور جامعہ زیب اور خوش بیان تھے۔ اور مصر کے مشائخین کے سردار تھے۔ ادب میں آپ کا کلام بلند پایا اور کارآمد ہدایت سے مملو (بھرا) ہے۔

5.4۔ تواضع

(Politeness)

سوال 12 : تواضع کے لغوی معنی کیا ہیں اس صفت سے صوفیا کرام نے کیا مراد لی؟

جواب: صوفیائے کرام اور اولیاء عظام کے اخلاقِ مستحسنہ (Praise-Worthy Moral) میں ''تواضع'' ایک مخصوص صفت کا نام ہے جس سے سالکین (Devotees) کے صفاء باطن (Clean-Heart) کا بھی پورے لحاظ سے اظہار ہوتا ہے اور دنیا میں بھی عزت وافتخار ہوتا ہے۔

جس طرح ''تواضع'' فعل محمود (پسندیدہ) ہے اور صالحین باعظمت اور مقربین الٰہی کی خاص سنت ہے اسی طرح اُس کی ضد (Opposite) یعنی غرور وتکبّر (Pride) صفتِ مذموم (Mean-Attribute) اور دنیا میں سببِ حقارت ومذّلت (Hate/Disrespect) اور آخرت میں نقصان وندامت کا باعث (Reason) ہے۔ ہر وہ شخص جو مغرور ومتکبّر (Proudish) ہے وہ خَسِرَ الدُّنیَا وَالآخِرَۃ (سورۃ الحج آیت ۱۱) (ترجمہ: دنیا اور آخرت میں خسارہ پانے والے) کے مصداق (Evidence) ہیں۔

''تواضع'' کے لغوی معنی (Literal Meaning) فروتنی (Humility) کرنا یعنی عاجزی اختیار کرنا ہے باوجود قدرت (Power) واختیار (Authority) رکھنے کے ورنہ بالکل بیکار ہے۔ بقول ؎

تواضع ز گردن فرازان نکوست گد اگر تواضع کند خوئی اوست

ترجمہ: عاجزی سربلند حضرات کی ہو تو بہتر ہے

گداگر (فقیر) عاجزی کرے یہ تو اسکی عادت ہے۔

متواضع شخص کا باطن (دل) انوارِ الٰہی سے معمور (بھرا) ہوتا ہے۔مَنْ تَواضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَهُ اللّٰہِ۔ (جو اللہ تعالٰی کیلئے تواضع اختیار کرتا ہے تو اللہ اس کو بلند مرتبہ عطا کرتا ہے)۔اسی طرح تکبّر (Egotism) انسان کو دنیا و آخرت کے برکات سے محروم (Debarred) کردیتا ہے۔ مَنْ تَکَبَّرُ وَضَعَهُ اللهِ۔(تکبّر صفتِ شیطان (ابلیس) ہے جو اللہ کا اور بندوں کا لعنتی (Reproachful) بنادیتی ہے اور نیک اعمال کو برباد کردیتی ہے۔)

یہی وجہ ہے کہ حضرات صوفیائے کرام نے اپنے متبعین (Followers) کو فروتنی (عاجزی سے پیش آنے) یعنی تواضع اختیار کرنے کی ہدایت اور کِبر و نخوت (Conceit) کی ممانعت (Prohibit) فرمائی ہے اور تواضع کے صفات و برکات سے بکمالِ صراحت آگاہ فرمایا ہے۔

ارشادات اربابِ تحقیق

سوال13: ''تواضع'' ایک مستحسنہ صفت کے متعلق ارشادات اربابِ تحقیق بیان کرو؟

جواب:01۔**حضرت بی بی عائشہ صدیقہ** رضی اللہ عنہا سے ایک شخص نے سوال کیا کہ میں اپنے آپ کو نیک کیسے سمجھوں۔فرمایا: جب تجھے اپنے برے ہونے کا خیال ہوجائے۔اُس نے کہا اپنے آپ کو برا کب سمجھوں، فرمایا: جب تجھے اپنے اچھے ہونے کا خیال ہوجائے (یہی تو اصل تواضع ہے)۔

02-**خواجہ اویس قرنی** رضی اللہ عنہ نے فرمایا طَلَبَةُ الرَّفْعَةُ فِیْ تَوَاضُعُ۔(ترجمہ) بلندی فروتنی (Politeness) میں ہے۔(تذکرۃ الاولیاء)

03-**بایزید بسطامی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا حق تعالٰی جس کو دوست رکھتا ہے اس کو یہ خصائل (Qualities) مرحمت (عطا) فرماتا ہے۔

''سخاوت'' مثل دریا کے۔''شفقت'' مثل آفتاب کے اور ''تواضع'' مثل زمین کے۔

یعنی دریا جو اچھی اور بُری (زرخیز و بنجر) تمام زمین کو سیراب کرتی ہے۔

آفتاب (سورج) جو شہر، گاؤں چھوٹے بڑے علاقے تمام پر اپنی روشنی پہنچاتا ہے

زمین جیسے اپنے اوپر اور پیٹ میں اچھے بُرے، نیک و بد تمام لوگوں کو سمائے ہوئے ہے۔

04-**محمد سماک** علیہ الرحمۃ سے مریدین نے دریافت کیا کہ تواضع کی حقیقی تعریف کیا ہے۔فرمایا کہ اپنے کو کسی سے افضل (بہتر) نہ جانے۔(تذکرۃ الاولیاء)

05-**ابو بکر یحیٰی بن معاذ رازی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔بلندتر پرہیزگاری ''تواضع'' ہے اور پرہیزگاری پھر تواضع کی عنایت ہے۔(احیاء العلوم)

06-**منصور بن عمار واعظ** علیہ الرحمۃ نے اپنے طالبین سے فرمایا۔''بہترین لباس بندہ کا ''تواضع'' ہے اور بہترین لباس عارفین کا تقویٰ ہے۔(تذکرۃ الاولیاء)

07-**یوسف بن الحسین** الرازی علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔اَلْخَیْرُ کُلُّہُ فِیْ بَیْتٍ وَ مِفْتَاحُہُ التَّوَاضُعُ وَالشَّرُّ کُلُّہُ فِیْ بَیْتٍ وَ مِفْتَاحُہُ الْکِبْرِ (ترجمہ) جملہ نیکیوں کا گھر سینہ میں ہے اور کنجی (Key) اسکی تواضع (Politeness) ہے اور جملہ بُرائیاں شر و فساد میں ہے اور کنجی اسکی کبر و غرور (Proud) ہے۔(نفحات الانس)

08-**یوسف اسباط** علیہ الرحمۃ سے متبعین (Followers) نے دریافت کیا کہ غایتِ تواضع کیا ہے۔یعنی تواضع کا مقصد کیا ہے۔فرمایا: مکان سے باہر آ کر جس کو دیکھو سمجھو مجھ سے بہتر ہے۔

اور فرمایا! ''تواضع'' کی تعریف یہ ہے کہ جو بات حق ہو اُس کو قبول کر لو۔اور جو جھوٹا ہے اس کی عزلت کرو یعنی دوری اختیار کرو۔اور جو مرتبہ میں بڑا ہو اس کو بزرگ سمجھو اور جو خدا کی جانب سے پہنچے اُس پر شکر کرو اور غصّہ کو رَد (Avoid) کرو۔اور جہاں کہیں ہو خدا کے ساتھ رجوع کرو یعنی اسی کے خیال میں رہو اور اسی سے طلب کرو۔

اور یہ بھی فرمایا : اپنی فروتنی (عاجزی) کو اپنی عزت سمجھو۔(تذکرۃ الاولیاء)

اور فرمایا ''تواضع'' کی علامت یہ ہے کہ متواضع غیبت (Back-Biting) نہیں کرتا۔ (احیاء العلوم)

09-**ابو یزید طیفور** بن عیسیٰ علیہ الرحمۃ سے دریافت کیا گیا کہ انسان متواضع (Polite) کب ہوتا ہے۔ فرمایا: جب اُس کی نگاہ میں خود اپنا کوئی مقام اور کوئی حال نہ ہو اور یہ سمجھے کہ خلق (لوگوں) میں کوئی بھی اُس سے بُرا نہیں ہے۔(طبقات الکبریٰ)

10-**خواجہ ابراھیم شیبانی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: شرف (بڑائی) ''تواضع'' میں، عزّت ''تقویٰ'' میں۔ آرام ''قناعت'' (Contentment) میں ہے۔(احیاء العلوم)

11- **شیخ شھاب الدین** سہروردی علیہ الرحمۃ نے فرمایا: ''تواضع'' وہ نعمت ہے جس پر کوئی حسد نہیں کرسکتا۔ اور فرمایا جس شخص کی نظر میں اپنی کچھ بھی وقعت (مقام) ہوئی اُس کو تواضع سے ذرا بھی بہرہ (حصّہ) نہیں ہے۔(نفحات الانس)

تعارف اربابِ تحقیق

01-**محمد بن سماک** علیہ الرحمۃ:۔آپؒ جلیل القدر صوفی اور مشائخینِ وقت کے امام اور صدر نشین رہے۔علوم ظاہری تبحر تھا۔کوفہ (عراق) میں قیام کیا اور 183ھ میں انتقال فرمایا۔

02-**منصور بن عمار واعظ** علیہ الرحمۃ:۔آپؒ مقام مرد کے باشندے اور بزرگ صوفی تھے۔بصرہ میں قیام پذیر رہے 300ھ میں وصال ہوا۔

03-**احمد بن عاصم الظاکی** علیہ الرحمۃ:۔آپؒ سری سقطیؒ کے ہمعصر ہیں۔ فراست کے باعث آپ کا لقب جاسوسُ القلوب تھا۔ 300ھ کے آخر میں وصال ہوا۔

04-**یوسف بن الحسین الرازی** علیہ الرحمۃ:۔آپؒ کا لقب ابو یعقوب تھا۔طریقِ سلامتی اختیار کیا تھا۔ 243ھ میں سفر آخرت کیا۔

05-**ابو یزید طیفور بن عیسیٰ** علیہ الرحمۃ:۔آپؒ کتاب وسنّت کے پابند، وضع وتقویٰ میں یگانہ، علوم ظاہری میں تبحر وحقایق، سعادت میں خبردار، خُلق وتواضع میں مشہور رہے۔عبداللہ مغربیؒ کی صحبت سے مستفیض ہوئے۔137ھ میں وصال ہوا

06-**خواجہ ابراھیم شیبانی** علیہ الرحمۃ:۔آپؒ ابوعبداللہؓ اور ابراہیم خواصؒ کے جلیس (ہمنشیں) رہے۔337ھ میں سفرِ آخرت فرمایا۔

اخلاص

جلوہ گر گھر میں اگر خسر وِ خوباں ہوجائے
تو ضیاپاش مرا کلبۂ احزاں ہوجائے

نہ رہے درد کو باقی ہوسِ افزونی
درد بڑھ جائے اگر حد سے تو درماں ہوجائے

نورِ حسنِ رخِ محبوب ہی اک پردہ ہے
کون دیکھے گا جو خورشید درخشاں ہوجائے

مجھ کو تُو دامنِ رحمت میں چھپالے ایسا
اوڑھنا اور بچھونا ترا داماں ہوجائے

حوصلے دل کے بڑھیں تیرے عطایا جو بڑھیں
تری بخشش سببِ وسعتِ داماں ہوجائے

ہو عدم غرقِ عدم رازِ حقیقت جو کھلے
نیستی ہستی بنے اور نہیں ہاں ہوجائے

آئے توحید تو باقی نہ رہے شر ہرگز
سامنے کفر بھی آجائے تو ایماں ہوجائے

تجھ کو اے غارتِ ایماں و خرد دیکھے کون
سامنے تیرے جو آجائے وہ حیراں ہوجائے

لوحِ ہستی سے مِٹے نام و نشانِ حسرتؔ
آتشِ عشق و محبت جو فروزاں ہوجائے

حضرت حسرتؔ صدیقیؒ

5.5- خلوص

(Sincerity)

سوال14: اصطلاح صوفیہ میں خلوص سے مراد کیا ہے اور یہ اَحسن صفت کے حصول کے اثرات بیان کرو؟

جواب: اصطلاح صوفیہ میں ''خلوص'' باطنی عمل اور روحانی صفت اور اصل معاملت کو کہتے ہیں۔ جو درحقیقت صحبتِ صادقہ کا نتیجہ اور صداقت کاملہ کا ثمرہ (پھل) ہے۔ اور جس کے اثر سے انسان کے اقوال وافعال درست اور اعمال واحوال (ظاہر و باطن) صحیح اور ریاضت وعبادات بلکہ جملہ حرکات وسکنات (Gesture & Posture) ہمیشہ ریا و تصنّع (دکھاوا۔Hypocrisy) کی کثافت و کدورت (بُرائی) سے پاک ومحفوظ رہتے ہیں۔ اور فی الحقیقت یہ نعمتِ عظمٰی بارگاہِ ربّ العزت سے مقبول ومخصوص بندوں کے قلوبِ مطہر باصفا (پاک اور صاف دلوں میں) ودیعت (Bestowed) ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے اعمالِ صالح محل مقبولیت کو پہنچتے ہیں۔

حقیقی صفتِ اخلاص یہ ہے کہ جملہ اعمال مفادِ دنیوی سے بے لوث (بے غرض) اور منفعتِ دینی سے بے غرض ہوں۔ بمصداق فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ط (سورۃ الکہف آیت 110) پس چاہئے کہ نیک کام کرے اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے۔

یعنی اعتقاد (Belief) میں توحید (Monotheism) اور اعمال میں اخلاص ہونا۔ اِس سے مراد یہ ہے کہ دِل میں اخلاص ہونا صرف اللہ تعالیٰ کیلیئے۔ اگر اخلاص، دینی یا دنیوی غرض یا مفاد (فائدہ) کیلیئے ہو تو اِس میں نفس کا دخل ہوگا۔ جو درست نہیں بلکہ غیرِ اخلاص ہے۔

ارشادات اربابِ تحقیق

سوال 15 : خلوص جو باطنی صفت ہے اُس کے متعلق ارشاداتِ اربابِ تحقیق بیان کرو؟

جواب:01-**مالک بن دینار** علیہ الرحمۃ نے فرمایا ”مخلص (Sincere) ریاکار (Hyprocrate) نہیں ہوتا۔(نفحات الانس)۔

یہ بھی فرمایا: اَحَبُّ الْاَعْمَالِ الْاِخلَاصُ فِیْ الْاَعْمَال ۔(ترجمہ) اعمال میں پسندیدہ عمل ”اخلاص“ ہے۔(کشف المحجوب)

02-**ابو احمد عاصم الظاکی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا! مفید اخلاص یہ کہ جو دُور ہو تصنع وتزئین (بناوٹ ونمائش) اور ریا (دکھاوے) سے اور یہ بھی فرمایا! اخلاصِ کامل اُس کو کہتے ہیں جو اپنے عملِ صالح کا اجر و ثواب بجز حق کے غیرحق سے نہ چاہے۔(نفحات الانس)

03-**ابو سلیمان دارانی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: جب قلبِ انسان میں خلوص آتا ہے تو وہ ریا (دکھاوا) تصنّع (بناوٹ) اور وسوسہ سے نجات پاتا ہے اور فرمایا! خوش نصیب ہے وہ شخص جسکو عمر بھر میں ایک دم بھی اخلاص حاصل ہو۔(تذکرۃ الاولیاء)

04-**ابو فیض ذوالنون** علیہ الرحمۃ نے فرمایا! اخلاص کی تین علامتیں ہیں۔

اول :۔ مدح (تعریف) اور ذم (ملامت) میں امتیاز (فرق) نہ کرے۔

دوم :۔ اپنے اعمالِ صالحہ پر نظر نہ کرے۔

سوم :۔ ثوابِ آخرت کو واجب نہ جانے۔(تذکرۃ الاولیاء)

05-**ابو اسحاق ابراھیم** بن شیبان علیہ الرحمۃ ے فرمایا۔”جس نے خلوص کے متعلق تقریر (کلام یا نصیحت) کی اور خود اپنے نفس پر اُسکا (خلوص کا) مطالبہ نہ کیا یعنی ضروری طور سے لاگو نہ کیا اُسکو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہمعصروں اور اپنے بھائیوں کے نزدیک پردہ فاش (بے آبرو) ہو جانے میں مبتلا کیا۔(طبقات الکبریٰ)

06-**عبداللہ تستری** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: ماسویٰ اللہ (کے خیال) سے بیزار ہونا، اِسی کا نام اخلاص ہے۔اور فرمایا: مخلص صادق (سچا) ہوتا ہے۔

اورفرمایا: چالیس روز خلوص کے ساتھ عبادت کرنے سے طالب راہِ حق کو مرتبہ زہدِ کامل کا ملتا ہے۔

اورفرمایاسخت ترچیز (مشکل عمل) نفس کے واسطے اخلاص ہے۔ (نفحات الانس)

07-**سھل بن عبداللہ** تستری علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

1۔بہترین بندے اللہ تعالیٰ کے مخلصین ہیں۔

2۔سوائے مخلص کے کوئی ریا سے واقف نہیں ہوتا۔

3۔اخلاص کی حقیقی تعریف یہ ہے کہ بندے کے حرکات وسکنات (Gesture & Posture) خاص اللہ کے واسطے ہوں۔ (احیاء العلوم)

4۔آپؒ سے دریافت کیا گیا کہ کونسا عمل ہے جو نفس پر سختی کرتا ہے۔فرمایا: اخلاص، اس واسطے کہ نفس کو اخلاص میں کچھ نصیب نہیں ہوتا۔ (تذکرۃ الاولیاء)

08-**ابو محمد صریری** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: اخلاص ثمرہ (نتیجہ) ہے یقین کا۔اور "ریا" (دکھاوا) ثمرہ ہے "شک" کا۔اورفرمایا: اعمال میں اخلاص ہونا اِس کا نام ہے کہ مخلص اُس کا (اعمال کا) عوض (بدلہ) کونین (دنیاوآخرت) میں نہ چاہے۔ (بلکہ اُس کا مطلوب اللہ تعالیٰ اوراسکی رضا کے سوا کچھ نہ ہو)۔ (احیاء العلوم)

09-**خواجہ ابراھیم شیبانی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: فناوبقا، وحدانیت (توحید) کے اخلاص اور عبودیت (بندگی) کی درستی پرموقوف (Depend) ہے۔

اور یہ بھی فرمایا: اگرکوئی کونین سے آزاد ہونا چاہے تو اُس سے کہو کہ عبادتِ خدا میں اخلاص کرے کیونکہ جس نے عبودیتِ محض (خالص اللہ کیلئے بندگی) اختیار کی، وہ ما سویٰ اللہ سے ضرور آزاد ہوا۔ (تذکرۃ الاولیاء)

10-**یحیٰ بن معاذ الرازی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: عمل محتاج (Depend) ہے تین خصائل (Qualities) کا۔علم، نیت اوراخلاص کا۔ (تذکرۃ الاولیاء)

11-**فضیل بن عیاض** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: لوگوں کے لحاظ (Shame) سے عمل نہ کرنا "ریا" ہے۔اوراُن کی خاطر (Sake) سے عمل کرنا "شرک" ہے۔اوراخلاص یہ ہے کہ خدا اُن دونوں باتوں سے بچائے۔ (احیاء العلوم)

12-**ابو محمد شبلی علیه الرحمة** نے فرمایا: جس نے اپنے نفس کو ادب کے ساتھ مقہور (قابو میں) کیا وہی اللہ تعالیٰ کو خلوص کے ساتھ پرستش (عبادت) کرنے والا ہے۔

اور فرمایا: قلب کی درستی (اچھائی) خلوص (Sincerity) کے ساتھ اور اُس کا بگاڑ (خرابی) ریا یا دکھاوا (Pretence) کے ساتھ علم میں مشغول (Busy) رہنا ہے۔ (طبقات الکبریٰ)

13-**شیخ ابو مدین مغربی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: اَلْاِخْلَاصُ اَنْ یُعْجِبُ عَنْکَ الْخَلْقِ فِیْ مُشَاهِدَةِ الْحَقِّ (ترجمہ) اخلاص یہ ہے کہ حق کے مشاہدہ (Observation) میں خلق (مخلوق) تم سے غائب (غیر محسوس) ہو جائے۔

اور یہ بھی فرمایا: اخلاص (خاص اللہ تعالیٰ کے ہی لئے عمل کرنا جو دل کا فعل ہے) اُس کو کہتے ہیں۔ جس کا نفس (Carnalself) پر سمجھنا، فرشتہ (Angle) پر لکھنا، شیطان پر بیراہ (دشمنی) کرنا، ہوا و ہوس (نفسانی خواہشات) پر دوسری طرف پھیر دینا مخفی ہو (چھپا رہے)۔ (طبقات الکبریٰ)

14-**شیخ داؤد کبیر بن ما خلا** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: سب سے نادر الوجود (قیمتی) چیز طلب میں (مانگنے کیلئے) "خلوص" کا پایا جانا ہے۔ (نفحات الانس)

15-**شیخ ابراهیم دسوقی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔

1۔ اے میری قلبی اولاد (مریدو) طلب میں خلوص سے عمل کرو، تا کہ تمہاری پیاس بجھے (اطمینان حاصل ہو)۔

2۔ اخلاص اُس کو کہتے ہیں، جو کرو، اُس کی تعریف نہ چاہو کہ لوگ تم کو اچھا کہیں یا سمجھیں۔ اور نہ عمل اخلاص کا بدلہ چاہو۔

3۔ قلب (دل) کی درستی (بھلائی) "اخلاص" اور بگاڑ (خرابی) "ریا" سے ہے۔

4۔ جو راستی اور اخلاص کا دعویٰ (Claim) کرے اور اَدب (Respect) اور تواضع (انکساری) (Politeness) کا ثمرہ (جوہر یا صفت) اُس میں نہ پایا جائے، وہ جھوٹا ہے۔ اور اُس کا عمل دکھاوے کا (ریا کاری) ہے۔ (طبقات الکبریٰ)

تعارف اربابِ تحقیق

01- **مالک بن دینار** علیہ الرحمۃ :۔آپؒ کا پورا نام ابو یحیٰ مالک دینارؒ ہے۔آپؒ کا وصال 131ھ میں ہوا۔

02-**ابو اسحاق ابراهيم** بن شیبان علیہ الرحمۃ :۔آپؒ کو ورع (پرہیز گاری) اور تقویٰ میں بلند مقام حاصل ہے۔جس سے اکثر لوگ عاجز ہیں۔دعویٰ کرنے والوں کے مخالف اور ائمہ مشائخین کے مقلد تھے۔اور مشہور تھا کے شیبائیؒ ادب و معاملات میں اللہ تعالیٰ کے محبّ ہیں۔عبداللہ مغربی کی صحبت سے مستفید ہوئے۔

03-**سهل بن عبدالله** تستری علیہ الرحمۃ :۔آپؒ اپنے عہد میں اہلِ طریقت کے سردار رہے۔ ذوالنون مصریؒ اور محمد سیاءؒ کی صحبت سے مستفیض ہوئے۔80 سال کی عمر پائی 283ھ میں وصال ہوا۔

04-**ابو محمد صريری** علیہ الرحمۃ :۔آپؒ حضرت جنیدؒ کے اصحابِ سلسلہ میں تھے۔اور بعد میں حضرت جنیدؒ کے جانشین سمجھے گئے۔جنگِ طراسطہ میں تشنگی کی حالت میں 314ھ میں وصال ہوا۔

05- **خواجه ابراهيم شيبانی** علیہ الرحمۃ :۔آپؒ کو عبداللہ منقولؒ کہتے تھے کہ ابراہیم شیبان حجتہ اللہ علی الفقراء و اہلِ ادب و معاملات ہیں۔307ھ میں وصال ہوا۔

06-**شيخ داؤد كبير** بن ماخلا علیہ الرحمۃ :۔آپؒ تصوف کے بلند مضامین بیان کئے۔گو بظاہر اُمّی تھے۔ مگر صاحبِ تصنیف تھے۔حاکم اسکندریہ آپؒ کے اشارہ پر سلطنت کرتا تھا۔

رضا

اللہ ہے ہمارا اللہ مددکرے گا
اللہ پہ کر بھروسہ اللہ مدد کرے گا

اسکو پکار دل سے جو سب کی سن رہا ہے
دکھڑا سنا دل کا اللہ مددکرے گا

اس سے کرو محبت اسکی کرو اطاعت
مانگو جو دل میں آیا اللہ مدد کریگا

فکرِ جہاں کو چھوڑو بس اسکی راہ لے لو
وہ ہوگیا تمہارا اللہ مدد کریگا

توبہ اگر ہو دل سے عصیاں رہینگے کیسے
کر اختیار تقویٰ اللہ مدد کریگا

مولیٰ پہ کر توکل صبر و شکر ادا کر
لے یہ سبق ہے تیرا اللہ مدد کریگا

ایک اور سبق پہ عامل ہونا پڑے گا تجھ کو
تسلیم اور رضا کا اللہ مدد کریگا

آساں ہو فقر و فاقہ پھر ہے تمہارا رستہ
توحید کا فنا کا اللہ مدد کریگا

انسانِ کامل ہو گا عبدِ خدا بنے گا
آخر سبق ہمارا اللہ مدد کریگا

محبوب ربِ عالم سرورِ دوجہاں کا
ہے بیچ میں وسیلہ اللہ مدد کریگا

لا تَقْنَطُوْا سے مجھ کو اُمید ہے کرم کی
بس ایک ہے سہارا اللہ مدد کریگا

مستِ جنون کو اُسکے پروا نہیں کسی کی
عزّت کا ہے یہ نعرہ اللہ مدد کریگا

مرشدی حضرت حُسین شجاع الدین صدیقی عزّتؒ

5.6- رضا

(Acquiescence)

سوال16: رضا سے دراصل مراد کیا ہے؟ مرتبہ ''تسلیم ورضا'' سالک کی کس صفت خاص کا ثمرہ ہوتا ہے؟

جواب: ''رضا'' سے مراد ترکِ تدبیر اور بکمالِ صدق وخلوص امرِ ربّ قایم وقدیر (حکمِ الٰہی) کی تعمیل کرنا ہے۔ چونکہ رضا اقتضائے عبدیت (Exigency for Servitude) ہے اِس واسطے رضا کی صحیح علامت یہ ہے کہ اہلِ رضا کا ارادہ واختیار کلیۃً (Totally) ارادۂ حق (Will of Allah) میں فنا ہوتا ہے۔ اور وہ زبانِ حال سے کہتے ہیں ۔

چہ خواہم از توی مولا تو نیکو مصلحت دانی   ہویدا بر تو احوالم چہ پیدا و چہ پنہائی

ترجمہ: تجھ سے میں کیا چاہوں اے مولا تو ہی بہتر جانتا ہے
میرے حالات تجھ پر ظاہر ہیں خواہ وظاہر کے ہوں یا باطن کے۔

اسلئے سالکِ صادق کو بعد درجۂ یقینِ اَتم اور خلوصِ کامل حاصل ہونے کے مرتبۂ رضا تفویض (Entrusted) ہوتا ہے۔ اور اہلِ رضا، دغدغہ حسد (Fear of Resentment) اور خلشِ شکوک (Anxiety of Doubts) سے پاک ومحفوظ اور تکرار واصرار (Argument) سے محترز (بچنے والے) رہتے ہیں۔ اور جو واقعات و اردات بظاہر بصورتِ آرام وراحت یا مشکل وآلام ومحنت، عدم (Nonbeing) سے عالَمِ وجود (دنیا) میں آئیں تو اُن کو بلا شکایت واکراہ (with out accusation) اور بغیر اعتراض واشتباہ (Ambigutty) تسلیم (Accept) کرلیتے اور امرِ (حکم) قضا وقدر (تقدیر) پر راضی رہتے ہیں۔ کیونکہ مراد اُن کی عین مرادِ حق ہوتی ہے۔ بقول ۔

گہ رنج پشیت آمد وگر راحت اے حکیم   نسبت مکن بہ غیر کہ اینہا خدا کند

ترجمہ: اے حکیم (بندے) تجھ کو اگر رنج و آرام نصیب ہو تو
اس کا تعلق دوسروں (غیر) سے نہ کر کہ یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے۔

چنانچہ مسلّمہ ہے کہ "رضا" ثمرہ محبت کا ہے اور آرزوئے مشربِ عشق اور محبّ صادق کا فرضِ عین ہے کہ محبوبِ دل نواز کی ہر ادائے ناز کے آگے سرِ تسلیم خم کرے اور ہر حالت میں راضی بہ رضائے مطلوب رہے۔ بمصداق۔ رَضِـــیَ اللّٰهُ عَــنۡهُـمۡ (اللہ اُن سے راضی ہوا) جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ شاید بے نیاز (اللہ تعالیٰ) اپنے رضا جو (راضی) اور جانباز محبّ (بندے) کو خلعتِ امتیاز (Robe of Distinction) وَرَضُوۡا عَنۡهُ (وہ اللہ سے راضی ہوئے) سے سرفراز فرماتا ہے۔

سوال 17: رضامندی الٰہی سے مراد اور اسکی تشریح بیان کرو کہ رضا کی کون کون سے قسمیں ہیں؟

جواب: اللہ جل جلالہ کا راضی ہونا سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے بندہ کو اپنا بنائے، توفیقِ تسلیم وتصدیق مرحمت (عطا) فرمائے۔ اسبابِ خودی وتعلقاتِ ہستی (Means of Self Existence) جو صریح (Obious) حجاب (پردہ) وموانع (رکاوٹ) ہیں، فنا (Extint) کردے اور نعمت عالم باقی (بقا) ولذتِ خوانِ سرمدی (Eternal Delightness) سے قلب (دل) معمور (پُر) ہوجائے۔

نیز عارفین نے تشریحاً یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی اِس رضامندی کی (3) تین قسمیں ہیں۔

اول: بہ طیّبِ خاطر (حصولِ خیر کیلئے) اتباعِ امرِ ربِّ قدیر (اللہ کے حکم پر چلنا) لازم ومقدّم جانے۔ یہ مرتبۂ مبتدی (Begining State) صاحبِ مقامِ تقویٰ کا ہے۔

دوم: تقدیر الٰہی اور احکامِ الٰہی اُسے مرغوب ومحبوب (نہایت پسندیدہ) ہوجائیں کہ نفسانی خواہشات (Carnal Desires) کی طرف التفات (توجہ) نہ ہو۔ یہ درجہ متوسطین (Middle State) کا ہے۔

سوم: سالک (Devotee) کمالِ توحید وعرفان میں ایسا مستغرق (گُم) ہو کہ تمام معاملاتِ ذاتی وصفاتی اور جملہ حوادث (واقعات) حرکاتی وسکناتی نہ بحجاب (بغیر کسی پردہ کے) بلکہ بحضور (مشاہدہ میں) فعلِ حق وامرِ ربّ العزت دکھائی دیں یعنی "فنائے افعال" "فنائے صفات" حاصل ہوجائے کہ نہ اسباب کا تعلق ہو نہ وسائل کا دخل۔ پھر شوق وقربِ دید ایسا خود رفتہ (فنا) کردے یعنی "فنائے ذات" تک پہنچا دے کہ وقوع حوادث وعوارض (Happenins) کرشمۂ نازِ محبوبی (محبوبیت حق کا کرشمہ) بن کر سرورِ جان پرور (حقیقی سکون یا سرورِ سرمدی) عطا کریں۔ یہ مقام منتہائے کمال (State of Supreme Perfection) وتکمیلہ ایمان ہے بفحوائے (جیسے کہ کہا گیا) ذَاقَ طَعۡـمُـهُ الۡاِیۡمَانِ مَنۡ رَضِیَ بِاللّٰهِ وَالرَّضَا ۔ (ترجمہ) اس نے ایمان کا مزہ پایا جو حق تعالیٰ جل

جلالہ اور اسکی رضا پر راضی ہوا۔

لہذا ہر بندۂ مخلص کیلئے رضائے حق کو تسلیم کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ حضراتِ عارفین متفق الخیال ہیں کہ ''رضا'' سے اشارت سلبِ اختیار ہے یعنی بے ارادہ رہنا، اپنے ارادہ کو ارادۂ الٰہی میں فنا کر دینا۔ یہ منزلِ قرب فرائض پر چلنا کہلاتا ہے۔ بمصداق۔ وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا۔ (سورۃ عنکبوت آیت 69) (ترجمہ) جو لوگ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جد وجہد (کوشش) کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن کیلئے راہِ ہدایت کھول دیتا ہے۔

سوال 18: حقیقتِ رضا کے متعلق حضراتِ صوفیہ کے مختلف خیالات کیا ہیں؟

جواب: حقیقتِ رضا کی تعریف میں حضراتِ صوفیہ کے خیالات گونہ مختلف ہیں۔ چنانچہ ایک مقتدر گروہِ مشائخینِ عظام یہ ثابت فرماتا ہے کہ ''رضا'' سالکین با تمکین کے ایک مقامِ ارفع (Dignified Position) کا نام ہے۔ جو جد وجہد سے حاصل ہوتا ہے۔ اور دوسرا برگزیدہ طبقہ عارفین متقدمین کا یہ فرماتا ہے کہ ''رضا'' مقربین خاص (Favourite) کا حال (Status) ہے جو بغیر کسب و کوشش بارگاہِ مبدۂ فیاض (ربّ العزت) سے محبین کو تفویض (عطا) ہوتا ہے۔ ہر دو فریق نے اپنے اپنے خیال کی تائید میں نہایت فاضلانہ استدلال (Balance Argument) پیش فرمائے ہیں۔ لیکن بعض محقق (Scholar) اور صلح کن (Peace Loving) حضراتِ صوفیائے باصفا کا ارشاد نہایت جامع (Comprahensive) و معنی خیز (Meaningful) الفاظ میں یہ ہے کہ ''رضا'' مقامات کی انتہا اور آخری حد اور حالات کی ابتداء ہے۔ اور یہ ایسا محل (مقام) ہے جس کے ایک طرف ریاضت و مجاہدات (محنت و جدوجہد) ہے اور ایک جانب جوش و محبت۔ پس خلاصہ یہ کہ رضا کی ابتداء کسب و کوشش سے ہوتی ہے اور انتہا عنایت و بخشش (Blessing) پر موقوف ہے۔

اسی وجہ سے سالکین کو ''رضا'' کی نسبت مقام و حال (Rank & Status) کا احتمال (Presumption) ہوا۔ جس نے ابتدا میں آپ اپنی ''رضا'' کو دیکھا، اُسی نے رضا کو مقام سمجھا اور جس نے انتہا میں اپنے مرتبہ رضا کو عطائے حق دیکھا اُس نے ''رضا'' کو حال (باطنی) اور وہبی (بغیر کسب کے اللہ کا عطا کردہ) تصور کیا۔ الغرض ''رضا'' جلیل القدر و کبیر المثال مرتبہ ہے اس لحاظ سے صوفیائے کرام نے خداوندِ کریم کی رضا و قضا کو تسلیم کرنے کی ہدایت فرمائی۔

ارشادتِ اربابِ تحقیق

سوال19: ''رضا'' ایک ابتدائی اور پھر انتہائی صفتِ سالک راہ طریقت وحقیقت کے متعلق ارشاداتِ اربابِ تحقیق بیان کرو؟

01-**امیر المؤمنین علی مرتضیٰ** کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: جو شخص تقدیر الٰہی پر راضی ہو گیا، اُس کو کبھی اپنی کسی چیز کے جانے کا غم نہ ہوگا۔ (سراج الملوک)

02- **خواجہ فضیل بن عیاض** علیہ الرحمۃ سے پوچھا هَلِ الرَّضَاءُ اَفْضَلُ اَمِ الزُّهْدُ ۔ (رضا بہتر ہے یا زہد) آپؒ نے فرمایا۔ اَلرَّضَاءُ اَفْضَلُ لِاَنَّ الزُّهْدِ فِی الطَّرِیْقِ وَالرَّاضِیُ وَاصِلٌ (ترجمہ) رضا افضل ہے۔ اسلئے کہ ''زاہد'' راستہ میں ہے اور ''راضی'' واصلِ (حق) ہے۔ (عوارف المعارف)

03- **حبیبِ عجمی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: ''صبر'' بندہ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور ''رضا'' حق تعالیٰ کے ساتھ۔

آپؒ سے پوچھا گیا کہ رضائے الٰہی کس چیز میں ہے۔ تو فرمایا فِیْ قَلْبٍ لَیْسَ فِیْهِ غُبَارِ النِّفَاقِ۔ (اُس دل میں جو غبارِ نفاق سے محفوظ ہو) کیونکہ ''رضا'' محبت کا نتیجہ ہے۔ (عوارف المعارف)

04-**ابو سلیمان دارانی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''رضا'' کی تعریف یہ ہے کہ نہ خدائے تعالیٰ سے بہشت (جنّت) طلب کرو اور نہ دوزخ سے پناہ مانگو۔ (گویا تم اللہ تعالیٰ سے راضی رہو کہ وہ جس حال میں رکھے۔ دوسرے الفاظ میں یہ کہ اُس (اللہ) کی رضا کے ہر وقت طلبگار رہو)۔ (تذکرۃ الاولیاء)

05-**ابو الفیض ذوالنون مصری** علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ ''رضا'' کی تعریف یہ ہے۔ اَلرَّضَا سُرُوْرِ الْقَلْبِ عَنِ الْقَضَاءِ ۔ (ترجمہ) ''رضا'' اُس کو کہتے ہیں کہ قضائے الٰہی (تقدیر) سے دل مسرور (مطمئن) ہو۔ اور یہ بھی فرمایا: قضائے الٰہی کے آگے اپنے اختیار کو ترک کرنا ''عین رضا'' ہے۔ (نفحات الانس)

06-**سہل بن عبداللہ تستری** علیہ الرحمۃ نے طالبین سے فرمایا: ورع (تقویٰ) مقدّمہ (Preface) ہے۔ زہد (Absceticism) کا اور ''زہد'' مقدّمہ ہے توکل (Trust) کا۔ اور توکل مقدمہ ہے معرفت (Gnosus) کا اور معرفت مقدمہ ہے قناعت (Contentment) کا اور قناعت مقدمہ ہے رَضا (Acquiescence) کا اور رضا مقدمہ ہے موافقت (تکمیل اطاعت) کا۔ (تذکرۃ الاولیاء)

07-**ابوالقاسم جنید** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: ''رضا'' کی تعریف یہ ہے کہ بلا (مصیبت وآزمائش)

کونعمت(Blessing) سمجھو۔ یہ بھی فرمایا۔اَلرِّضَاءُ دَفعَ الِاُختِیَارِ (رضا اختیار کو کھو دیتا ہے)۔(عوارف المعارف)

08-**ابو عمر عثمان** بن مرزوق علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔مَنُ تَحَقَّقُ بِالرَّضَاءِ اِسُتَلَذُّ بِا لُبَلَآءِ ۔ (ترجمہ) جو رضا پر ثابت قدم رہا اُس نے مصیبت کی لذّت اٹھائی۔(طبقات الکبریٰ)

اور یہ بھی فرمایا: اَلرَّضَاءُ اِسُتَقُبَالُ الاَحُکَامِ بِالرُّوحِ ۔(ترجمہ) احکامِ قضاوقدر کا روح سے استقبال(Welcome) کرنا ''رضا'' ہے۔(عوارف المعارف)

اور فرمایا: مخلوق (بندوں) کی رضامندی اللہ تعالیٰ سے یہ ہے کہ جو کچھ وہ (اللہ) کرتا ہے اس پر راضی رہیں۔اور اللہ تعالیٰ کا راضی ہونا یہ ہے کہ ان کو (بندوں کو) راضی ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔(کشف المحجوب)

09-**امام محمد غزالی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: مقامِ رضا سے کوئی مقام فائق (بلند) نہیں۔(احیاء العلوم)

تعارفِ اربابِ تحقیق

01۔**الشیخ حسین شجاع الدین صدیقی القادری** علیہ الرحمہ المعروف حضرت حسینی پاشاہ عزتؔ تاریخ ولادت 6 رشوال المکرّم 1327ھ مطابق 1910ء تاریخ وصال 22 ربیع الاول 1418ھ بروز جمعہ مطابق 17 جولائی 1998ء۔آپؒ مرشدی بحرالعلوم مولانا محمد عبدالقدیر صدیقی حسرتؔ کے پانچویں فرزندو جانشین وخلیفہ ہیں۔صورت وشباہت میں اپنے والدمحترم جیسے، بلکہ مقام وولایت میں بھی والد کے طفیل میں اُن کے جانشین حقیقی رہے۔ حبّ اللہ وحبّ رسول ﷺ میں یکتا، انسان کامل کے مرتبہ پر فائض رہے۔آپ عزتؔ تخلص فرماتے اور آپ کا کلام ''کلیاتِ عزتؔ'' کے نام سے شائع ہوا۔ جو عشق ومحبت عرفان ومعرفت سے بھرا پڑا ہے۔خود حیات میں اپنا کلام پڑھتے اور درس دیا کرتے۔آپؒ کے ہزاروں مریدین وکثیر خلفاء ہیں جو فیض محبت وروحانیت سے ممتاز ہیں۔آپؒ کا مزار اپنے والدمحترم حسرتؔ کے قریب 'صدیق گلشن' بہادرپورہ، حیدرآباد، میں زیارت گاہِ خاص وعام ہے۔ مجھ حقیر پر بھی آپؒ کی نگاہِ کرم اور صحبتِ بابرکت سے سرفرازی ہوئی اور اپنے خادمین وخلفاء میں شامل کیا۔

محبت

مظہرِ ہر دو جہاں ہو یا محمد مصطفیٰ ﷺ
تم مقیمِ لا مکاں ہو یا محمد مصطفیٰ ﷺ

عشق کی روح رواں ہو یا محمد مصطفیٰ ﷺ
حسن کی تم جانِ جاں ہو یا محمد مصطفیٰ ﷺ

رونقِ ہفت آسمان ہو یا محمد مصطفیٰ ﷺ
ذرہ ذرہ میں نہاں ہو یا محمد مصطفیٰ ﷺ

مرکزِ ذاتِ ظہور کائناتِ لَم یَزِلُ
ذرہ ذرہ سے عیاں ہو یا محمد مصطفیٰ ﷺ

مرجعِ ذاتِ احد نورِ خدا محبوبِ رب
حاصلِ ہر انس و جاں ہو یا محمد مصطفیٰ ﷺ

تم کو دیکھا حق کو دیکھا شانِ اطہر کیا کہوں
تم نشانِ بے نشاں ہو یا محمد مصطفیٰ ﷺ

تم شفیعُ المذنبین ہو رحمت اللعالمیں
تم سب ہی کے پاسباں ہو یا محمد مصطفیٰ ﷺ

خالؔد عاصی کو کافی ہے سہارا آپ کا
حامئی بیچارگاں ہو یا محمد مصطفیٰ ﷺ

حضرت خالؔد وجودیؒ

06- صفتِ محبت

(Love An Attribute)

سوال1: ''محبت'' کا اصطلاح صوفیہ میں مفہوم کیا ہے؟

جواب: اصطلاح صوفیہ میں محبّ صادق (True Lover) کی اُس باطنی (Internal) کیفیت کو محبت (Love) کے نام سے تعبیر کرتے ہیں جو مطالعہ جمالِ یار (To Stare at Gracefulness of Beloved) کیلئے قلب (دل) کو مضطر (بے چین) و بے قرار کرے۔

سوال2: ''محبت کا ہر جگہ جدا نام ہے جدا کام'' قولِ حضرت بحرالعلوم حسرتؔ علیہ الرحمہ کی تشریح ان ہی کی زبان میں بیان کرو؟

جواب: مرشدی بحرالعلوم حضرت محمد عبدالقدیر صدیقی القادری حسرتؔ علیہ الرحمۃ نے اپنی تصنیف ''المعارف'' میں محبت کے متعلق بعنوان ''نغمۂ محبت'' میں بیان فرمایا کہ محبت کا ہر جگہ جدا نام ہے، جدا کام ہے مثلاً ذرّاتِ عالم (Atoms of the Universe) میں کشش اتصال (Magnetic Attraction) ہے تو زمین اور زمینات میں کششِ ثقل (GravitationalForce) اور مختلف مادّوں (Matters) میں کشش کیمیاوی (Chemical Affinity) ہے تو کُراتِ عالَم (Planets) میں تجاذب (Force of Attraction) جانوروں میں موالفت (Attachment) ہے تو بچوں میں شوق بازی (Enthusiasm) اور جوانوں میں حُسن پرستی (Devotedness) اور بوڑھوں میں شفقت (Kindness) غرباء (Poor) میں حسرت اور تو اغنیاء (Rich) میں حرص دولت اور سپاہیوں میں شہامت (Bravery) ہے تو امراء (Lords) میں جاہ وعزت (Dignity & Respect) اہلِ مذہب (Religious People) میں حمیّت (Defense) ہے تو اہلِ ملک میں عصبیت (Prejudice)، صالحین (Pious) میں عبادت (Worship) ہے تو سالکین (Devotees) میں توحیدِ عزیمت (Resolve for Monotheism) اور واصلین میں (Devine Reausation) بے خودی (Ecsacy) اور کاملین (Perfect Human Being) میں بندگی (Servitude) الغرض محبت ہر جگہ ہر حال میں کارفرما ہے۔

دراصل ''محبت'' میرا نام ہے اور میرا مقام ذرۂ بے مقدار(Tiny Particles)سے خورشید پُر انور (سورج) تک ہے جولانگاہ (نہایت وسعت والا) ہے۔ میری آرام گاہ، دلِ شکستہ(Broken Hearts)ودماغ آشفتہ(Afflicted Minds) ہے۔

میری غذا عاشقوں کا خونِ دل اور لختِ جگر ہے۔ میرا انتساب(Delication)ماوراء الحجاب (Beyond Transcend Veil) ہے۔ میرا سِنِ وسال (عمر) ظہورِ عالم سے ایک سال زیادہ ہے، مگر ہنوز تر وتازہ ہوں۔

سوال 3: محبت کی بالآخر عنایت(Inclination)اور غایت (Purpose) کیا ہے؟ محبت کا نشان اور اسکی علامت بیان کرو؟

جواب: محبت کی غایت کہیں اقتضائے طبیعت(Exigency of Nature) ہے کہیں نفع با لذت (Profit or Pleasure) اور کہیں اہلِ صلاح(People of Counsel)میں خیر وفلاح(Virtue of Prosperity) اور اہلِ معرفت (People of Gnosis)میں علّتِ فطرت(Cause of Nature) ۔

محبت کا نشان یا اُسکی علامت !

اُسکی علامت نامۂ محبوب کا فریفتہ(Fascinated)، پیغامبر (Messenger) کا دلدادہ(Enamoured)، ہر کام میں مطیعِ احکام(Subduded of Commands)، ہر اَمر (Action) میں ایثار(Sacrifice)، ہر بات میں فرمانبردار(Obedient)، بندگی میں سرافگندگی(Head Down)، ذلّت میں لذّت، یاد میں شاد(Glad)، سراپا خیال(Entirely magination)، ہمہ تن محال(Totally Impossible)، زمین پر مکان نہ آسمان پرنشان خانہ برباد، ناشادونامراد۔

جو سچا طلبِ دیدار ہوتا ہے وہ جان نثار ہوتا ہے۔ محبت اُس کو دائمی حیرت(Vally of Surprise) میں لیجاتی ہے۔ شرابِ بےخودی، صہبائے خودفراموشی (نشئے بے ہوشی) پلاتی ہے۔ پھر منہ پر سے نقاب اُٹھاتی ہے، آئینہ بنکر سامنے کھڑی ہوجاتی ہے۔ دیوانہ ہاتھ پھیلاتا ہے کہ محبت (یار) سے بغل گیر ہوسکے۔ ہاتھ خالی جاتے ہیں اور اپنے آپ کو پکڑ لیتا ہے۔ ہوش آتا ہے تو کچھ یاد ہے، کچھ فراموش (بھول گیا) ہے۔ اب اُسکے لئے جہل(Ignorance) میں علم ہے، ظلمت(Darkness) میں نور ہے۔ مرآتِ حیرت ہے۔ جہلا (لاعلم حضرات) اُس کو مجنون (دیوانہ) سمجھتے ہیں۔ علماء(Scholars) اُس کو اپنے محاورے کے مطابق اُس کے کلام کا

مطلب نکالتے ہیں اور من مانے حکم لگاتے ہیں۔ یہ اس وجہ سے کہ عاشقوں (Lovers) میں جو دقیقہ سنج (باریک بیں) ہوتے ہیں، مرنجان مرنج (سمندری طے کی خبر رکھنے والے) ہوتے ہیں، یہ آسمانی زبان میں کلام کرتے ہیں اور سامعین (سننے والے) کے فہم (سمجھ) میں جو کچھ آتا ہے، مان لیتے ہیں جو نہیں سمجھ آتا تو تاویل (Interprete) کر لیتے ہیں۔ لوگ اِن کے نشانِ قدم پر چلتے ہیں۔ اِن کے خاکِ قدم کو کُحلُ البَصیرت (سرمۂ بصیرت) سمجھتے ہیں۔

سوال4: محبت کے تعلق سے ارباب طریقت کی بالاتفاق رائے کیا ہے اور انہوں نے اس کو اپنے اپنے انداز میں کس طرح بیان کیا؟

جواب: چنانچہ حقیقتِ محبت کی نسبت اربابِ طریقت نے بالاتفاق فرمایا ہے کہ محبت محض موہبت (عطا) ہے جس کو نہ کسب وکوشش سے تعلق ہے نہ جدوجہد سے سروکار۔ بفحوائے ؎

اِنَّمَا هِیَ مِنْ مَوَاهِبُ الْحَقِّ وَ فَضْلُهُ، (ترجمہ) بے شک یہ (محبت) حق تعالیٰ کے فضل وعطا سے ہے۔

می خور کہ عاشقی نہ بکسب اس و اختیار — ایں موہبت رسید ز ایوان قسمتم

ترجمہ: شرابِ وحدت پی کہ عاشقی کا نہ کسب اور کوشش سے تعلق ہے۔ نہ اختیار سے ہے بلکہ یہ تو محض وہبت (گرویدگی ودیوانگی) ہے جو قسمت سے (اللہ تعالیٰ کے فضل سے) نصیب ہوتی ہے۔

علی ہذا حضرات صوفیہ کرام نے علامتِ محبت کو بہ کمالِ صراحت بیان فرمایا ہے۔ اور بعض مقتدر عارفین نے تو گرفتاراںِ دامِ محبت کے ظاہری کیفیت بھی مجمل الفاظ میں تحریر فرمایا ہے مثلاً حضرت حافظ شیراز علیہ الرحمۃ نے فرمایا ؎

روئ زرداست و آہ درد آلود — عاشقاں را گواہ رنجوری

ترجمہ: چہرہ کا زرد پڑنا اور درد آلود آہ بھرنا، عاشقوں کی گواہی (نشانی) ہے۔

عارف باللہ حضرت شرف الدین بوعلی شاہ قلندر قدس سرہ نے تھوڑی صراحت کے ساتھ یوں نظم فرمایا۔ ؎

عاشقاں راشش نشان است اے پسر　　آہ سرد و رنگ زرد و چشم تر
گر ترا پرسند سہ دیگر کدام　　کم خورد کم گفتن و خفتن خرام

ترجمہ: اے فرزند عاشقوں کی چھ(6) نشانیاں ہیں ٹھنڈی سانس بھرنا رنگ پیلا پڑنا اور آنسو بہانا۔ اگر تجھ سے پوچھے کہ اور تین نشانیاں کیا ہیں تو (سُنو) کم کھانا، کم بولنا اور کم سونا ہے۔

محبت صادق کی ایک نشانی یہ ہے محبّ بجز حُسنِ محبوب کے دوسری طرف کبھی التفات (توجہ) نہیں کرتا۔ اور شوقِ دیدار میں زبانِ حال سے کہتا ہے ؎

گر چشم بروی دگرے باز کنم　　حق نمک حسنِ تو کورم سازد

ترجمہ: اگر میں سوا تیرے کسی کی طرف نگاہ کروں تو تیرے نمکین (گرویدہ) حسن کی قسم میں اندھا ہو جاؤں۔

شیخ شہاب الدین سہروردیؒ نے ''عوارف المعارف'' میں ایک علامتِ محبت کی معنوی (باطنی) کیفیات کا ذکر یوں فرمایا کہ محبّ صادق کی مخصوص نشانی ہے کہ اُس کا قلب (دل) لوثِ دنیا (دنیا کی چاہت) سے صاف اور اغراض آخرت سے پاک ہو اور اُس کو ماسویٰ یار کسی سے سروکار نہیں۔

عشق توائی حیاتِ جاں مذہب وملت نیست　　قبلہ ماست کوئ تو کعبہ ما ست روئ تو

ترجمہ: تیرا عشق ہمارے لئے تو اے حیاتِ جاں (زندگی)!، نہ مذہب ہے نہ ملت۔ ہمارا قبلہ تیری گلی ہے۔ اور تیری صورت ہمارا کعبہ ہے۔

اور یہ بھی واضح ہو کہ محبّ ذکرِ محبوب میں ہمیشہ مشغول (Busy) رہتا ہے۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے۔ مَنْ اَحَبَّ شَيْئًا اَكْثَرَ ذِكْرُهُ (ترجمہ) جو جس شئے سے محبت کرتا ہے وہ اسکا اکثر ذکر کرتا رہتا ہے۔ لہذا اکثرت ذکرِ حبیب سے خستہ (Tired) نہ ہو بلکہ طرب و شگفتگی (لذت وخوشی) نمایاں ہوں۔ بقول ؎

فَحُبَّكَ رَاحَتِیْ فِیْ كُلِّ حِيْنٍ　　وَ ذِكْرُكَ صُوْنِسِىْ فِیْ كُلِّ حَالٍ

(ترجمہ) پس تیری محبت راحت ہے میرے لئے ہر وقت تیرا ذکر راحت ہے ہر حال میں

محبت میں یہ بھی ہے کہ جس قدر تقرّبِ محبوب حاصل ہو، اسی قدر شوق اور ذوق (Emotion & Pleasure) میں

ترقی ہواور محبّ وصال محبوب کا خواستگار رہے۔ کیونکہ جس طرح جمالِ محبوب کی حدود نہایت نہیں اسی طرح شوقِ محبّ کی بھی انتہا اور غایت نہیں۔

سیر نگشت چشم من از نظر جمال تو　　　ہست درون جان من ہر نفسے خیال تو

(ترجمہ): میری آنکھ تیرے دیدارِ جمال (حسن) سے ابھی سیر نہیں ہوئی۔ تو' تو میری جان ہے کہ ہر سانس میں تیرا ہی خیال ہے۔

سوال5: صوفیہ کرام کے لحاظ سے محبت الٰہی کتنے انواع (طریقہ) پر منقسم ہے؟

اکثر صوفیہ کرام اقسامِ محبت الٰہی کو دو [2] انواع (طریقے) پر منقسم فرمایا ہے۔

1۔ محبتِ عام (Usual Love)　2۔ محبتِ خاص (Real Love)۔

محبتِ عام یہ ہے کہ محبّ کا باطن مائل بمطالعہ صفات (Devine Attributes) اور محبتِ خاص کی صفت یہ ہے کہ محبّ کی روح مائل بمشاہدہ حسنِ ذات (Witnessing Devine Unity) ہو۔ کیونکہ محبتِ عام کا ماہتاب (چاند) آسمانِ صفت پر دورہ کرتا ہے۔ اور محبتِ خاص کا آفتاب (سورج) اُفقِ ذات سے برآمد و نمودار ہوتا ہے۔ یاد رہے: محبتِ عام وہ نور ہے جو بزمِ آرائش (Adornment) کو منوّر (روشن) کرتا ہے۔ جبکہ محبتِ خاص وہ شعلۂ نار (Blaze) ہے جو محبّ (Lover) کی ہستی (Life) کو خاکستر (فنا) اور خرمنِ مقاصد و اغراض (امید اور خواہشات کے محل) کو نیست و نابود (مٹا کر ختم) کرتا ہے۔ بقول ؎

اَلْعِشْقُ نَارٌ تُحْرِقُ مَا سِوَی الْمَحْبُوْبِ (ترجمہ) عشق ایک شعلہ ہے جو ماسویٰ محبوب کو پھونک دیتا ہے یعنی جلا دیتا ہے، باقی نہیں رکھتا بقول ؎

عشق آں شعلہ ست کو چوں برفروخت　　　ہر چہ جز معشوق باقی جملہ سوخت

(ترجمہ) : عشق وہ آگ یا شعلہ ہے جو جز معشوق (محبوب) کے سب کو جلا دیتا ہے۔

بعض محقق اربابِ طریقت فرماتے ہیں کہ محبت کی پانچ (5) قسمیں ہیں۔

اول : الفت ۔　دوم : مودت (Affection)　سوم : اُنس (چاہت)۔

چہارم : محبت　پنجم : عشق (Deep Love) جو اصل محبت ہے۔

الغرض حضراتِ صوفیہ کرام نے جس قدر صفاتِ محبت بیان فرمائے ہیں اُن کا خلاصہ یہ ہے کہ محبت تقرب اِلی اللہ میں مقامِ رفیع(Elevated)اور مرتبہ علیا(Exalted State) کا نام ہے۔اور جملہ مقاماتِ سلوک اور تمامی اخلاقِ حسنہ، محبت سے واسطہ (Connected) اور جزئیاتِ محبت ہیں۔فی الحقیقت ''صفاتِ محبت'' کی تصریح(Clarification)وتشریح(Explanation) امکانِ بشری (انسانی سوچ) سے باہر ہے۔بقول ۔

گر بگویم عشق را شرح و بیاں   من نما نم داں بماند جاوداں

(ترجمہ)اگر میں عشق کا خلاصہ بیان کروں کہ میں نہیں ہوں جان لے خدا ہی موجود ہے۔

ارشاداتِ اربابِ تحقیق

سوال06 :''محبت'' کے متعلق ارشادات اربابِ تحقیق بیان کرو؟

01-**ابو سعید حسن بصری** علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ اَلْمُحِبُّ سُکْرَاتِ۔اَنْ لَا یُفِیْقُ اِلَّا عِنْدَ مُشَاھِدَۃِمَحْبُوْبِہٖ (ترجمہ) خدا کی محبت والا نشہ میں رہتا ہے۔اُس کا نشہ نہیں اُترتا لیکن اپنے محبوب کے مشاہدہ کے وقت۔(طبقات الکبریٰ)

02-**ابو سلیمان دارانی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: حصول قربِ الٰہی کیلئے بہترین نسخہ ہے کہ بجز محبت کے دنیا وآخرت کی کوئی چیز نہ مانگو۔(احیاء العلوم)

03-**ابو بکر واسطی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا:''محبت'' جملہ اشیاء کو بھول جانا ہے استغراقِ مشاہدۂ محبوب میں۔ (نفحات الانس)

04- **ابو الفیض ذوالنون مصری** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: محبتِ خدا کی علامت یہ ہے کہ حبیبِ خدا (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے مطیع رہو۔

۔اگر خلق سے اُنس ہے تو حق سے محبت کبھی نہیں ہوگی۔

۔ہر چیز کیلئے عقوبت(Negative Aspect) ہے اور محبتِ (خلق) کی عقوبت یہ کہ خدائے تعالیٰ کے ذکر سے غافل رہے۔(نفحات الانس)۔ (تذکرۃ الاولیاء)

05-**امام ابو القاسم قشیری** علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔مَحْوُالْمُحَبَّۃِ لِصِفَاتِہٖ وَاِثْبَاتِ الْمَحْبُوْب

بِـذَاتِــہٖ ۔(ترجمہ) محبت کی تعریف یہ ہے کہ محبّ اپنے صفات کی نفی اور محبوب کی ذات کا اثبات کرے۔ (کشف المحجوب)

06-**با یزید بسطامی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: محبت اِس کو کہتے ہیں کہ:

☆ دنیا و آخرت کو دوست نہ رکھے۔ ☆ حجاج (حاجی حضرات) قالبِ خاکی (جسم) سے کعبہ معتبر کے گرد طواف کرتے ہیں اور بقا چاہتے ہیں۔ اور صاحبِ محبتِ صادق قلب (دل) سے گردِ عرش طواف کرتے ہیں۔ اور بقا چاہتے ہیں اور فرمایا کہ محبت اِسکو کہتے ہیں کہ محبّ اپنی کثیر (ریاضت) کو قلیل (کم) اور محبوب کے قلیل (انعام) کو کثیر (بہت) جانے۔ (تذکرۃ الاولیاء، کشف المحجوب)

07-**سمنون محب** علیہ الرحمۃ سے پوچھا گیا کہ محبت کے واسطے امتحان کیوں لازم کردیا گیا۔ فرمایا: تاکہ پست ہمت (کمزور) محبت کا دعویٰ نہ کرے اور پھر ابتلاء (امتحان) کو دیکھ کر بھاگ جائے۔

☆ یہ بھی فرمایا: کہ ہر چیز سے محبت دقیق تر (Delicate) ہے جس کی حقیقت بیان نہیں ہوسکتی۔

☆ یہ بھی فرمایا: ذَھَبَ الْمُحِبُّوْنَ اللہِ بِشَرَفِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ لِاَنَّ النَّبِیّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ قَالَ الْـمَـرْءُ مَعَ مَنْ اَحَـبَّ ۔(ترجمہ) خدا کے محبّ دنیا میں شرف یافتہ (عزت والے) ہیں کیوں کہ رسول کریم علیہ التحیت والتسلیم نے فرمایا ہے جو جس سے محبت کرے گا وہ اُس کے ساتھ رہے گا۔ (کشف المحجوب)

08-**خواجہ معروف کرخی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: محبت، خلق (لوگوں) سے سیکھنے کی چیز نہیں ہے۔ بلکہ یہ علم الٰہی ہے اور اُسی کے فضل سے نصیب ہوتی ہے۔ (نفحات الانس)

09-**عبداللہ تستری** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: ''میں ابلیس (شیطان) کو دیکھا اور اُس سے پوچھا کہ تجھ پر سخت وقت کونسا ہوتا ہے''۔ کہا: ''جب بندوں کو دیکھتا ہوں کہ محبت کے ساتھ خدا کی طرف متوجہ ہیں''۔ (احیاء العلوم)

10-**یحیٰی بن معاذ** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: حَقِیْـقَۃُ الْـمُحَبَّۃِ مَا لَا یَنْقُصُ بِالْجَفَاءِ وَلَا یَزِیْدُ بِالْبِرِّ وَالْعَطَاءِ (ترجمہ) محبت کی حقیقت یہ ہے کہ محبت (محبوب) کی جفاؤں (ظلم وسختی) سے نہ کم ہوتی ہے اور نہ انعامات وعطیات سے زیادہ۔ (کشف المحجوب)

11-**ابو عثمان جیری** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: اَلشَّوْقُ مِنْ شَعَارِ الْمُحَبَّۃِ ۔(ترجمہ) اشتیاق (شوق)

لوازمِ محبت ہے۔(عوارف المعارف)

12-**خواجہ ابن عطا** علیہ الرحمۃ سے دریافت کیا گیا کہ شوق کس کو کہتے ہیں۔فرمایا:"دل کا جلانا جگر کا پارہ پارہ ہونا"۔پھر پوچھا شوق افضل ہے یا محبت؟ آپؒ نے فرمایا محبت:اس لئے کہ محبت سے شوق پیدا ہوتا ہے۔ (احیاءالعلوم)

13-**خواجہ ابو علی رودباری** علیہ الرحمۃ نے فرمایا:محبت کی حقیقی تعریف یہ ہے کہ اپنی کُل کائینات محبوب کو بخش دو۔اور(تمہاری) مِلک کچھ نہ ہو۔ (نفحات الانس)

14- **ابراھیم بن داؤد** علیہ الرحمۃ نے فرما:یاطاعتِ خداومتابعتِ رسول عین محبتِ خدائے تعالیٰ ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء)

15-**ابو عبداللہ محمد بن فضل** علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

1۔محبت ایثار(Sacrifice)ہے۔اوراس کے چار شرائط ہیں۔

اول : ذکردائمی سے دل خوش ہو۔

دوم : ذکرِحق سے اُنسِ عظیم(نہایت پسندیدہ)ہو۔

سوم : قطع اشغالِ دنیا(دنیا سے بےتعلقی)۔

چہارم : اُس سے کنارہ کرنا(دوری اختیار کرنا)جوغیراللہ سے وابستہ ہو۔

2۔فرمایا محبت جملہ اشیاء(چیزوں)کو بھول جانا ہے۔استغراقِ مشاہدۂ محبوب(دیدارمحبوب میں کھوجانے میں)۔اورفنا ہونا محبّ کا،محبوب سے محبوب کے ساتھ۔(تذکرۃ الاولیاء)

16-**احمد عاصم الطائی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا:محبت کی علامت یہ ہے کہ عبادت کم، خلوت نشینی اورخاموشی زیادہ، جب اسکو دیکھو وہ تم کو نہ دیکھے۔اگرپکارو نہ بولے۔اگرتکلیف ہوتو اسکاغم نہ کرے اوراگر راحت ہوتو اسکی خوشی نہ کرے اورکسی سے نہ ڈرے اورکسی سے امید نہ رکھے۔(نفحات الانس)

17-**شیخ حیات بن قیس** علیہ الرحمۃ نے فرمایا محبت معرفت کی شمع اورطریقت کا سرمایہ ہے۔جس کے ذریعہ سے لوگ لقائے محبوب(محبوب کی ملاقات)تک پہنچتے ہیں۔(طبقات الکبریٰ)

18-**سیدی ابراھیم وسوتی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا جب تک ''میں'' اور ''تم'' (کا خیال) ہے اُس وقت محبت کہاں۔ بقول ؎

ای ہمنشیں خبر کن کز جذبۂ محبت　　　لیلےٰ شد است مجنوں، مجنوں خبر ندارد

ترجمہ: اے ہمنشین (دوست) محبت کے جذبہ سے کہو، لیلیٰ مجنوں کی ہوگی اور مجنوں کو خبر تک نہ ہوگی۔

19-**بحرالعلوم علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی قاری** حسرتؔ علیہ الرحمۃ نے فرمایا: محبت کیا ہے؟ ایک طلبِ طبیعت ہے، میلانِ خاطر ہے، جذبہ دل ہے۔ یہی طلب محبت نا قابل برداشت ہوجاتی ہے تو ''عشق'' کہلاتی ہے۔ خلافِ فرمان شرع ہوتی ہے تو ''فسق'' ہے۔ اس (محبت) کی تحریک اصل میں مافوق العرش (عرش پر سے) ہوئی ہے کُنْتُ کَنْزً مَخْفِیًا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ (حدیث) ترجمہ: (اللہ تعالیٰ) چھپا ہوا خزانہ تھا اور جب چاہا کہ پہچانا جائے.......... بقول ؎

سرحب ازلی در ہمہ اشیاء ساری است　　　ورنہ بر گل نہ زوے بلبل بے دل فریاد

(ترجمہ) محبت ازلی کا راز دنیا کے تمام اشیا سے عیاں ہے ورنہ بلبل پھول کے محبت (زد) میں کیوں فریاد کرتا۔

تکلیف شرعی جن وانس میں مشترک ہے۔ فرشتے بھی طاعت کرتے ہیں۔ انسان سے کچھ زیادہ ہی کرتے ہیں۔ محبت ہی بارِ امانت ہے۔ محبت ہی موجبِ حکومت وخلافت ہے۔ اسلئے صوفیہ صافیہ کے پاس وجہ خلقتِ آدم علیہ السلام محبت ہے۔

اَلْعِشْقُ یُحْرِقُ مَاسِوَی الْمَحْبُوب (ترجمہ) عشق ماسوا محبوب کو جلا کر پھونک دیتا ہے۔ شرکت پسند نہیں کرتا۔ انا لاغیری کا دعویٰ ہے۔ (اللہ بس باقی ہوس) ﴿وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ﴾ ﴿وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ﴾ (سورۃ البقرہ آیت 165) اور ایمان دار خدا سے سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔

(تفسیر صدیقی)

تعارف اربابِ تحقیق

01-**ابو بکر واسطی** علیہ الرحمۃ:۔آپؒ حضرت جنیدؒ کے اصحابِ اجلّہ میں تھے۔توحید میں تقریر(بیان) کرتے اورطریقت میں جلیل القدررہے۔عہدِ جوانی میں عراق میں آئے اور300ھ میں وصال ہوا۔

02- **امام ابوالقاسم قشیری** علیہ الرحمۃ:۔آپؒ کا نام عبدالکریمؒ تھا۔آپؒ صاحبِ تصنیف رہے۔حضرت شیخ ابوعلیؒ کے مرید تھے۔ ربیع الآخر 495ھ میں سفرآخرت فرمایا۔

03-**خواجہ ابو علی رودباری** علیہ الرحمۃ:۔آپؒ بغداد کے رئیس نسلِ کسریٰ سے تھے۔ مصر میں سکونت اختیار کی اورمشہور شیخِ طریقت گزرے ہیں اور322ھ میں وصال ہوا۔

04-**ابراھیم بن داؤد** علیہ الرحمۃ:۔آپؒ شام کے مشہور عارف حضرت جنیدؒ اورابن جلاؒ کے ہم نشیں رہے۔ تجریداورتفرید(احوالِ فناء وبقاء) میں یگانہ تھے۔233ھ میں وصال ہوا۔

05-**ابو عبداللہ محمد بن فضل** علیہ الرحمۃ:۔آپؒ بلخی النسل ہیں۔متعصبین(حاسدوں)نے وطن سے نکالا۔سمرقندآکرقاضی ہوئے۔پھرحج کا قصدکیا۔اوردورانِ سفرِ حج319ھ میں وصال ہوا۔

06- **شیخ حیات بن قیس** علیہ الرحمۃ:۔ آپؒ عارفین اورمحققین میں سے تھے۔صاحبِ مقاماتِ علیہ تھے۔حران کومسکن بنایااوروہیں 581ھ میں وصال ہوا۔اورحیاتِ ابدی وبقائے سرمدی حاصل کی۔

تضرع

ادائے بے نیازی کا مرقع بن گیا ہوں میں
نیاز حاصل ہے مجھکو جس سے، اُس پہ ہی فدا ہوں میں
میری حالت نہ پوچھو، ہجر میں کیسے گذرتی ہے
فراقِ یار میں مَر مَر کے، ہردم جی رہا ہوں میں
تڑپنے کی اجازت ہے نہ لب سے اُف نکلنے کی
ہوں راضی اس کی مرضی پر، جو ساکت ہوگیا ہوں میں
میری دنیائے الفت ہر تعین سے ہے مستغنی
تقید سے رِہا ہو کر ، سراپا یار کا ہوں میں
کسی کے راز کو سینے میں اپنے ہی چھپا لیکر
کسی کی ذُلفِ پیچیدہ کا ، خود سودا زدہ ہوں میں
مجھے وارفتگی میں بھی ، رہی وابستگی اُن سے
کسی حالت میں بھی اُن سے ہی رکھتا رابطہ ہوں میں
میں اس دریائے وحدت ہی کا اک ادنیٰ شناور ہوں
شعاعِ نورِ انور پا کے روشن ہوگیا ہوں میں
کسی سے کچھ غرض خالدؔ نہیں رکھا ہے عالم میں
سمجھ سکتا کہاں کوئی تجھے تو جانتا ہوں میں

حضرت خالدؔ وجودی رح

6.1 تضرع

{Humility (or shed Tears)}

سوال7: اصطلاح صوفیہ اور عارفین کی نگاہ میں ''تضرع'' سے کیا مراد ہے؟

جواب: اصطلاح صوفیائے کرام میں ''تضرع'' سالک کی اُس حالتِ قلبی کا نام ہے جس کو عموماً ریاضت و مجاہدات (راہِ خدا میں جدوجہد) کا ثمرہ کہتے ہیں۔ لیکن درحقیقت یہ محبتِ صادق کا نتیجہ ہوا کرتا ہے جس کا اثر قلب کو رقیق و محزوں (نرم و غمگین) کرتا ہے اور رفتہ رفتہ اس حزن (Grief) سے غم اور کثرتِ غم سے اشکباری (آنسو بہانے) کی نوبت آتی ہے جو باری تعالیٰ کو پسندیدہ ہے۔

عارفین کا اتفاق ہے کہ تضرع سے حالات و واردات کُھلتے (منور ہوتے) ہیں۔ اور یہ حصولِ مُرادات کا ذریعہ بھی ہے۔ اور یہ بھی تجربہ ہے کہ قلب کو تکدّراتِ نفسانیہ (Carnal Disturbance) اور وساوسِ شہوانیہ (Sexual Temptation) سے پاک و صاف کرنے کا بہترین نسخہ ''تضرع'' ہے۔ بقول ؎

تا نگرید ابر کے خندد چمن　　　تا نہ گرید طفل کے جوشد لبن

(ترجمہ): جب تک بادل نہ برستے چمن تروتازہ نہیں ہوتا۔ جب تک بچہ نہ روئے ماں کے تھن میں دودھ نہیں جوش کھاتا۔

علیٰ ہذا کہ آدابِ عشق میں ہے کہ وصالِ مطلوب (حق) کے تصوّر و خیال کے واسطے بھی طہارتِ حقیقی لازم ہے۔ اور طہارتِ قلب (دل) بغیر آبِ چشمِ مشتاق (بغیر آنسو بہانے) کے ممکن نہیں۔ بقول ؎

غسل از اشک زِ دم کاہل طریقت گویند　　　پاک شو اول و پس دیدہ بران پاک انداز

(ترجمہ) روح کا غسل آنسو سے کرنا کہ اہلِ طریقت کہتے ہیں۔ دل پاک ہوتا ہے لہذا آنسو بہانا پاک صفت ہے۔

سوال8: محققین کی نگاہ میں ''تضرع'' کی دو قسمیں کونسی ہیں؟

جواب: بعض محققین نے ''تضرع'' کی دو نوع (قسم) بتائی ہیں۔ مجازی و حقیقی۔ تضرع مجازی میں مال و

متاع کی محبت اور خیال رہتا ہے۔ اور یہ تضرع نا مناسب ہے۔ اور تضرع حقیقی میں بندہ محبتِ کردگار (پروردگار) میں اشکبار (روتا) ہوتا ہے تو یقینی رحمتِ حق کا مستحق اور سرفراز ہوتا ہے۔ اور یہ سراپا محمود (پسندیدہ) اور سببِ حصولِ مقصود ہے۔

اسلئے سالکِ راہِ طریقت کو چاہیئے کہ اپنے چمنِ قلب کو محبت کے آب دیدہ (آنسو) سے آبیاری (پانی پہنچا) کر کے سرسبز و تازہ رکھے تا کہ ثمرۂ محبت حاصل ہوتا رہے۔ بقول حافظ شیرازی ؎

غبارِ غم برود حال بہ شود حافظؔ　　تو آب دیدہ ازیں رہگزر دریغ مدار

(ترجمہ): غم کا غبار چھٹ گیا اب آگے حال بہتر ہوگا۔ اے حافظؔ اس راستے میں تُو غم زدہ مت ہو۔

ارشادات اربابِ تحقیق

سوال9: ''تضرع'' کے متعلق ارشادات اربابِ تحقیق بیان کرو؟

جواب: 01-**خواجہ فضیل** بن عیاض علیہ الرحمۃ نے فرمایا: حق تعالیٰ جس بندے کو دوست رکھتا ہے اسکو اندوہ و غم (Sorow&Grief) میں مبتلا رکھتا ہے۔ اور جسکو دشمن رکھتا ہے، اُس پر دنیا کشادہ کرتا ہے۔ (طبقات الکبریٰ)

02-**ابو سلیمان دارانی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: عبادت کر چشم گریاں (آنسو بھری آنکھوں) اور پُر فکرِ دل (اللہ کی عظمت و بڑائی کے خشیہ) سے۔ (طبقات الکبریٰ)

یہ بھی فرمایا: کہ تم عادت کرو کہ چشم گریاں اور دل مشغول بکثرت رہے۔ (تذکرۃ الاولیاء)

03- **یزید بن ہارون** علیہ الرحمۃ کی آنکھیں بہت خوبصورت تھیں۔ مگر آپؒ ہمیشہ روتے رہتے تھے حتیٰ کہ ایک آنکھ کی بصارت بالکل جاتی رہی اور ایک آنکھ کمزور ہوگئی۔ (طبقات الکبریٰ)

04-**احمد عاصم الظاکی** علیہ الرحمۃ کا قول ہے: وادی دل یعنی دل کی دنیا میں یہ پانچ چیزیں ہیں۔

[1] صحبتِ صالحین، [2] تلاوتِ قرآن، [3] گرسنگی (Hunger)، [4] نمازِ شب، [5] زاری سحر (تضرع)

ہر گنجِ سعادت کہ خداداد بحافظؔ　　از یُمن دعائے شب و وردِ سحری بود　　(حافظ شیرازیؒ)

(ترجمہ): نیک بخت کا ہر وہ خزانہ جو حافظؔ کو دیا ہے وہ رات کی دعا اور صبح کی وظیفہ کی برکت سے تھا۔

05-**شفیق بلخی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: رابعہ بصریؒ کے سجدہ کا مقام آنسوں سے اس قدر تر رہتا تھا گویا

پانی بہایا گیا ہو۔(طبقات الکبریٰ)

06-**ابوالحسن فرقانی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: اندوہ(غم)طلب کر، تا کہ تیرے آنسو نکل آویں۔ کیونکہ حق سبحانہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے بندوں کے رونے کو پسند فرماتا ہے۔(طبقات الکبریٰ)

07-مولانا روم جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ اپنی مثنوی شریف میں فرماتے ہیں۔

اے خوشا چشمے کہ او گریانِ تست — وی ہمایوں دل کہ آن بریاں تست
آخر ہر گریئہ صد خندہ ایست — مردِ آخر بین مبارک بندہ ایست
پیشِ یوسفؑ نارش خوبی مکن — جز نیازد آہ یعقوبیؑ مکن:
پیش حق یک نالہ از روئے نیاز — بہ کہ عمرے در سجود و درنماز

(ترجمہ): تیری آنکھ بہترین ہے کہ آنسو بہاتی ہے۔اوردل مبارک ہے کہ تیری محبت میں جلتا ہے۔سو[100] بار ہنسنے سے ایک بار رونا اچھا ہے۔کیونکہ آخرت کو نظر میں رکھنے والا مرد ہی اچھا بندہ ہے۔یوسفؑ کے سامنے خوبصورتی کا ذکر مت کرنا۔ نیاز کے سوا یعقوبؑ جیسی آہ وبکا مت کر اللہ تعالیٰ کے سامنے خلوص کے ساتھ ایک روز بہتر ہے ساری عمر کے سجدوں اور نماز سے۔

تعارف اربابِ تحقیق

01-**یزید بن ھارون** علیہ الرحمۃ:۔ حضرت احمد بن شانؒ کا بیان ہے کہ کسی عالم کو آپؒ سے بہتر نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔چالیس(40) سال تک جب عشاء کی نماز آپؒ پڑھتے تو چاشت کی نماز تک مشغولِ نماز رہا کرتے۔

06.2- بیداری

(Waking All Night in Worship)

سوال10: رات کی بیداری سے کیا مراد ہے؟ دل کی بیداری کا مطلب کیا ہے؟

جواب: ''رات'' کو قدرتِ حق نے ایسا صحیح معیار بنایا ہے' اُس سے غافل و ہوشیار کہ صدق و کذب (سچائی و جھوٹ) کا بخوبی اظہار ہو جاتا ہے۔ کیونکہ رات کی بیداری (جاگنا) وسیلۂ معرفتِ نفس اور سببِ حصولِ احوال (کیفیت) ہے اُسی طرح خوابِ غفلت باعثِ ذلّت اور موجبِ خسرانِ (نقصان) آخرت ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ دل کے ساتھ آنکھ بھی بیدار ہونا لازم ہے اور آنکھ کے ساتھ دل کا دیدار ہونے کیلئے بیقرار ہونا ضروری ہے۔ ورنہ دل خفتہ (سویا ہوا) اور چشمِ بیدار (آنکھ کھلی ہوئی) بھی بیکار ہے۔ اور چشمِ غافل، دلِ ہوشیار بھی نا قابلِ اعتبار ہے۔ بقول

خیرہ آن دیدہ کہ آبش زد گریۂ عشق　　　تیرہ آن دل کہ در نور محبت نہ بود

(ترجمہ): بہتر ہے وہ آنکھ جو عشق میں روئے　اندھی ہے وہ آنکھ جس میں محبت کا نور نہ ہو۔

لہٰذا آنکھ جب خوابِ غفلت سے قطعی نفور (لاتعلق) ہوتی ہے' تو ضرور جمالِ شاہد (اللہ تعالیٰ) کی دید سے مسرور (خوش) ہوتی ہے۔ اور دل بکمالِ بیداری جویائے رُومال (خوش قسمتی کا آئینہ دار) ہوتا ہے' تو اپنے عجز و نیاز کی بناء پر اُس بندہ نواز (خدا) کا قرب حاصل ہوتا ہے۔

چنانچہ خدائے بے نیاز نے خلعتِ امتیاز (مرتبہ اعلیٰ) اور تقرب خواص کا اعزاز (Award of Proximity) اپنے برگزیدہ بندوں کو پردۂ شب (رات) ہی میں تفویض (عطا) فرمایا ہے۔ اسی لحاظ سے حضراتِ عارفین نے ظاہری و باطنی بیداری کی طالبین کو ہدایت فرمائی ہے۔

ارشاداتِ اربابِ تحقیق

سوال 11: ''بیداری'' سے متعلق ارشادات اربابِ تحقیق بیان کرو؟

جواب: 01- **حسین بن صالح بن حیٔ** علیہ والرحمۃ نے فرمایا: کوئی رات ایسی نہیں ہے جس میں آسمان سے خیرات نہ اُترتی ہو جو بیدار رہنے والوں پر تقسیم ہوتی ہے۔ (طبقات الکبریٰ)

02- **فضیل بن عیاض** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: زیادہ کھانا اور زیادہ سونا دل کو فاسد (بگاڑ وخراب) کرتا ہے۔ (طبقات الکبریٰ)

03- **ابوالحسن سری سقطی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: جو شبِ تاریک میں اپنے ربّ سے مانوس (Familiar) ہوا، قیامت کے روز اُس کا نام روشن وبلند ہوا۔ (طبقات الکبریٰ)

04- **مکحول دمشقی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: جس نے اللہ کے ذکر میں شب زندہ داری (بیداری) کی' وہ صبح کو اُس دن جیسا ہو گیا جس دن وہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔ (طبقات الکبریٰ)

05- **خواجہ ابو بکر شبلی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: جو سویا وہ غافل ہوا۔ اور جو غافل ہوا وہ محجوب حق سے ہوا۔ (طبقات الکبریٰ)

06- **ابو محمد سھل** بن عبداللہ تسری علیہ الرحمۃ فرماتے تھے: لوگ پڑے سوتے ہیں اور جب مرینگے تو بیدار ہوں گے۔ اور بیدار ہوں گے تو پچھتائیں گے' تو اُن کا پچھتانا فائدہ نہ دیگا۔ (طبقات الکبریٰ)

07- **ابو بکر طمستانی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: بیداروں کیلئے (انکی) بیداری آخرت کا آباد کرنا ہے۔ جس طرح غافلوں کیلئے غفلت دنیا کا آباد کرنا ہے۔ (طبقات الکبریٰ)

08- **شیخ احمد بن حسین** رفاعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا: مجھے اللہ سے شرم آتی ہے کہ تکلف (Formality) کر کے سوؤں۔ (طبقات الکبریٰ)

سماع

(نعتِ رسول ﷺ)

خدا کے ہیں دلدار سرکار میرے　　بُروں کے خریدار سرکار میرے
محمد[ﷺ] ہمارے حبیب خدا ہیں　　نبیوں کے سردار سرکار میرے
خدا ہوگیا آپ ﷺ پر دل سے شیدا　　ہیں ایسے طرحدار سرکار میرے
خدا کی خدائی پہ ہیں متصرف　　عوالم کے مختار سرکار میرے
اسی وقت امداد کو آن پہنچے　　جو چیخے گنہگار سرکار میرے
جو بخشش کے حامی ہیں محشر میں انکی　　شفاعت ہے در کار سرکار میرے
اِشارہ جدھر ہو اسے بخش دوں گا　　ہے فرمانِ غفار سر کار میرے
زمین آسماں، مہہ خورشید و انجم　　ہیں سب تیرے انوار سرکار میرے
عیوب اس قدر مجھ میں ہیں پردہ رکھ لے　　دو عالم کے ستار سرکار میرے
عوالم کی رحمت امم کی شفاعت　　تجھے ہے سزاوار سرکار میرے
تو نظرِ کرم کر تو رکھ لاج اِسکی
ہے خالدؔ خطا وارؔ سرکار میرے

حضرت خالدؔ وجودیؒ

سماع

(Audition)

سوال 12: ’’غنا‘‘ یعنی سماع کی افادیت کے متعلق کن اُمور کو دیکھا جاتا ہے؟

جواب: سماع (قوالی) ‘غناء (شعر گوئی)‘ یہ ایسے امور ہیں جو دل میں عشق و محبت کی آگ لگاتے ہیں‘ جذبات (Emotions) کو اُبھارتے ہیں۔ گھٹے ہوئے جذبات باہر لاتے ہیں۔ خیالات کو ایک نقطہ پر قائم کرتے ہیں۔

واضح ہو کہ اسلام کسی فطری جذبہ (Natural Inclination) کو معدوم (Suppress) نہیں کرتا بلکہ اس کی اصلاح (Reform) کرتا ہے۔ اس کو اعتدال (Moderatiion) پر لاتا ہے۔ سماع یا شعر پڑھنا‘ اس کا بھی یہی حکم ہے۔ چنانچہ سماع کی افادیت کے متعلق!

اوّل: یہ دیکھا جائے گا کہ شعر (Couplets) کا مطلب اور اسکی غرض کیا ہے۔

اُسکو گانے والا کون ہے؟ یعنی بدچلن تو نہیں۔ اور سننے والا کون ہے؟ نفس پرست تو نہیں۔ ظاہر ہے اشعار میں کفریات (Apostasy) ہوتو یہ ناجائز ہے۔ کفریات اگر نثر (Plain Language) میں بھی ہوں تو ناجائز ہے۔

دوّم: یہ کہ ہر شخص کی طبیعت (Temperament) ایک سی نہیں ہوتی۔ کسی کو گانا (سماع) پسند ہے کسی کو ناپسند۔ خود ایک شخص کی ہمیشہ ایک حالت نہیں رہتی۔ اسلئے جس چیز سے اللہ تعالیٰ کی یاد پیدا ہوتی ہو یا ترقی کرتی ہو تو وہ چیز اچھی ہے۔ اُسی طرح جس چیز سے غفلت پیدا ہوتی ہو، نہ اس کا سننا اچھا نہ کہنا اچھا ہے۔

چونکہ سماع ایک طبعی اور فطری (Natural and Inherent) چیز ہے، اسلام میں طبعی و فطری چیز کی ممانعت نہیں بلکہ اُسکی اصلاح کی گئی ہے، اسلئے اللہ کی محبت اور رسول ﷺ کی الفت بڑھانے والے اشعار ضرور پڑھے جائیں گے، اُن پر خوب سر دُھنا جائے گا۔

سوال 13: سماع کے تعلق سے علماء و محققین کا جواز اور غیر جواز پر گفتگو کرو؟

جواب: چنانچہ حضراتِ محققین کے ایک کثیر التعداد گروہ نے اَصواتِ طیبہ (پاک اور خوش الحانی) کو بالاتفاق

انعاماتِ الٰہیہ میں شمار کیا ہے۔ اِس وجہ سے سماع مستحسناتِ صوفیہ کرام میں داخل ہے۔ اور جوازِ سماع پر عرفاء (عارفین) مشاہیر کا اجماع (Concensus) ہے۔ اور یہ بھی مسلّمہ ہے کہ ''سماع'' آرامِ دلِ عاشقاں، سُرورسینۂ صادقاں، دوائے دردِ سالکان ہے۔ بقول ؎

پس غذائے عاشقاں آمد سماع — کہ در آں باشد خیال اجتماع
قوتے گیرد خیالاتِ ضمیر — بلکہ صورت گردد آن بانگ صغیر

(ترجمہ): عاشقوں کی غذا سماع ہے۔ کیونکہ اس میں یک سوئی حاصل ہوتی ہے۔
دل کے خیالات کو قوت حاصل ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ چھوٹی آرزو بھی ایک صورت پاتی ہے۔

لیکن بعض علماء شریعت و نیز ایک جماعتِ اہلِ طریقت کا جوازِ سماع (justification) سے اس بنیاد پر اتفاق نہیں ہے کہ ''سماع'' مشائخین متاخرین کا وضع کردہ ہے، اس لئے بدعت میں داخل ہے۔ حالانکہ حضراتِ صوفیہ نے مختلف اسناد و دلائل سے جوازِ سماع میں گفتگو کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ عقلاً ونقلاً چونکہ سماع مزاحمِ سنت (سنت کے خلاف عمل) نہیں، اس لئے مطلق مذموم (برا) ہو نہیں سکتا، خصوصاً ایسی حالت میں کہ مشتمل برفوائد (useful) ہے۔ بعض اوقات سالک (Devotee) کو اثنائے سیرِ سلوک میں وقفات وحجابات (Break & Vielling) ایسے بھی رونما ہوتے ہیں جنکی جہت (وجہ) سے طریقِ ترقی احوال (باطنی ترقی) مسدود (بند) ہوتا ہے۔ پس اِس سقیم روحانی حالت (کثافت) کے دفیعہ (علاج) کیلئے اطبائے معانی (اربابِ حکمۃ) نے آسان علاج ''سماع الحان'' تجویز فرمایا ہے کہ سماع اصواتِ طیبہ وغنائے متناسبہ (اچھی پاک اور مناسب آواز یا گانا) ایسی مفید اور سریع التاثیر (پُراثر) دوائے محرک (زندہ طلسمات) ہے جس کے استعمال سے سالک راہِ حق کی شدتِ شوق وحِدّت شغف (گرمئی عشق) میں خاص ہیجان (تڑپ) ہوتا ہے اور وہ طئے مقامات میں سرگرم اور ترقی کے درجات کیلئے کوشاں اور آمادہ ہوجاتا ہے۔ اور قضات وحجابات رفع ہوکر مزید فتح یاب ہوتا ہے۔

علاوہ اُسکے ''سماع'' معینِ وجدِ عارف اور سببِ جمیعتِ حال (باطنی کیفیت کی وجہ) اس لحاظ سے بھی ہے کہ ہیکل انسانی (جسم)، نفس وہوا و عقل اور روح جیسی قوتوں پر مشتمل ہے اور ہر ایک قوت کی مخصوص

غذا مقرر ہے جو ایک دوسرے کی ضد بھی ہوتی ہیں۔ لہذا سالکِ راہ طریقت کو ایک غذا ایسی درکار ہے جو ہر چہار (4) قوت کی جمیعت کا سبب اور تقویت کا باعث ہو۔ چنانچہ یہ مجموعی صفتِ دل آویز (سماع) میں ہے کہ لحنِ خوشگوار بہ یک وقت ہر چہار قوت کو مطمئن اور یکساں طور پر محفوظ کرتا ہے۔ یعنی سماع سے نفس کو آشتی کجی (بے سکونی) سے راستی حاصل ہوتی ہے۔ اور ''ہوا'' (Desire) جانبِ استقامت (Studiness) مائل ہوتی ہے۔ عقل کو معنی سے شادمانی ہوتی ہے اور ''روح'' کو سوئے عالمِ ارواح التفات (توجہ) ہوتا ہے۔

البتہ اگر ''سماع'' حسبِ عادتِ نفسانی (Materialistic) اور بخیالِ شہوانی لذت (Lust) یا متصوّفہ رسمی کی تقلید (Namesake) سے یا بغرض عیش وطرب یا بہ معیت مکروہات وممنوعات (ناپسندیدہ اور ناجائز کلام کے ساتھ) ہو تو عینِ وبال اور یقینی محلِ انکار اور مذموم (برا) اور زیاں کار (نقصان رساں) ہوگا۔

سوال 14: ہادیانِ راہ طریقت کی نظر میں سماع کے مختلف اقسام کے متعلق صراحت سے بیان کرو؟

جواب: اس واسطے ہادیانِ راہِ طریقت بہ نظر احتیاد، بکمالِ صراحت فرمایا ہے کہ ''سماع'' کی تین قسم (Kinds) ہیں۔ 1: عام 2: خواص 3: اخص

سماعِ عام (Common):۔ اس کا سننا بذریعہ نفس ہوتا ہے۔ یعنی یہ سماع طبعی وہوائی (Lust ful)، شہوانی (Carnal) اور بدعتی (Heresy) ہے۔ جو قطعی حرام (Prohibited) ہے۔

سماعِ خواص (Special):۔ جو بگوشِ دل سے سنتے ہیں۔ یعنی یہ سماعِ رجائی (پُرامید)، خوفی (باادب) اور علمی (باشعور) ہے۔ یہ تینوں کیفیات پسندیدہ ہیں۔

سماعِ اخص (Most spacial):۔ اِس کا محض (صرف) روح سے تعلق ہوتا ہے۔ یہ سماع باعثِ کیفیت (سُرور) وجہتِ وجدِ حقانی اور سببِ احوالِ روحانی ہے۔ یہ ہی سماع، حق (Truth & Right) ہے اور اِسی کو اہلِ حق سنتے ہیں۔

چنانچہ اِسی بابت سماع کی نسبت شیخ ابوعلی دقاق علیہ الرحمۃ نے اپنے اصحاب سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا:

اَلسَّمَاعُ حَرَامٌ عَلَی الْعَوَامِ لِاَنَّھُمْ یُسْمَعُوْنَ بِحَیٰوۃِ نُغُوْسِھِمْ وَ مُبَاحٌ لِلزُّھَادِ مِنْ اَرْبَابِ الْمُجَاھِدَاتِ وَ مُسْتَحِبٌ لِاَصْحَابِنَا لِاَنَّھُمْ یَسْمَعُوْنَ بِحَیٰوۃِ قُلُوْبِھِمْ۔

ترجمہ:۔سماع حرام(Prohibited) ہے عوام پر جو لغو لعاب کیلئے سنتے ہیں، اور مباح (Permissable) ہے اُن حضرات زُھاد کیلئے جو مجاہدات کرتے ہیں، مستحب(Virtous) ہے اُن اصحاب کیلئے جو اپنے دلوں کو زندہ کرتے ہیں سماع سے۔

خلاصہ یہ کہ ''سماع'' فی نفسہٖ محمود(Praise Worthy) ہے لیکن بلحاظِ حالات وواقعات کسی کیلئے اس کا سننا مذموم (بُرا) ہوتا ہے اور کسی کو مستحسن (اچھا) اور مبارک۔اُسی خیال سے حضراتِ صوفیہ نے ''آدابِ سماع'' منضبط(Design) فرمائے ہیں۔

آدابِ سماع(Etiquette):۔آداب سماع کی شرط اول، خلوصِ نیت اور اَخوانِ صادق (سچے اور نیک سامعین بھائیوں) کی معیت (ساتھ)، زماں اور مکاں (وقت اور مقام) کا لحاظ اور سُننے والوں کے ظاہر و باطن کا سکون ووقار، زوایدو فضول (بے کار و بے حیائی) سے پرہیز ضروری ہے۔

اور اگر کسی سامع (سننے والا) کو آوازِ خوش ولطیف سے حظّ ولذّت(Enjoyment) نہ حاصل ہو تو یہ علامت ہے کہ دل اُس کا مُردہ اور سماعتِ باطنی معطل(Suspend) ہے۔

ارشادات اربابِ تحقیق

سوال15:غناوسماع کے متعلق ارشادات واربابِ تحقیق بیان کرو؟

جواب: 01-**حسان بن ثابت** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بٹھاتے اور وہ منبر پر کھڑے ہوکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اشعار پڑھتے اور فخر کرتے اور آپ ﷺ کی طرف سے کافروں سے مدافعت کرتے۔حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے جب تک حسانؓ، رسول[ﷺ] کی طرف سے مدافعت کرتا اور فخر کرتا رہے گا، روح القدس اُس کی تائید کرے گا۔(بخاری)

02-**بی بی عائشہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شعر کا ذکر آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ کلام ہے، اچھا کلام اچھا ہے۔بُرا کلام بُرا ہے۔(حدیث)

03-**براء بن عازف** رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ انہوں نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حُسِّنُوا الْقُرْآنَ بِاَصْوَاتِکُمْ فَاِنَّ الصَّوْتَ الْحَسَنَةَ يَزِيْدُ الْقُرْاٰنَ حُسْنًا ۔ترجمہ:۔قرآن میں اپنی آواز

سے حُسن پیدا کرو کیونکہ (خوش لحن) اچھی آواز قرآن کے حُسن کو ترقی دیتی ہے۔ (حدیث)

04-**ابوالقاسم جنید بغدادی** علیہ الرحمۃ سے پوچھا گیا، کیا سبب ہے کہ آدمی سکون کی حالت میں جب سماع سنتا ہے تو بیہوش ہوجاتا ہے؟ تو فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جب آدمؑ کی ذرّیت کو میثاقِ اوّل (پہلے اقرار) میں اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ (کیا میں تمہارا خدا نہیں؟) سے خطاب فرمایا تو ارواح (Soul) پر اُس کلام کے سماع کی روشنی نے اَثر کیا، اس لئے جب سماع سنتے ہیں تو اُس کی یاد اُن کو حرکت میں لاتی ہے۔ یہ بھی فرمایا: تَتَنَزَّلُ الرَّحْمَةُ عَلٰی الْفُقَرَاءِ فِیْ السَّمَاعِ فَاِنَّهُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ اِلَّا مِنْ حَقٍّ وَلَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا مِنْ وَجْدٍ ۔ترجمہ:۔سماع کے وقت فقیروں پر رحمت نازل ہوتی ہے۔ اسلئے کہ یہ نہیں سنتے مگر حق سے اور نہیں کھڑے ہوتے مگر وجد سے (طبقات الکبریٰ)

05-**شیخ ابو عثمان جری** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: سامع (سننے والوں) کی تین قسمیں ہیں۔

1۔مریدوں اور مبتدیوں کی کہ اُس ''سماع'' کے ذریعہ سے وہ احوال شریفہ (تزکیہ قلب) حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن اُن کی نسبت اِس میں فتنہ اور ریا کا خوف ہے۔

2۔دوسری قسم صادقوں کی ہے کہ وہ ''سماع'' کے ذریعہ اپنے احوال (باطنی کیفیت) میں زیادتی چاہتے ہیں۔ اور اِسی وجہ سے وہ ایسے مضامین سنتے ہیں جو اُن کے اوقات (حیثیت) کے موافق ہوتے ہیں۔

3۔تیسری قسم عارفین سے ہے جو اہلِ استقامت (People of Constancy) ہوتے ہیں۔ (طبقات الکبریٰ)

06-**ابو سہل الصعلوکی** علیہ الرحمۃ سے سائل نے ''سماع'' کی نسبت دریافت کیا تو فرمایا: مُسْتَحَبٌّ لِاَهْلِ الْحَقَایِقِ وَ مُبَاحٌ لِاَهْلِ الْعِلْمِ وَیُکْرَهُ لِاَهْلِ النَّفْسِ وَالْفُجُوْرِ ۔ترجمہ۔(سماع) مستحب ہے اہلِ حقائق کیلئے اور مباح ہے اہلِ علم کو اور مکروہ ہے اہلِ نفس اور فاجر کو۔ (نفحات الانس)

07-**ابو یعقوب یوسف بن ایوب ہمدانی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: ''سماع'' حق کی طرف سفر اور حق کی طرف کا سفیر ہے۔ اور یہ حق کے لطائفِ غیب کے فوائد و موارد، فتح کی یوادی اور عوایدِ کشف (کشف کھلنے) کے معانی و بشارت ہے۔ اسلئے ارواح کی خوراک اور جسموں کی غذا، دلوں کی حیات، اَسرار کی بقاء ہے۔ چنانچہ ایک گروہ کو خدائے تعالیٰ شاہدِ تنزیہ (ذات) کے ذریعہ سے سنتا ہے اور ایک گروہ کو ربوبیت کی

صفت کے ذریعہ سے، اور ایک گروہ کو وصفِ قدرت کے ذریعہ سے۔ بس حق ہی اُن کیلئے سنانے والا اور سننے والا ہے۔

اور یہ بھی فرمایا: ''سماع'' پردوں (حجابات) کو پھاڑ دیتا ہے اور اسرار کو کھول دیتا ہے اور ایک کوندتی (چمکتی) ہوئی بجلی اور نکلا ہوا آفتاب (سورج) ہے۔

اور یہ بھی فرمایا: روحوں کا سماع، دلوں کے سننے کے ذریعہ سے، قربت کی بساط (Capacity) پر، شاہد (حق) کے حضور کے ساتھ، بغیر نفس (بغیر کسی سنانے والے) کے ہوا کرتا ہے۔ (طبقات الکبریٰ)

08-**شیخ عبدالغفار قوصی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: ''سماع'' ہی تو ایک ایسی چیز ہے، جو کامل کیلئے باقی رہ گئی ہے۔ پس وہ اگر کامل تر (More Perfect) ہو جائے تو سماع میں جنبش (حرکت) نہ کرے۔ سہروردیؒ اور قریشیؒ اور اُنکے جیسے لوگوں نے سماع سنا ہے۔ (طبقات الکبریٰ)

09-**امام غزالی** علیہ الرحمۃ اپنی تصنیف ''کیمیائے صادق'' میں فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ ''تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں'' تو آپؓ مارے خوشی کے رقص کرنے لگے، کئی بار زمین پر پاؤں مارا جس طرح عرب کی عادت تھی۔ (کیمیائے صادق)

کسی اور موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ سے فرمایا ''تم خَلق (صورت) اور خُلق (اخلاق) میں میرے جیسے ہو تو آپؓ بھی خوشی کے مارے رقص کرنے (کودنے) لگے''۔ (بخاری) پس جو کوئی اِس رقص (وجد) کو حرام کہتا ہے، وہ خطا (غلطی) کرتا ہے۔ (انتہی کلما غزالی)

10-**مرشدی بحرالعلوم حضرت محمد عبدالقدیر صدیقی حسرتؔ** علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے کہ دیکھو: ٹھنڈے لوہے (Iron) پر لاکھ گھن مارو کچھ نہیں ہوتا۔ دل کے لوہے کو آتشِ محبت سے (سماع کے ذریعہ) گرم کرو، پھر لَا اِلٰـهَ اِلَّا الله اور الله، اللہ سے اُس پر ضرب لگاؤ۔ پھر دیکھو (جس طرح خام لوہے کو گرم کرنے کے بعد) تم کو تلوار بھی مل جائے گی اور بھالا بھی یعنی بے جا خطرات کا فور ہو جائیں گے۔ اور دل جو اللہ کا گھر ہے نورِ الٰہی سے روشن ہو جائیگا۔ (نظام العمل فقراء)

تعارف اربابِ تحقیق

01-**ابو سھل الصعلوکی** علیہ الرحمۃ:۔آپؒ شریعت میں یگانہ اور طریقت میں امام تھے اور شیخِ وقت رہے۔شبلیؒ اور مرتعشؒ ابوی تقفیؒ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔سماع سننے کا شوق تھا کیونکہ صاحب بزرگ تھے۔404ھ میں وصال ہوا۔

02-**ابو یعقوب یوسف بن ایوب ھمدانی** علیہ الرحمۃ:۔آپؒ خراسان کے مشہور اور جلیل القدر اور صاحبِ احوال بزرگ ہیں۔آپؒ کی صحبت میں علماء فضلاء اور درویش و طالبین کی بڑی جماعت رہتی تھی۔اور آپ کا بلا قید فیض عام تھا۔بڑے بڑے مشہور صاحبِ نسبت شیخ آپ کی صحبت میں مستفید ہو کر نکلے۔حقائق،لطائف اور طریقت کے آپ اکثر مجلسِ عام میں بیان فرماتے تھے۔آخر 525ھ میں آپ نے وصال فرمایا۔آپ کی تصانیف سے متعدد کتابیں تصوف میں ہیں۔

03-**شیخ عبدالغفار قوصی** علیہ الرحمۃ:۔آپؒ کتاب التوحید فی علم التوحید کے مصنف،علومِ شریعت کے عالم،امر بالمعروف اور نہی عنِ المنکر کرنے والے زاہدِ زمانہ اور عابدِ یگانہ،سخاوت اور تواضع میں شہرہ آفاق تھے۔اپنے وقت کے امام سمجھے جاتے تھے۔670ھ میں وصال پایا۔

وجد

دو عالم کے مطلوب پیارے محمد ﷺ
میں قربان حق کے دلارے محمد ﷺ
سراپائے حق نورِ مطلق ہیں واللہ
ہمارے محمد ہمارے محمد ﷺ
ہوئے نورِ احمد سے پیدا دو عالم
ظہورِ خدا ہیں ہمارے محمد ﷺ
میری بے کسی پر ہو نظر تراحم
میں زندہ ہوں تیرے سہارے محمد ﷺ
میری بگڑی قسمت بھی لِلّٰہ بنا دو
ہزاروں کی بگڑی سنوارے محمد ﷺ
اُسی وقت ہو جاتی ہے مشکل آسان
اگر دل سے کوئی پکارے محمد ﷺ
نہیں ہے غرض دیر و کعبہ سے خالؔد
میرا دین و ایمان پیارے محمد ﷺ

حضرت خالؔد وجودیؒ

6.4- وجد

(Ecstasy or Rapture)

سوال16: اصطلاحِ صوفیہ اور محققین طریقت کے مطابق ''وجد'' سے کیا مراد ہے؟

جواب: تعریف:۔ محققینِ اربابِ طریقت کے ارشادات کے مطابق، درحقیقت ''وجد'' کثرتِ محبت کا ثمرہ (نتیجہ) اور شدّتِ شوق کا اثر ہے۔ اصطلاحاتِ صوفیہ میں ''وجد'' اُس وارداتِ قلبی کو کہتے ہیں جو منجانب اللہ تعالیٰ وارد (واقع) ہوتی، جس کی تشریح و توضیح عبارت و اشاعت سے ناممکن ہے، محال ہے۔ بقول ؎ لَا یَقَحُ عَلَی کَیفِیَّةِ الْوَجدِ عِبَارَةٌ لِاَنَّہٗ سِرُّ اللّٰہِ عِندَالْمُؤمِنِینَ۔ ترجمہ:۔ کیفیت وجد عبارت (بیان) نہیں کی جاسکتی کیونکہ وہ تو سرّ الٰہی (Devine Secret) ہے مؤمنین کے واسطے۔

سوال17: ''وجد'' کے اثرات اور فوائد بیان کرو؟

جواب: وجد کی کیفیت (State) کا اثر صاحبِ وجد کے صفات کو دفعتاً معطل (Suddenly, Suspend) کر دیتا ہے، اس لئے ہیئتِ باطنی (Esortic State) کے انقلاب سے صورت فرح (خوشی) یا حالتِ حزن (غم) کا اظہار ہوتا ہے۔ جیسا کہ سید الطائفہ ابوالقاسم جنید علیہ الرحمۃ نے فرمایا: اَلْوَجدُ اِنْقِطَاعُ الْاَوْصَافِ عِندَ سَمَّةِ الذَّاتِ بِالسُّرُوْرِ ترجمہ:۔ کلامِ ذاتِ (الٰہی) کی سماعت سرور کے ساتھ کیفیتِ وجد، صاحبِ وجد کے اوصاف کو منقطع (معطل) کر دیتی ہے۔

اور شیخ ابوالعیاص بن عطا علیہ الرحمۃ کا قول ہے۔'' اَلْوَجدُ اِنْقِطَاعُ الْاَوْصَافِ عِندَ سَمَّةِ الذَّاتِ بِالْحُزْنِ۔ ترجمہ:۔ کلامِ ذاتِ (الٰہی) کی سماعت حزن (غم) کے ساتھ کیفیتِ وجد، صاحبِ وجد کے اوصاف کو معطل کر دیتی ہے۔

بعض عارفین کا فرمودہ (بیان) ہے کہ واجد (صاحبِ وجد) حجاباتِ نفسانی کے باعث اپنے موجود ہونے کے ساتھ وجودِ واجب الوجود (اللہ تعالیٰ) سے محجوب (غافل) ہوتا ہے۔ جب اُس تفرقہ (حالتِ غفلت) سے مضطرب الحال (پریشان حال) ہوتا ہے تو شدّتِ شوقِ اتصال کی سوزش (طلبِ دیدار

الٰہی کی آگ)اور حدّت (عشق کی گرمی) طاری ہوتی ہے۔ اُس وقت عالمِ لاہوت (مرتبہ وحدت) سے واجب الوجود(الوہیت) کی تجلّی سر پر ہوتی ہے۔ اور عالمِ جبروت (مرتبہ واحدیت) سے واجب الوجود (اسماءِ الٰہی) کی تجلّی اُس کی روح(Soul) پر اور عالمِ مَلکوت (عالمِ مثال) کی تجلّی اُس کے قلب (دل) پر اور عالمِ ناسوت (ظاہر) کی تجلّی اُسکے جسم پر ہوتی ہے۔ اور پھر بجز مقصودِ حقیقی (ذاتِ الٰہی) کے جملہ صفاتِ ذاتی مفقود (غائب) ہو جاتے ہیں۔ اِسی حالت کو عرفِ عام(Generally) میں ''وجد'' کہتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ صوفیہ کرام نے کیفیتِ وجد اور اوصافِ واجد کو مختلف عنوان سے ارشاد فرمائے ہیں۔

ارشادات اربابِ تحقیق

سوال18: ''وجد'' کے تعلق سے ارشاداتِ اربابِ تحقیق بیان کرو؟

جواب: 01-**بایزید بسطامی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: ''وجد'' ایک حالت ہے جو عاشقوں پر طاری ہوتی ہے۔ (احیاء العلوم)

02-**ابوالحسن نوری** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: اَلْوَجْدُ فَقْدُ الْوُجُوْدِ بِالْمَوْجُوْدِ ۔ ترجمہ: جب وجود بالذّات (واجب الوجود) کی تجلّی وجود بالعرض (بندہ یا ممکن) پر ہوتی ہے تو وجد طاری ہو جاتا ہے۔ (احیاء العلوم)

03-**عمر بن عثمان مکی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: لَا یَقَعُ عَلٰی کَیْفِیَّۃِ الْوَاجِدِ عِبَارَۃً لِاَنَّہٗ سِرِّ اللہِ عِنْدَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۔ (ترجمہ) وجد اسرارِ الٰہی میں سے ہے جس کی کیفیت کا اظہار عبارت سے نہیں ہو سکتا۔ (نفحات الانس)

04-**شیخ ابوالعباس سیاری** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: اَلْوُجُوْدُ بِالْمَوْجُوْدِ قَائِمٌ وَالْوَجْدُ بِالْوَاجِدُ قَائِمٌ ۔ (ترجمہ): موجود (بندہ یا مخلوق) وجود بالذات (حق تعالیٰ) سے قائم ہے اور وجد (کیفیت فنائے صفات) واجد (صاحبِ وجد) سے قائم ہے۔

05-**ابو سعید بن اعرابی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: ''وجد'' یہ ہے کہ حجاب (غفلت) کا دور ہونا،

دوست کا مشاہدہ ہونا، اور فہم کا موجود ہونا پھر غیب کا دیکھنا اور رازِ قلبی (دل سے) گفتگو کرنا، اور مقصود (حق) کو اُنس دینا یعنی اپنی خودی زائل کرنے سے مانوس ہو جانا ہے۔(احیاء العلوم)

یہ بھی فرمایا: ''وجد'' خصوصیات کے درجات میں اوّل ہے اور امور غائبیہ کی تصدیق کا سبب بھی ہے۔ کیونکہ جب سالکین ''وجد'' کا مزہ چکھتے ہیں اور اُن کے دلوں پر اُس کا نور چمکتا ہے تو پھر اُن کو کوئی شک وشبہ باقی نہیں رہتا۔(احیاء العلوم)

06-**ابوالقاسم جنید** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: ''وجد'' انقطاعِ (فنائے) اوصاف ہے، بوقتِ ظہورِ ذات، بجہت سرور اُسکے کہ خودی اور دوئی منقطع (ختم) ہوتی ہے۔

07-**شیخ ابوالقاسم بن عبداللہ اجری** علیہ الرحمۃ نے کسی سائل کے جواب میں فرمایا

1۔: اَلْوَجْدُ جُمُوْدٌ مَالَم یَکُنْ لَهٗ شُهُوْدٌ۔(ترجمہ) ''وجد'' جمود (بیکار و بے فیض) ہے جب تک شہودِ (حق) نہ ہو۔

2۔ یہ بھی فرمایا: اَرْوَاحُ الْوَاجِدِیْنِ عَطِرَةٌ لَطِیْفَةٌ وَ کَلَامُهُمْ یَحْیِ مَوْتَ الْقُلُوْبِ وَ مَزِیْدُ فِیْ الْعُقُوْلِ ۔(ترجمہ) وجد کرنے والوں کی روحیں معطر و لطیف ہوتی ہیں اور اُن کا کلام مُردہ دلوں کو زندہ اور عقلوں کو زیادہ کرتا ہے۔

3۔ یہ بھی فرمایا: صحتِ وجد کی شرط یہ ہے کہ اُس کے طاری ہونے کی حالت میں معنیٰ (کیفیت) وجد کے ساتھ تعلق کے باعث بشریت کا انقطاع (لاپتہ) ہو جائے۔ اور جس میں گُم گشتی نہیں، اُس میں ''وجد'' نہیں۔ ''اہلِ وجد'' دو مقامات پر ہوتے ہیں۔ ایک ناظر (Spectator) یعنی عاشق اور دوسرا منظور الیہ (Beloved) یعنی معشوق۔ ناظر تو مخاطب ہوتا ہے جو مشاہدہ (Witnesing) کرتا ہے۔ جس کو اُس نے پایا ہے۔ اور منظور الیہ غائب ہوتا ہے جس کو پہلی ہی حالت میں جو اُس پر طاری ہوتی ہے، حق اڑا لے جاتا ہے۔

4۔ اور یہ بھی فرمایا: وجود (حق تعالیٰ)، وجد کی نہایت (انتہا) ہے۔ کیونکہ تواجد (صاحبِ وجد) بندہ کی استعداد کا اور وجد، بندہ کے استغراق کا موجب (Consequent) ہے۔ اور وجود، بندہ کے استہلاک

(فنا) کا سبب ہوتا ہے۔اس معاملہ کی ترتیب یہ ہے۔
حضور بَعدَہٗ (پھر اسکے بعد) درود۔ بَعدَہٗ شہود۔ بَعدَہٗ وجود۔بَعدَہٗ خمول (کھو جانا)۔پس وجد کی مقدار سے خمول (گم شدگی) حاصل ہوتا ہے۔اور صاحبِ وجود پر صحو (نشہ) اور محو (فنا) کی حالتیں طاری ہوتی ہیں۔چنانچہ ''صحو'' کی حالت میں اُس کی ''بقا'' حق کے ساتھ ہے اور ''محو'' کی حالت میں اس کی ''فنا'' حق کے ساتھ ہوتی ہے۔اور یہ دونوں حالتیں ہمیشہ اُس پر یکے بعد دیگرے طاری ہوا کرتی ہیں۔
5۔یہ بھی فرمایا: صحو (سرور ونشہ) تو ''حق'' ہی کے ساتھ ہوتا ہے اور جب بغیر حق (ذات) کے ہوگا تو حیرت (Stairing) سے خالی نہ ہوگا۔یعنی وہ حیرت سے جو نورِ ربِّ عزّت کے مشاہدہ میں ہوتی ہے، نہ کہ شبہ کی حیرت۔

08-**بحرالعلوم مولانا محمد عبدالقدیر صدیقی حسرتؔ** علیہ الرحمۃ نے فرمایا:
بعض لوگ ''وجد'' سے روتے ہیں، منہ کے بل گرتے ہیں جیسا کہ (سورۃ بنی اسرائیل کی 109) آیت سے ثابت ہوتا ہے۔ وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَ يَزِيْدُهُمْ خُشُوْعاً ۔یہ آیتِ سجدہ بھی ہے۔(ترجمہ) اور وہ منہ کے بَل سجدے میں گر جاتے ہیں، روتے ہوئے اور اُن کا خشوع خضوع (اخلاص) بڑھتا ہی جاتا ہے۔
بعض لوگ ''وجد'' میں چیخ مارتے ہیں جیسے اِس حدیث میں ہے، جس کو ابن عمرؓ نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قاری سے یہ پڑھتے سنا۔''اِنَّ لَدَيْنَا اَنْكَا لاً وَّ جَحِيْماً'' (سورۃ المزمل آیت 12) یعنی ہمارے پاس بیڑیاں اور دوزخ بھی ہے۔تو رسولِ خدا چیخ اٹھے (ابن النجلا)
بعض لوگ ''وجد'' سے سرور (خوشی) کے مارے کودتے ہیں جیسا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا: ''تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں'' تو آپؓ مارے خوشی کے رقص کرنے (کودنے) لگے، کئی مرتبہ زمین پر پاؤں مارا جس طرح عرب کی عادت تھی۔پس جو کوئی اِس ''رقص'' کو حرام کہتا ہے وہ خطا کرتا ہے۔(نظام العمل فقرا)

09- مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ سے کسی طالبِ راہِ طریقت نے ''وجد'' کی حقیقی تعریف دریافت کی ،تو آپؒ نے فرمایا:اَلْوَجْدُ اِنْزِحَاجُ مِنْ الرُّوْحِ مِنْ اِحْتِمَالِ غَلْبَةِ الشَّوْقِ ۔(ترجمہ)''وجد'' کی بے قراری اوراضطراری کی خاص وجہ ہے جوشوق (طلب) کے غلبہ سے ہوتی ہے۔

(عوارف المعارف)

تعارفِ اربابِ تحقیق

01- **شیخ ابوالعباس سیاری** علیہ الرحمۃ:۔عالم،محدث،فقیہہ اوّل اہلِ حقائق اورموجودہ مشائخین کے پیشرو امام تھے۔ابوبکر واسطیؒ کی صحبت کا شرف حاصل تھا۔توحید میں تقریر کرتے تھے۔زہدو عبادت میں مشہور تھے۔844ھ میں وصال فرمایااور مقام مرد میں مزارزیارت گاہِ خاص وعام ہے۔

02-**ابو سعید بن اعرابی** علیہ الرحمۃ:۔آپؒ شیخ زمانہ اورامام وقت اورمشہورصوفی گزرے ہیں۔زہد میں یگانہ اورصاحبِ احوال تھے۔

03-**ابوالقاسم بن عبداللہ اجری** علیہ الرحمۃ:۔آپؒ عراق کے جلیل القدر بزرگ اورصاحبِ احوال تھے۔شریعت اورطریقت میں برجستہ تقریریں کیں اورحقائق ومعارف بیان کئے۔580ھ وصال ہوا۔بصرہ میں مزارزیارت گاہِ خلائق ہے۔

04۔**الشیخ خواجہ ابوالفیض شاہ محمد خالد** وجودی القادری علیہ الرحمۃ: المعروف خالد بن جان نثار یار جنگ ابی الیلؒ،آپ کا شمار اُمت محمدی [ﷺ] کے اُن خاص اولیاءعظام میں ہوتا ہے جن کو اللہ تعالیٰ علم ظاہری وباطنی سے سرفراز فرما کر ولایت کے درجہ کمال پر فائض فرمایا آپؒ کی ولادت 6/رجب المرجب 1297ھ مطابق 6/ڈسمبر 1879ء حیدرآباد دکن میں ہوئی۔اور وصال 11/جمادی الثانی 1408ھ مطابق 30 جنوری 1988ء کو ہوا۔آپ کا مزار مبارک بارکس حیدرآباد میں آپؒ کے پیر مرشد حضرت سید بادشاہ محی الدین وجودی علیہ الرحمہ کے گنبد کے جوار میں زیارت گاہ خاص وعام ہے۔ آپ کو''ذرّانواز'' ''محبوب رحمانی'' جیسے القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔ہزاروں مریدوں ووابستگان ملک ودیگر ممالک میں موجود ہیں۔مجھ مرید وخادم کو حضرت قبلہ سے فیضانِ طویل صحبت باسعادت حاصل ہے

اور آپ نے شرف خلافت سے سرفراز فرمایا۔ آپؒ قرآن مجید و حدیث شریف پر گہری بصیرت رکھتے تھے اور اصول حدیث و فقہ ادب و تصوف پر خاص دسترس حاصل تھا۔ آپ کو شعر و ادب سے گہرا لگاؤ تھا۔ خالدؔ تخلص فرماتے۔ چنانچہ آپؒ کا مجموعہ کلام ''خیالستان خالدؔ'' حمد، نعت رسول ﷺ منقبت اولیاء غزلیاتِ عشق رسول، رباعیات، مثنوی، اردو اور فارسی زبان میں ایک ضخیم مجموعہ ہے جو توحید، طریقت، معرفت، اور حقیقت کے احوال سے بھرا ہوا ہے۔ آپ کا کلام سالکانِ حق کے حق میں مشعلِ راہ ہے۔ چنانچہ آپ پابندی سے ہفتہ واری درس میں اپنا کلام خود بطور تعلیم سنایا کرتے تھے۔ آپ کا کلام تصوف کے ہر پہلو کی طرف رہنمائی فرماتا ہے چنانچہ آپ کے کلام سے اِس رسالہ ''کشکولِ قادریہ'' میں استفادہ کیا گیا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کشکول قادریہ

(QUADRI'S HAND BOOK)

Vol-I باب اول

صفتِ توحید و صفتِ عشق

(THE ATTRIBUTES OF MONOTHIESM & DEVOTION)

Part VI حصہ چہارم

مناجات

پریشان حال ہے امت کرم کر کملی والے آ تو کر کے دستگیری قعرِ ذلت سے بچالے آ
مدد کر جز تیرے پھر کون اب انکو سنبھالے آ تو انکی لاج رکھ لے ہاتھ پکڑ کے کو سنبھالے آ
محمد ﷺ نام والے آ خدا کی شان والے آ

عدو کی تیغ نے ہم کو کچھ ایسا کر دیا بسمل بڑھی بے تابی اتنی مٹ گیا صبر و قرارِ دل
ہمارے خوں کا پیاسا بن گیا ہے خنجر قاتل ہماری گردشِ قسمت نے ہم کو کر دیا گھائل
محمد ﷺ نام والے آ خدا کی شان والے آ

سوا تیرے بھلا ہم کس کے آگے ہاتھ پھیلائیں بجز تیرے ہیں اب کون کس کے در پہ ہم جائیں
جو کچھ پانا ہو ہم کو آستانے سے تیرے پائیں مدد کر صورتِ پژمردہ اپنی کس کو دکھلائیں
محمد ﷺ نام والے آ خدا کی شان والے آ

ہماری گمشدہ دولت و ثروت سب عطا کر دے جو پہلے تھی ہماری آبرو عزت عطا کر دے
نہ توڑ اب آس ہمکو فتح اور نصرت عطا کر دے خدا کے واسطے اب صدقۂ رحمت عطا کر دے
محمد ﷺ نام والے آ خدا کی شان والے آ

جو تو آجائے تو نکبت ہماری ساری مٹ جائے جو تو آجائے تو کلفت ہماری ساری مٹ جائے
جو تو آجائے تو وحشت ہماری ساری مٹ جائے جو تو آجائے تو ظلمت ہماری ساری مٹ جائے
محمد ﷺ نام والے آ خدا کی شان والے آ

بنا ہے اسقدر بد تر یہ حالِ زار کیا کہنا زبوں حالت ہے سب کی سیدِ ابرار ﷺ کیا کہنا
اُتارا دے تیرا دربار گو ہر بار کیا کہنا عطا کر صدقہ خالدؔ کو سخی سرکار کیا کہنا
محمد ﷺ نام والے آ خدا کی شان والے آ

حضرت خالدؔ وجودیؒ

توحید

وہم اور گمان سے بھی وراء الوریٰ ہے تو — میں جانتا ہوں اتنا کہ میرا خدا ہے تو
تیرا خیال میرے لئے باعثِ سکوں — جو دل کہ درد مند ہو اسکی دوا ہے تو
تیرے ہی واسطے ہے مری زندگی و موت — تو میرا آسرا ہے مرا مدعا ہے تو
مستِ جنوں ہوں تیرا غرض اور سے نہیں — شوریدہ حال ہے میرا جس کی صدا ہے تو
پردوں میں تو نہیں ہے خیالوں پر ہے حجاب — اہلِ نظر کے سامنے اک آئینہ ہے تو
تیری تجلیات پہ موقوف ہے جہاں — چاہے تجھے جو دیکھنا ہر اک جگہ ہے تو
کیا کرسکے گا قدر تیری ناشناسِ حق — سینوں میں مؤمنین کے آ کر بسا ہے تو
عرشِ علاء پہ جلوۂ رحمٰن بن گیا — فرشِ زمیں پہ صورتِ خیر الوریٰ ہے تو

بیگانہ سب سے کردیا تیرے خیال نے
عزّت کے ہر خیال میں اک دلرباء ہے تو

حضرت عزّت صدیقیؒ

07- صِفتِ توحید

(Monothiesm an Attribute)

سوال1: ''توحید'' کے لغوی اور اصطلاحی معنوں کو واضع بیان کرو؟

جواب: ''توحید'' کے لغوی (Literal Meaning) معنیٰ متعدد اشیاء کو ایک کرنا ہے۔

لیکن اصطلاح صوفیہ کرام میں ''توحید'' کے معنی ''ایک کہنا اور ایک دیکھنا'' ہے۔

☆ ایک کہنا: ایمان کے واسطے شرط ہے کہ ایمان مُبدا معرفت (پہچانِ حق کا ذریعہ) ہے اور ایمان کیلئے ''توحید'' لازمی ہے۔ بمصداق۔ اِنَّمَا اللہُ اِلٰھاً وَّاحِداً۔ (بے شک اللہ معبودِ واحد ہے۔ ایک ہے)۔

☆ ایک دیکھنا: یہ مخصوص مقربین با تمکین کا مرتبہ ہے کہ اُن کو اپنے وجود بلکہ جملہ

موجودات (مخلوق) میں بجز ذاتِ خالقِ کائینات کچھ نظر نہیں آتا۔اشیاء کونین (Universe) کو ایک دیکھتے ہیں۔ وَحدَہُ لَا شَرِیکَ لَہُ فِی الْوُجُوْدُ کے ممتاز مرتبہ سے سرفراز ہوتے ہیں۔بقول ؎

از ساحتِ دل غبارِ کثرت رفتن　　بہتر کہ بہرزہ دُرِ وحدت سفتن
مغرور سخن مشو کہ توحید خدائے　　واحد دیدن بودنہ واحد گفتن

(ترجمہ): دل کی سکونیت سے غبار کثرت کا چلا جانا۔بہتر ہے ہر طریقہ راہ میں وحدت کے موتی پرونا۔ توحیدِ خدا کے بیان میں مغرور بات مت کر۔ایک ہی دیکھنا ہوگا نہ کہ صرف ایک ہی کہنا۔

اِسی حالتِ یافت (State of vision) کو عرفِ صوفیہ میں توحیدِ ازلی یا توحیدِ ذاتی یا توحیدِ الٰہی کہتے ہیں۔

حضرات عارفین نے ہماری تعلیم و تفہیم کیلئے ''توحید'' کے اقسام بھی بعنوان مختلف منقسم فرمائے ہیں۔

سوال 2: توحید الٰہی کے اقسام، حضراتِ محققین کی نظر میں کیا ہیں؟

جواب: حضرات محققین کا فرمودہ ہے کہ توحیدِ ربّ العالمین کے چار (4) مدارج ہیں۔

1۔توحیدِ شریعت　2۔توحیدِ طریقت　3۔توحیدِ حقیقت　4۔توحیدِ معرفت

[۱] **توحیدِ شریعت**:۔عقلی و نقلی دلائلِ براہین (قدرتی نشانیوں و قوانین) سے خدائے عظیم کو واحد (ایک) وقدیم جاننا۔

[۲] **توحیدِ طریقت**:۔مشہودِ خَلق سے وجودِ واجب الوجود (خالق) کا اثبات کرنا۔یعنی ایک دیکھنا۔

[۳] **توحیدِ حقیقت**:۔اپنے وجود کے ادراک کی ایسی نفی کرنا کہ ہستیِ حق کے سامنے تعینات ہستی فنا ہوجائے یعنی (فناء افعال وصفات وذات کے منازل طے کرنا)۔

[۴] **توحیدِ معرفت**:۔سالک کو مقامِ فنا سے عروج کے بعد ربِ ذوالجلال کا وہ قرب و اتصال (Proximitin Continuencer) حاصل ہو جس کو حیاتِ سرمدی اور بقائے حقیقی کہتے ہیں۔

سوال 3: بعض صوفیہ کرام کے لحاظ سے اقسامِ توحید کون کونسی ہیں؟

جواب: بعض صوفیہ کرام نے فرمایا ہے کہ ''توحید'' کی چار قسمیں ہیں۔

1۔توحیدِ ظلی　2۔توحیدِ عینی　3۔توحیدِ شہودی　4۔توحیدِ وجودی

اوربعض نے مدارجِ توحیدکو 1۔توحیدمثالی۔ 2۔توحیدِ استدلالی۔ 3۔توحیدِ حالی۔ 4۔توحیدِ ذوالجلال کے نام سے ارقام فرمایا ہے۔اور ہر ایک نوع (قسم) توحیدکی بکمال صراحت تعریف وتسطیر فرمائی ہے۔ اکثر صوفیہ محققین نے ''توحید'' کے تین مدارج بتلائے ہیں۔

1۔توحیدِ وجودی 2۔توحیدِ حقیقی 3۔توحیدِ حکمی

1] **توحیدِ وجودی** (Existential Monothiesm):۔وجودِ مطلق (Absolute Being) کو بالذّات(Real)ایک (واحد) جاننا، یہ مرتبہ''وحدتِ مطلقہ'' ہے۔

2] **توحیدِ حقیقی** (Factual Monothiesm):۔ایک خدائے واحدکوایک (احد) کی حیثیت سے دیکھنا، یہ مرتبہ''احدیت الٰہی'' ہے۔

3] **توحیدِ حکمی** (Infallible Monothiesm):۔کثرت شئے (Multipilicity) کوبحیثیت اَجمال(Abstract) ایک (واحد) دیکھنا، یہ مرتبہ''وحدت'' ہے۔

اس طرح بہ لحاظ''توحید''اللہ ربِ العزت کے علم کے بھی دو اعتبار ہیں۔ 1] علم بسیط 2] علم مرکب

1] **علم بسیط** (Principle knowledge):۔کئی اشیاء کے متعلق اجمالی علم ہونا،اور تفصیل سے گریز (بچنا) کرنا،''علم بسیط'' ہے،یہی توحیدِ حکمی بھی ہے۔

2] **علم مرکب** (Compound Knowledge) :۔ایک (واحد) کوبھی کئی جہت اورمتعدد جہتوں(Angles)سے دیکھنا، یہ مرتبہ''واحدیت'' بھی ہے۔

سوال4: کیا توحیدکے متعلق تصریح وتفتیح دشوار ہے توپھر توحیدکی جوکچھ صراحت کی گئی وہ کیا ہے؟

جواب: بعض عارفین نے توحیدکے متعلق یہ فرمایا کہ توحیدعلم سینہ (Unwritten Knowledge) ہے جس کوسفینہ (Books)سے تعلق نہیں، نہ اُس کی تفصیل کی میدانِ تقریر میں گنجائش ہے۔بقول ؎

ہست نادانی درین رہ علم نیست علم را بگذار نادانی یکیست

(ترجمہ): نادانی ہے اس راستہ میں لاعلم ہونا۔علم کا راستہ چھوڑنا اورنادانی ایک ہی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ''توحید'' سراپا عرفان اور مخصوص کیفیتِ وجدانی ہے۔اُس کے اجمال کی تصریح

(Elucidation) و تفتیح (Research) دشوار ہے۔ بلکہ محالات (Impossibles) سے ہے۔ جس قدر حضراتِ صوفیہ کرام نے ''توحید'' کی صراحت (Clarify) فرمائی ہے وہ یا تو اپنی دید و یافت (Vision) اور مقام و مدارج (مرتبہ) کے لحاظ سے یا پھر سائلین و مسترشدین (پوچھنے یا دریافت کرنے والوں) کی طلب و استعداد (Capacity) کے اعتبار سے ہے۔ ورنہ حقِ توحید کی نسبت یہ مشہور اور قدیم قولِ سعدیؒ کا ہے۔

''کاترا کہ خبر شد خبرش باز نیامد

(ترجمہ) جب تو جان لیا (کہ توحید کیا ہے) تو خود سے بے خبر ہو گیا (گم و فنائیت چھا گئی)۔

گویا توحید مرتبۂ خالقِ ارض و سماوات، نہایت مقامات و غایت غایات ہے۔ اور یہ مرتبہ محققین اربابِ طریقت کو، اہلِ یقین و باصفا مردانِ خدا کو بارگاہِ احدیت جل جلالہٗ سے تفویض (عطا) ہوتا ہے جو صاحب ہمت و استقلال، اولوالعزم و پختہ خیال ہوتے ہیں کہ بغیر کسی پس و پیش کے، جستجوئے گنج وحدانیتِ معبود میں اپنی ہستی کو نیست و نابود کرتے ہیں، تعلقاتِ موجودات سے محترز و مجرد (دور) ہو کر شمع جمالِ شاہدِ یکتا (خدائے واحد) کے شوقِ دیدار میں پروانہ وار جاں نثاری کے ساتھ متاعِ کونین (اپنا سب کچھ) سے سبکدوش و دست بردار ہو کر زبانِ حال (Self- Evident) سے بکمالِ صدق عرض کرتے ہیں ؎

قیمتِ خود ہر دو عالم گفتہ ٔ نرخ بالا کن ارزانی ہنوز

(ترجمہ): اپنی قیمت دو جہاں کے برابر کہہ دیا۔ یہ تو پھر بھی بہت کم ہے اور بھی زیادہ ہے۔

سوال4: موحدین کے لحاظ سے توحید کے اقسام بیان کرو؟

جواب: چنانچہ بعض موحدین کا یہ بھی فرمودہ (بیان) ہے کہ ''توحید'' کی تین قسمیں ہیں۔

اول : ''توحیدِ شرعی'' جو اثباتِ وحدانیتِ حق تعالیٰ پر موقوف (Depend) ہے۔

دوم : ''توحیدِ عقلی'' جس کو اثباتِ وجوبِ حق اور نفیِ غیر اللہ سے تعلق ہے۔

سوم : ''توحیدِ کشفی'' جو وجودِ اثباتِ حق کے اثبات پر قطعی طور پر منحصر ہے۔ اربابِ طریقت و تحقیق نے اِس دشوار مسئلہ کی تشریح ہماری ہدایت کیلئے کچھ اس طرح فرمائی ہے۔

ارشاداتِ اربابِ تحقیق

سوال5: ''توحیدِ الٰہی'' کے متعلق ارشادات ارباب تحقیق بیان کرو؟

جواب: 01- **ابو عباس قاسم بن محمد ستاری** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: توحید کی تعریف یہ ہے کہ غیر خدا کا خطرہ بھی دل میں نہ لائے۔ ماسویٰ اللہ کا خطرہ بھی دل میں نہ آئے۔ (کشف المحجوب)

02- **یحیٰ بن معاذ علیہ الرحمۃ** نے فرمایا: توحید نور اور شرک نار ہے۔ نورِ توحید جملہ سیّات (گناہوں) کی تاریکی کو زائل (ختم) کرتا ہے۔ اور نارِ شرک بجائے حسنات، مشرکین کو خاکستر کرتی ہے۔ مٹی میں ملا دیتی ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء)

03- **ابوبکر وراق** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: اَلتَّوحِیدُ دُونَ الْجَبرِ فَوقَ الْقَدرِ۔ (ترجمہ) توحید، جبر (Overbearence) کے نیچے اور قدر (Freedom) کے اوپر ہے یعنی جبر وقدر کے بین بین (درمیان) ہے۔

04- **ابو القاسم جنید بغدادی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: غایت توحید (توحید پر زیادہ زور دینا) انکارِ توحید (توحید سے منحرف کر دیتا ہے یعنی منافقت کا باعث ہوتا) ہے۔ (نفحات الانس)

...... یہ بھی فرمایا: بندہ کا آخر، اول کی طرف لوٹ آئے، پس ویسا ہو جائے جیسا کہ ہونے کے قبل تھا۔

...... اور یہہ بھی فرمایا: کہ شریف وہ شخص ہے اور اس کا بلند مرتبہ ہے جس نے میدانِ توحید میں جستجو کی۔ (طبقات الکبریٰ)

...... یہہ بھی فرمایا: توحید کی نسبت کیا اچھا قول ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے۔ سُبْحَانَ مَنْ لَّمْ یَجْعَلْ لِخَلْقِهٖ سَبِیْلًا اِلیٰ مَعْرِفَةٍ اِلَّا بِالْعِجْزِ عَنْ مَعْرِفَةٍ. (ترجمہ) پاک ہے وہ خدا جس نے خلق کو یہہ راستہ بتایا کہ معرفتِ حق کیلئے عجز (Submission) لازمی ہے۔ (کشف المحجوب)

05- **ابو العباس قصاب** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: جب تک ''مَن اور تُو'' باقی ہے، عبادت بھی باقی ہے۔ اور جب ''من وتُو'' اٹھ جائے تو نہ اشارت ہے نہ عبادت ہے۔ (یعنی جب تک خدا اور بندہ میں تمیز کرنے کا ہوش باقی ہے تو مکلفِ شریعت ہونے کے لحاظ سے عبادت باقی ہے۔ اور جب توحید کے انوار مست کر دیں اور

ہوش باقی نہ ہوتو ایسے مفلوک الحال شخص پر شریعت لاگو نہیں)۔ (تذکرۃ الاولیاء)

06- **ابو عبداللہ محمد بن یحییٰ** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: جس کے نزدیک مدح (نیک نامی) اور ذم (بدنامی) برابر ہیں وہ ''زاہد'' ہے اور جو فرائض کو اوّلِ وقت ادا کرتا ہے وہ ''عابد'' ہے، اور جو کُل کاموں کو اللہ کی طرف سے جانتا ہے وہ ''موحد'' (توحید پر) ہے۔ (طبقات الکبریٰ)

07- **علی بن سہل الاظہر اصفہانی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: حقیقتِ توحید یہ ہے کہ قَرِیْبٌ مِنَ الظُّنُوْنِ بَعِیْدٌ مِنَ الْخَالِقِ۔ (ترجمہ) توحید از روئے ظن (خیال کرنے کے اعتبار سے) نزدیک ہے اور بطور حقیقت (اُسکا دریافت کرنا) دور ہے۔ (نفحات الانس)

08- **حضرمی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: اُصُوْ لَنَا فِی التَّوْحِیْدِ خَمْسَۃُ اَشْیَاءِ . دَفْعَ الْحَدَثِ وَالْاِثْبَاتُ الْقَدَمِ وَ ھِجْرُ الْاَوْطَانِ وَ مَفَارِقَۃُ الْاِخْوَانِ وَ نِسْیَانُ مَا عَلِمَ وَ جَھِلَ ۔ (ترجمہ) ہمارا اصولِ توحید پانچ (5) چیزوں پر ہے۔ حدث (Incipience) یعنی مخلوق کا دور کرنا، قِدم (Antiquity) یعنی حق تعالیٰ کا ثابت کرنا، وطنون (Native Places) کا چھوڑنا، بھائیوں سے جدا ہونا اور معلوم و نا معلوم کا بھول جانا۔ (یعنی جلوت میں خلوت اختیار کرنا)۔ (کشف المحجوب)

09- **خواجہ ابو بکر شبلی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

ا۔ اَلتَّوْحِیْدُ حِجَابُ الْمُوَحِّدِ عَنْ جَمَالِ الْاَحَدِیَّۃِ ۔ (ترجمہ) ''توحید'' موحد کیلئے جمال احدیت (Devine Beneficence) سے حجاب (پردہ) ہے۔

۲۔ فرمایا: جو شخص ''توحید'' کے ایک ذرّہ پر بھی مطلع ہوا، اُس کے بوجھ کی وجہ سے ایک بیر (پھل (Berry بھی اٹھانے سے عاجز رہا۔

۳۔ یہ بھی فرمایا: جس نے اُس (اللہ) کو اُسی کے ذریعہ سے ڈھونڈا، اُس کی ''توحید'' درست ہے، اور جس نے اُس کو اپنے نفس کے ذریعہ سے ڈھونڈا، اُس کی توحید درست نہیں۔ (طبقات الکبریٰ)

۴۔ یہ بھی فرمایا : جس نے مجاہدات کے ذریعہ سے حق کو تلاش کیا، وہ اپنے مطلب سے دور جا پڑا۔

اور جس نے حق کو حق کے ذریعہ سے تلاش کیا، وہ اُس تک پہنچا۔ (طبقات الکبریٰ)

10- **ابوالقاسم ابراھیم محمد نصر آبادی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: اَلْجَمْعُ عَیْنَ التَّوْحِیْدِ وَ اَلتَّفْرِقَۃُ التَّجْرِیْدِ وَھُوَ اَنْ یَّکُوْنَ الْعَبْدُ فَانِیاً لِلّٰہِ تَعَالیٰ یَرَی الْاَشْیَاءِ کُلُّھَا بِہٖ وَلَہٗ وَ اِلَیْہِ وَ مِنْہُ. (ترجمہ) جمع (اجمال یعنی وحدت) عین توحید (Monotheism) ہے۔ اور تفرقہ (کثرت) تجرید (وحدت) کی حقیقت، اور وہ یہہ کہ بندہ اللہ تعالیٰ کیلئے ایسا فانی ہو جائے کہ کل چیزوں کو اُسی (اللہ) کے ذریعہ سے، اُسی کیلئے، اُسی سے اور اُسی کی طرف دیکھے اور جانے۔ (طبقات الکبریٰ)

11- **ابو مغیث حسین بن منصور** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: جس کو توحید کے انوار مست کر دیتے ہیں اسکو تجرید کے بیان سے روک دیتے ہیں اور جس کو تجرید (وحدت) کے انوار مست کر دیتے ہیں وہ توحید کے حقائق زبان پر لاتا ہے۔ کیونکہ جو باتیں دل میں چھپی ہوتی ہیں اُسکو مست ہی بیان کرتا ہے۔

......اور یہہ بھی فرمایا: اَوّلُ قَدَمٍ فِی التَّوْحِیْدِ فَنَاءَ التَّفْرِیْدِ (ترجمہ) توحید میں پہلا قدم تفرید (کثرت) کا فنا کرنا ہے۔ (کشف المحجوب)

12- **شیخ علی بن الھتی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: اَلتَّوْحِیْدُ فَوْقُ الْمَعَارِفِ (ترجمہ) توحید (Monotheism) معارف (Gnosis) یعنی ''پہچان'' سے بالاتر ہے۔ (طبقات الکبریٰ)

13- **شیخ عبدالرحمن طفسونجی** علیہ الرحمۃ نے توحید کی تعریف فرمائی۔ اَنْفَعُ الْعُلُوْمُ الْعِلْمُ بِاَحْکَامِ الْعُبُوْدِیَّۃِ وَ اَرْفَعُ الْعُلُوْمِ الْعِلْمُ التَّوْحِیْدِ۔ (ترجمہ) سب سے زیادہ فائدہ مند عبودیت (Servatude) کے احکام ہیں، اور سب سے اعلیٰ اور برتر ''توحید'' کا علم ہے۔ (طبقات الکبریٰ)

14- **شیخ احمد بن الحسین رفاعی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: اَلتَّوْحِیْدُ وِجْدَانٌ تَعْظِیْمُ فِی قَلْبِ یَمْنَعُ مِنَ التَّعْطِیْلِ وَالتَّشْبِیْہِ ۔ (ترجمہ) ''توحید'' قلب (دل) میں ایسی تعظیم پائے جانے کا نام ہے جو تعطیل (خدا کے معطّل سمجھنے) اور تشبیہہ (خدا کو کسی چیز سے مشابہ سمجھے) سے باز رکھے۔

......یہ بھی فرمایا: لِسَانَ التَّوْحِیْدِ یَدْعُوْا اِلَی لَاثْبَاتِ وَالْحُضُوْرِ۔ (ترجمہ) توحید کی زبان اثباتِ

(Affirmation) اورحضور (Omni Presence) کی طرف بلاتی ہے۔(طبقات الکبریٰ)

15- **مرشدی بحرالعلوم علامہ مولیٰنا محمد عبدالقدیر صدیقی حسرتؒ** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: ''توحید'' ذاتِ واجب (اللہ جل جلالہ) کو یگانہ سمجھنے کا نام ہے۔اور ممکن (بندہ) کی احتیاجِ ذاتی (Absolute Indigence) کا منکشف (Revealed) ہوجانا ''فنا'' کہلاتا ہے اور قَیُّومِ ذُوالْجَلَال کے ہر اَمر کے بالذّات ہونے کا پتہ چل جانا''تجلّی'' (Refulgence) کے نام سے موسوم ہے۔

بالجملہ''توحید'' جاننا ہے''فنا''نسبت اِلَی الخَلقُ کوساقط (Eliminate) کردیناہے،''تجلّی'' نسبت اِلَی اللہ۔ کا پالیناہے۔

حسرتؔ میرے پاس کیا دھرا ہے　　　ایک جان سو وہ بھی ہے پرائی

......یہ بھی فرمایا:''توحید'' ''فنا'' ''تجلّی'' تین طرح پر ہوتے ہیں۔توحیدِ افعال،توحیدِ صفات اورتوحیدِ ذات۔ تجلّی افعال،تجلّی صفات اورتجلّی ذات اور فنائے افعال،فنائے صفات اورفنائے ذات۔

اورآپؒ نے یہہ بھی فرمایا: اسباب کا نظر سے ساقط (Eliminate) ہوجانا آسان بات نہیں۔مرئی (اسباب) کے دام سے نکل کر غیرمرئی (خدا) تک پہنچنا کارے دارد (کام کی بات ہے)''توکّل''جس کی قرآن مبارک میں تاکید ہے۔وہی تو فنائے افعال ہے،تجلّیِ افعال ہے،شرک فی الفعل سے بچنا ہےاورتجلّیِ فعل کا ادراک (علم) ہے۔ فَتَوَکَّلُوۡا عَلَی اللّٰہِ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُؤۡمِنِیۡنَ۔(آل عمران 150) ایمان رکھتے ہوتو خداپرتوکل کرو۔ وَمَنۡ یَتَوَکَّلۡ عَلَی اللہِ فَھُوَ حَسۡبُہٗ۔ (سورہ طلاق 3)توکل کرنے والے کوخدابس ہے۔

تعارف اربابِ تحقیق

01- **ابو عبداللہ محمد بن یحیٰ** علیہ الرحمۃ:۔آپؒ اصل بغداد کے ہیں لیکن رملہ میں قیام کیااور دمشق میں عرصہ تک رہے۔ذوالنون مصریؒ کی صحبت سے مستفیض ہوئے اور بزرگوں کے بھی جلیس (ہمنشیں) اورہم سفررہے۔کاملین میں آپؒ کا شمار ہوتا ہےاورشام کے مشہورشیخ محمد بن داؤد رقیؒ آپؒ کے پیر تھے۔

02- **علی بن سہل بن الاظہر اصفھانی** علیہ الرحمۃ:۔خراسان کے مشہورشیخ محمد بن یوسفؒ کے

شاگرد اور ابوتراب بخشیؒ کی صحبت سے مستفیض ہوئے، زہدوتجرید میں یگانہ تھے۔

03- **ابوالقاسم ابراھیم بن محمد نصر آبادی** علیہ الرحمۃ:۔خراسان کے جلیل القدر شیخ اور امام طریقت تھے۔ پیدائش مقام نیشاپور ہے۔علومِ ظاہری میں بھی علامہٗ وقت تھے۔شبلیؒ اور محمد مرتعشؒ کی صحبت سے مستفیض ہوئے "زہدواتقاء" میں شہرہ تھا۔بہت سے لوگ آپ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے 366ھ میں وصال ہوا۔

معرفت

غایت معرفت و علم ہے ناداں ہونا　　سرمۂ دیدۂ تحقیق ہے حیراں ہونا
بوالہوس تیغِ محبت سے ہو کس طرح شہید　　کارِ ہر سنگ نہیں لعل و بدخشاں ہونا
خود نہاں اور عیاں اُس سے نہاں ہائے جہاں　　حیرت انگیز ہے پیدائی کا پنہاں ہونا
چشم تحقیق میں ہیں شادی و ماتم توام　　لطمۂ باد خزاں گل کا ہے خنداں ہونا
اُنس انسان کی ہے، اصل سمجھ اے حسرتؔ
اُنس جب تک نہ ہو ممکن نہیں انسان ہونا

حضرت حسرتؔ صدیقیؒ

1-7- معرفت (پہچان)

(Gnosis or Recognization)

سوال6:"معرفت" کے لغوی معنیٰ اور اصطلاحی معنی میں کیا کوئی فرق ہے؟

"معرفت" کے لغوی (Literal) معنی "پہچان" (Recognization) ہے لیکن اصطلاح صوفیہ میں "معرفت" اُس مقامِ ارفع و اعلےٰ کا نام ہے جو سالکین کو بعد حصولِ مرتبہ تمکینِ کامل بارگاہ مبداءِ فیاض (اللہ رب عزت) سے مرحمت و تفویض (عطا) ہوتا ہے۔

سوال7: معرفتِ تشبیہ اور معرفت تنزیہ کے متعلق صراحت سے بیان کرو؟

جواب: محققینِ اربابِ طریقت نے یہ بھی فرمایا کہ ''معرفت'' ربّ العزّت دو (۲) نوع (قسم) پر منقسم ہے۔

1۔معرفتِ رسمی (تشبیہہ) 2۔معرفتِ بالکنہہ (تنزیہ)۔

[1] معرفتِ رسمی (Superficial Gnosis):۔معرفت جو کہ عارفین ادراکِ حقیقت (Factual Perception) کے واسطے انوارِ قدرت بیچوں وبچگوں (خالقِ واحدِ حقیقی) اور اظہارِ صنعت گونا گوں (کثرتِ مخلوقات) پر نظر رکھتے ہیں۔بقول ۔

وَ فِی کُلِّ شَئِیٍ لَہٗ آیَۃٌ تَدُلُّ عَلیٰ اِنَّہٗ وَاحِدٌ

(ترجمہ) اور ان جملہ اشیاء (مخلوق) میں اُسی کی نشانی ہے۔اس بات کی گواہی ہے کہ اُن کا خالق ایک ہی ہے۔اِس حیثیت سے موجودات (Creation) کا ہر اک ذرّہ صنعتِ الٰہی کا کرشمہ اور اُسکی قدرتِ لا متناہی کا آئینہ نظر آتا ہے۔اور مخلوقاتِ کائینات وجودِ واجب الوجود (حق تعالیٰ) کے شاہدِ عادل (Justified Witness) معلوم ہوتے ہیں۔اس طرح مخلوقات کے آئینہ میں معرفت یا شہودِ الٰہی کو صوفیہ کرام ''معرفتِ تشبیہہ'' بھی کہتے ہیں، جو ممکن ہے۔بجوائی (جیسے کے ارشاد ہوا)۔

اِنَّ فِی خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ۔(سورۃ آل عمران۔آیت190)۔ (ترجمہ) بیشک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات دن کے بدلنے میں عقلِ سلیم رکھنے والوں کیلئے بہت سی نشانیاں ہیں۔

[2] معرفت بالکُنہہ۔ (Factual Gnosis):۔اِس معرفت سے مراد ادراکِ حقیقتِ احدیت الٰہی جل جلالہٗ ہے جو بمصداقِ خبرِ صحیح مَا عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ۔ (تم نہیں ادراکِ حقیقت کو پہنچ سکتے جیسے کہ اُس کا حق ہے)۔یعنی اسکی پوری معرفت کُنہہ محالات بلکہ ناممکنات میں سے ہے۔اسلئے بجز اِسکے چارہ نہیں کہ زبانِ بصد ادب اپنے عجز کا اقرار کرے۔حیرت زدہ عقل کے ساتھ اپنی نارسائی کا اظہار کرے۔پس یہہ ہمارا ''عجز'' ہی عین معرفت ہے، کیونکہ ادراک سے عاجز ہونا بھی ادراک ہی ہے۔اور یہی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ

عنہ کا ارشاد بھی ہے۔ اَلْعِجزُ عَنْ اِدْرَاکِ اِدْرَاکَ۔

سوال 8 : معرفتِ تنزیہ الٰہی کے متعلق عارفین کے مختلف نظریات کیا ہیں؟

جواب: ذات حق سبحانہٗ کو تمام قیود، تمام نقائص امکانیہ وعیوبِ مخلوقات سے پاک سمجھنا ''شان تنزیہ'' کہلاتا ہے۔لہذا ''معرفتِ تنزیہ'' ناممکن اور محالات سے ہے کیونکہ اُس کا ذات الٰہی پر اطلاق (تعلق) ہے۔

چنانچہ بعض عُرفا (عارفین) نے علم میں اظہارِ جہل (Ignorence) اور عجز (Submission) کیا اور فرمایا: اِس امر (بات) کا عجز ظاہر کرنا کہ ذات حق احاطۂ ادراک (Perception) سے خارج (باہر) ہے، یہہ خود عین ادراک (معرفت) ہے، کیونکہ غیر ممکن اور محال کو محال سمجھنا ہی عینِ علم ہے۔اور بعض عرفا (عارفین) یہ جان کر کہ ذات حق احاطۂ ادراک سے خارج ہے، خاموش رہ گئے۔ بہر حال ایک ''خاموش'' ہے، دوسرا ''من اظہارِ عجز'' کررہا ہے۔''اظہار عجز'' کرنے والا آزمودہ کار (تجربہ کار) ہے۔اس لیئے بہ نسبت خاموش رہنے والے کے حق تعالٰی کو زیادہ جاننے والا ہے۔

جب یہ ٹھیرا کہ حسبِ استعدادِ عین ثابتہ تجلیِ حق ہوتی ہے تو متجلی (دیکھنے والا) مرآتِ حق (آئینۂ حق) میں اپنی صورت کے سوا کچھ نہیں دیکھتا۔اُس نے ذاتِ حق کو ''شان تنزیہ'' کو ہرگز نہیں دیکھا اور ہرگز دیکھ بھی نہیں سکتا۔ہاں اسکو اتنا علم ضرور ہے کہ وہ حق میں خود کو دیکھ رہا ہے۔جیسے ہم آئینے میں اپنی صورت یا دوسروں کی صورتیں دیکھتے ہیں تو کیا آئینے کو بھی دیکھتے ہیں، ہرگز نہیں۔آئینہ اگر نظر آجائے تو وہ آئینہ نہ ہوا بلکہ شیشہ کا ٹکڑا ہوا۔

سوال 9 :۔صراحت کے ساتھ بیان کرو کہ شہود و معرفتِ حق بالذّات اور بلا واسطہ صرف اور صرف حضور خاتم النبین محمد صلّی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص ہے؟

جواب:۔یہ شہود (Witnessing) ومعرفت (Recognisation) والقاء (Inspiration) بلا واسطہ (Direct)، بالذّات (Absolute) صرف اور صرف خاتم الرّسل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے جو اُن سے خاص ہے (Exclusive) ہے۔دوسرے انبیاء اور اولیاء جو دیکھتے ہیں وہ مشکوٰۃ خاتم الانبیاء والرسل (نورِ محمدی یا آئینہ محمدی) سے دیکھتے

ہیں۔ خاتم النبین اگرچہ وجود خارجی میں (پیدا ہونے کے لحاظ سے) متاخر (آخر) اور بعد ہیں، مگر اپنی حقیقت وروحانیت کی وجہ سے پہلے ہی سے موجود ہیں۔ بمصداق کُنتُ نَبِیًّا وَ آدَمُ بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ ۔ (حدیث) (ترجمہ) میں اُس وقت بھی نبی تھا جب آدمؑ پانی اور مٹی (آب وگل) میں تھے یعنی موجود و پیدا نہ ہوئے تھے۔ اور یہہ بھی کہ خاتم الانبیاء، خاتم الاولیاء ہیں جو اُس وقت بھی ''ولی'' تھے۔ آپ ﷺ کی ولایت، وصفِ عبودیتِ (بندگی) سے ہے جو ازلی و دائمی ہے۔ تمام دوسرے اولیاء اُس وقت ''ولی'' ہوتے ہیں (ولایت پر فائز ہوتے ہیں) جبکہ شرائط ولایت کی تکمیل کریں۔ وہ شرائط کیا ہیں؟ اللہ تعالیٰ کے جن اخلاق و اوصاف سے اُس کا ''ولی ومحبوب'' (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ''حمید'' کے اِسم سے مسمّیٰ (جانا جاتا) ہے، متصِف (Described) ہوجائیں۔ ارشادِ ربّ العزّت بھی یہی ہے۔ وَابْتَغُوْ اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ (سورۃ المائدہ آیت 35)۔ (ترجمہ) اور تقرب حاصل کرو اُس کی بارگاہ میں وسیلہ (ذریعہ) سے۔ اِس ارشادِ باری تعالیٰ کے فردِ اعلیٰ و برزخِ کُبرا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ لہذا خاتم الاولیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مظہر جو ''ولیِ وارث'' ہے، وہ اپنی فنائیت ومظہریت کی وجہ بظاہر اصل ومعدن (Factual Source) رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لیتا ہے اور تمام مراتب کا مشاہدہ (Witness) کرتا ہے، وہ تو مظہرِ ختم ولایت (محمدؐ) کی ایک نیکی ہے، نیکیوں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ یہی تو معنی ہے ۔ اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِیْ. (حدیث)(ترجمہ) اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم قاسم (تقسیم کرنے والے) ہیں۔ آپؐ مقدم جماعت، پیشوائے انبیاء واولیاء ہیں اور بابِ (دروازہ) شفاعت (Intercession) کے کھولنے میں سیدِ اولادِ آدم ہیں۔ یہ خدائے تعالیٰ کا فضلِ خاص ہے جو اور دوسرے انبیاء کو عام نہیں۔ بقول حسرتؔ صدیقی رحمۃ اللہ کے کہ ؎

نہ اٹھا ہے نہ اٹھے گا کبھی یہ بیچ سے پردہ
تو اے نورِ خدا بیشک حجاب روئے وحدت ہے

سوال 10:۔ کیا ''قلب'' جسم کے لئے مرکزِ حیات ہے؟ اور صوفیہ کرام کے پاس قلبِ مومن کے کتنے اقسام مانے جاتے ہیں؟

جواب:۔ یہہ بات واضح ہے کہ قلب کے معنی اُلٹنے اور بدلنے کے ہیں۔ دل کو اِس لئے ''قلب'' کہتے ہیں کہ

جسم میں قلب مرکزِ حیات (Centre of Life) ہے۔ جانور، ملائک (فرشتے) ایک ہی حالت میں رہتے ہیں اور اُن پر ایک ہی قسم کی تجلی ہوتی ہے۔ یہہ تقلّب یعنی مختلف حالتوں میں متغیر (Variable) ہونا انسان سے خاص ہے۔ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ۔(سورہ رحمٰن۔آیت 25)۔ (ترجمہ) اُس کی ہر دن ایک نئی شان (تجلی) ہے، کا مظہر (Manifest) انسان ہی ہے۔ لہذا قابلِ اعتبار قلب، عارف کا قلب ہے۔ صوفیہ کے پاس قلبِ انسانی تین طرح پر ہیں۔

۱] **قلبِ منیب** (تائب Pentinent):۔ ''قلبِ منیب'' وہ قلب ہے جو باوجود غیبت (Unseen) کے رحمٰن سے ڈرتا ہے۔ اُس کے جلال سے مرعوب و متاثر ہوتا ہے بمصداق مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبِ ۔(سورۃ ق آیت 33)۔ ترجمہ (جو رحمٰن سے بے دیکھے ڈرتا ہے اور رجوع کرتا ہوا دل قلبِ منیب لایا)۔ ''قلبِ منیب'' سے توبہ پیدا ہوتی ہے۔ خطراتِ نیک ظاہر ہوتے ہیں۔ تقویٰ، ریاضت اور عبادت اُس کی صفت ہوتی ہے۔

۲] **قلب سلیم** (پاک Healthy):۔ یہ قلب حبّ غیر اللہ، طلب غیر اللہ سے محفوظ رہتا ہے۔ ادراکِ عبدو ربّ (معرفتِ عبد و رب) طلبِ علم و عرفان اور شوقِ سلوک اِلیٰ اللہ سے مالا مال رہتا ہے۔ بمصداق۔ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ۝ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ. (سورۃ الشعرآ آیت 88)۔ (ترجمہ) اُس دن کہ نہ مال کام آئے گا نہ اولاد کام آئے گی مگر جو اللہ کے پاس قلبِ سلیم لائے گا۔

۳] **قلب شہید** (اکمل Perfect):۔ یہ قلب نعمتِ سماعت و شہودِ باطنی سے ممتاز ہوتا ہے اور کلامِ شہود (معرفت) حق سے سرفراز ہوتا ہے۔ بمصداق اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَ هُوَ شَهِيْدٌ. (سورۃ ق آیت 37)۔ (ترجمہ) اُس میں یاددہانی ہے جس کے سینے میں دل ہو اور اپنے کان جھکا دے اور وہ دیکھتا ہو۔ ایسے عارف کو ہمیشہ ''دوامِ حضور'' رہتا ہے۔

سوال 11:۔ قلبِ عارف کی وسعت اور تجلیات الٰہی کی سمائی کے متعلق واضح گفتگو کرو؟

جواب:۔ قلبِ مومن عارف میں ہر طرح کی وسعت ہے۔ ہر تجلی الٰہی کی سمائی (تجلی گاہ) ہے۔ آسمان و زمین کسی

میں جمیع تجلیات خصوصاً تجلی الٰہی وشانِ معبودیت کی گنجائش نہیں۔ بمصداق۔ **لا یَسعَنِی اَرضٌ وَ لا سَمَاءٌ وَ لٰکِنْ یَسعَ قَلْبُ عَبْدٍ مُؤمِنٍ**۔(حدیث) (ترجمہ) نہ زمین مجھے سماتی ہے نہ آسمان مگر مومن کا دل مجھے سماتا ہے۔

چنانچہ بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں، ''اگر عرش اور عرش کے دائرہ میں جو کچھ ہے دس کروڑ بار دلِ عارف کے گوشے میں آجائے تو اُس کو احساس بھی نہ ہوگا''۔ اِس معنی میں جنید بغدادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں'' حادث (بندہ) جب قدیم (رب) کے نزدیک ہوتا ہے، تو حادث کا پتا بھی نہیں رہتا، اور وہ قلب (دل) جو قدیم کو سمالے بھلا حادث کو کیونکر موجود پائے گا''۔

چونکہ حق جلّ مجدہ (اللہ تعالیٰ) کے تجلیات انواع انواع (قسم قسم) کی صورتوں میں ہوتے ہیں، لہذا قلب بھی کبھی وسیع (Expanded)، کبھی تنگ (Narrow) مطابق تجلّی الٰہی کے ہوتا ہے۔ جو اُس پر تو افگن (Reffulgent) ہو، قلبِ عارف کا کوئی حصہ اُس تجلّی سے خالی نہیں رہتا۔

سوال12: اربابِ تحقیق کے مطابق مسئلہ معرفت کی تحقیق کے بارے میں گفتگو کرو؟

جواب: اربابِ تحقیق اِس مسئلے کی تحقیق یہ فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی دو تجلّیاں ہیں۔

1] تجلّی غیبی (Hidden Reffuigence): ۔اِس سے مراد ذاتِ مقدسہ سے علم میں اعیان ثابتہ کا ظہور جس کو فیض اقدس کہتے ہیں۔ اس تجلی میں استعداد محل تجلی علمی ہوتی ہے۔

2] تجلی شہادی (Appearant Refulgence) عالم شہادت وخلق میں اُس کو فیض مقدس کہتے ہیں۔ عالم خلق میں (Manefeslation) تجلی اسماء وصفات ہوتی ہے، جو تابع مجاہدہ یعنی تابع استعداد اعیان ثابتہ ہوتی ہے۔

یہہ بات بھی یادرہنا چاہیئے کہ جب تجلی الٰہی ہوتی ہے تو قلب میں ماسوا اللہ کی گنجائش نہیں رہتی ہے۔ جتنا دل؟ اتنی ہی تجلی، جتنی تجلی اُتنا ہی دل، جتنی استعداد (Capacity) اُتنا ہی ظہور، جتنی طلب اتنی عطا، جیسا عقیدہ ویسا شہود (دیدار) اور جیسا عبد ویسا ربّ۔ ربّ سے مراد وہ تجلی الٰہی ہے جس کے پرتو (اثر) سے عبد کا ظہور ہوتا ہے۔

ارشادات ارباب معرفت و تحقیق

سوال13: معرفتِ الٰہی کے متعلق ارشاداتِ اربابِ تحقیق بیان کرو؟

جواب: 01- **امیر المؤمنین علی بن ابی طالب** رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عُرَفْتُ رَبّی بِفَسْخِ الْعَزَائِمِ۔ (ترجمہ) میں نے اپنے ربّ کو اردوں کے ٹوٹ جانے سے پہچانا۔

اور یہہ بھی فرمایا: وَعَرَفْتُ مَا دُوْنِ اللهِ بِنُوْرِ اللهِ۔ (ترجمہ) اور ماسویٰ اللہ (مخلوق) کو میں نے اللہ کے نور سے پہچانا۔ (کشف المحجوب)

02۔ **امام جعفر صادق** رضی اللہ عنہ نے فرمایا مَنْ عَرَفَ اللّٰہُ اَعْرَضَ مِمَّا سَوِیَ اللهِ
(ترجمہ) جس نے اللہ کو پہچانا اُس نے ماسویٰ اللہ سے منہ موڑا۔ (کشف المحجوب)

03۔ **اویس قرنی** رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس نے اللہ کو پہچان لیا، اُس سے کوئی چیز پوشیدہ (چھپی) نہیں رہتی۔ (تذکرۃ الاولیاء)

04۔ **فضیل بن عیاض** علیہ الرحمۃ نے فرمایا مَنْ عَرَفَ اللهِ حَقَّ مَعْرَفَتِهِ عَبَّدَهٗ لِكُلّ طَاقَتِهٖ
(ترجمہ) جس شخص نے اللہ کو بخوبی پہچانا، اُس نے پوری طاقت سے اُسکی عبادت کی (کشف المحجوب)

05۔ **خواجہ معروف کرخی** علی الرحمۃ نے فرمایا: لازمی علامتیں عارفین کی یہ ہیں، اندیشہ (ربط و خوف) اُن کا اللہ کے ساتھ ہو۔ قرار (سکون) اُن کا خدا کے ساتھ ہو۔ مشغل (مصروف رہنا) اُنکا خدا کے ساتھ ہو۔ (نفحات الانس)

06۔ **ابو محفوظ معروف به فیروز** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: اگر عارفوں کے دل سے دنیا کی محبت نہ نکالی جاتی تو وہ طاعت کے کام ہرگز نہیں کر سکتے تھے۔ اور اگر ذرّہ برابر بھی دنیا کی محبت اُن کے دلوں میں ہوتی تو ایک بھی سجدہ درست نہ ہوتا۔ (طبقات الکبریٰ)

07۔ **ابو سلیمان عبد الرحمن بن عطیه** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: عارف وہ ہے جس کی مراد (امید) دونوں جہانوں کیلئے ایک ہو۔ بقول ؎

چناں پرشد فضائے سینہ ازدوست   کہ فکر خویش گم شد از ضمیرم

(ترجمہ): کچھ ایسا اُسکی نورانیت سے سینہ بھر گیا کہ ''اورزیادہ'' کی میرے دل کو اُمید باقی نہیں رہی۔

اور یہ بھی فرمایا: عارف کے بچھونے (Bed) پر اللہ تعالیٰ وہ کشائش (Relief) کرتا ہے جو کھڑے ہوکر نماز کی حالت میں نہیں کرتا۔ (طبقات الکبریٰ)

08۔ **ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ** نے فرمایا:

1] ''زاہد'' بادشاہ آخرت کا ہے اور ''عارف'' بادشاہ زاہد کا ہے۔

2] یہ بھی فرمایا: عارف کا عمل یہ ہے کہ ہر حال میں خدا کا ناظر (دیکھنے والا) ہو۔ (تذکرۃ الاولیاء)

3] یہ بھی فرمایا: پہلا درجہ عارف کا تحیر (Wonder) (حیرت) ہے بعدۂ افتقار (عاجزی) بعدۂ اتصال (نسبت) بعدۂ قرب (معرفت)۔

4] فرمایا: عارف خوف زدہ ہو، ستائش گر (تعریف کرنے والا) نہ ہو۔

5] فرمایا: اَلْعَارِفُ کُلَّ یَوْمٍ اَخْشَعُ لِاَنَّہٗ کُلَ سَاعَۃٍ مِنَ الرَّبِّ اَقْرَبُ. (ترجمہ) عارف ہر روز زیادہ ڈرایا جاتا ہے اس لیئے کہ ہر ساعت (گھڑی) حق کے ساتھ زیادہ قریب ہوتا ہے۔

6] فرمایا: حَقِیْقَۃُ الْمَعْرِفَۃِ اِطِّلَاعُ عَلَی الْاَ سْرَارِ الْحَقِّ بِمُوَاصِلَۃِ لَطَائِفِ الْاَنْوَارِ۔ (ترجمہ) حقیقتِ معرفت اسرارِحق سے آگاہ ہونا ہے، لطائف وانوار کے حاصل ہونے کے بعد۔ (کشف المحجوب)

09۔ **خواجہ سری سقطی** علیہ الرحمہ نے فرمایا عارف آفتاب (سورج) صفت ہے کہ تمام عالَم پر چمکتا ہے، اور زمین صفت ہے کہ جملہ موجودات (مخلوق) کا بار اُٹھاتا ہے، اور آب نہاد (پانی فطرت) ہے کہ سب کو سیراب کرتا ہے۔ اور آتش رنگ ہے کہ عالَم کو روشن کرتا ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء)

اور یہ بھی فرمایا: زاہد کو اپنی ذات کے ساتھ مشغول ہونا اچھا نہیں، عارف کو اُس کی ذات کے ساتھ مشغول ہونا اچھا ہے۔ (نفحات الکبریٰ)

10۔ **با یزید بسطامی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

1] ''عارف'' وہ ہے جو خواب میں بھی خدا ہی کو دیکھے۔ بقول ؎

خوشا آں دم کہ استغنائی ہستی فراغت بخشد از شاہِ وزیرم

(ترجمہ) مبارک ہو کہ میرا وجود اِستغنائے حق سے ہے۔ بے فکری بخشی شاہ کا نائب ہو گیا۔

2] یہ بھی فرمایا: کمتر درجہ عارف کا یہ ہے کہ صفاتِ حق اس میں ہوں۔

3] فرمایا: دنیا، اہل دنیا کے واسطے غرور در غرور ہے، اور آخرت، اہل آخرت کے واسطے سرور در سرور ہے، اور محبتِ حق اہل معرفت کے واسطے نور در نور ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء)

4] فرمایا: علامت عارف کی، خلق سے فرار (بھاگنا) اور خاموش رہنا ہے۔

5] اور یہ بھی فرمایا کہ اَنْ تَعْرِفَ حَرَکَاتِ الْخَلْقِ وَ سَکَنَاتِہِمْ بِاللہ.

(ترجمہ) عارف وہ ہے کہ خلق (مخلوق) کے حرکات و سکنات کو جانے کہ وہ حق کی طرف سے ہیں۔ (کشف المحجوب)

11۔ **منصور بن عمار** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: انسان اپنا ''عارف'' ہوتا ہے، یا خدا کا۔ جو اپنا (نفس) ''عارف'' ہوتا ہے اُس کا شغل (Being Busy) مجاہدہ (Struggle) ہوتا ہے، اور جو خدا کا ''عارف'' ہوتا ہے اُس کا شغل طلبِ رضائے حق ہوتا ہے۔ (نفحات الانس)

12 **ابراھیم نازدیہ** علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے: اَلْعَارِفُ مَنْ جَعَلَ قَلْبَہٗ لِمَوْلَاہُ وَ جَسَدَہٗ لِخَلْقِہٖ۔ (ترجمۃ) عارف وہ ہے جس کا دل حق کے ساتھ، اور جسد (جسم) ''خلق'' (مخلوق) کے ساتھ ہو۔

(عوارف المعارف)

13۔ **عبدا اللہ بن مالک** علیہ الرحمہ نے فرمایا: اَلْمَعْرِفَۃُ اَنْ لَا تَعَجُّبَ بِشَیْئٍ

(ترجمہ) ''عارف'' وہ ہے جس کو کسی چیز سے تعجب نہ ہو۔ (کشف المحجوب)

14۔ **محمد بن واسع** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: جس نے اللہ کو پہچانا وہ کلام (گفتگو) کم کرتا ہے اور ہمیشہ حیرت (مشاہدہ) میں رہتا ہے۔ (کشف المحجوب)

15**ابو القاسم جنید** علیہ الرحمۃ نے فرمایا :معرفت کی دو قسمیں ہیں۔

[1] معرفت تعارف۔ [2] معرفت تعریف۔

[1 **معرفت تعارف** : (معرفت ربّ) کی صفت یہ ہے کہ خود اُسے (خدا کو) پہچاننا (خدا کا مشاہدہ کرنے کا احساس)۔

[2 **معرفت تعریف** : (معرفت نفس):اُس کو کہتے ہیں کہ اُس کو (خدا کو) شناسا کرنا اپنے لئے (یہ احساس کہ خدا مجھ کو دیکھ رہا ہے)۔

☆ اور یہ بھی فرمایا: خدا کے ساتھ مشغولیت کو ''معرفت'' کہتے ہیں۔

☆ یہ بھی فرمایا: مَنْ عَلِمَ الْاَشْیَاءَ بِا اللّٰہِ فَرُجُوْعُہٗ فِیْ کُلِّ شَیءٍ اِلَی اللّٰہِ (ترجمہ) جو تمام چیزوں کو اللہ (کی معرفت) سے جانتا ہے تو ہر امر (کام) کو وہ اللہ کی طرف منسوب کرتا ہے۔(کشف المحجوب)

16۔**خواجہ ابوبکر شبلی** علیہ الرَّحمۃ نے فرمایا:

[1 ''عارف'' نہ اپنے غیر کو دیکھتا ہے نہ اپنے غیر کا کلام زبان پر لاتا ہے، نہ اللہ کے سوا اور کو اپنا نگہبان پاتا ہے۔

[2 یہ بھی فرمایا: نہ مُرید کو وقفہ (اطاعت میں) نہ عارف کو علاقہ (غیر حق سے)، نہ عاشق کو گلا (جفا میں)، نہ صادق کو دعویٰ (صداقت میں) نہ خائف کو قرار (سکون)، نہ مخلوق کو اللہ سے فرار (غفلت) جائز ہے۔

[3 یہ بھی فرمایا: اَلْمَعْرِفَۃُ الْعِجْزِ عَنْ اَلْمَعْرِفَۃِ (ترجمہ) ''معرفت'' سے عاجز رہنا ہی معرفت ہے، (کشف المحجوب)

17۔ **ابو العباس قصاب** علیہ الرحمۃ نے شیخ ابو سعیدؒ سے فرمایا اگر تم سے کوئی کہے کہ خدا کو پہچانتے ہو تو ''نہ کہو کہ پہچانتا ہوں کہ یہ 'شرک' ہے اور نہ کہو کہ نہیں پہچانتا کہ یہ کفر ہے۔ بلکہ یہ کہو کہ عَرَّفْنَا اللّٰہُ تَعَالٰی ذَاتَہٗ بِفَضْلِہٖ۔ (ترجمہ) اللہ تعالی نے اپنی ذات کی معرفت اپنے فضل سے مجھ کو دی''۔(تذکرۃ الاولیاء)

18۔**ابو عبداللہ محمد بن احمد بن حمدان** علیہ الرَّحمۃ نے فرمایا:معرفت کا نور قلب میں ہر گز داخل نہیں ہوسکتا تاوقت کہ اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر ترجیح نہ دے۔(طبقات الکبریٰ)۔

19۔**ابو عبداللہ محمد بن عبدالخالق** علیہ الرّحمہ نے فرمایا: ''زہد'' کی مشقت جسم پر اور ''معرفت'' کی قلب پر ہوتی ہے۔(طبقات الکبرائی)

20۔ **ابو سعید احمد بن عیسیٰ خراز** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: عارفین اللہ تعالیٰ کے خزانہ ہیں۔ جن میں اللہ تعالیٰ نے علوم غریبہ (Strange Knowledge) اور اخبار عجیبیہ (Wonderful Information) امانت رکھے ہیں۔ اُن میں وہ ابدی (Eternal) زبان سے گفتگو کرتے ہیں۔ اور ازلی (Perpetual) زبان میں خبریں بیان کرتے ہیں۔

☆ اور فرمایا: عارف کا سکوت (خاموشی) تسبیح (حمد الٰہی) ہے۔ اُس کا کلام تقدیس (اللہ تعالیٰ کی بڑائی) ہے اُس کی نیند ذکر (الٰہی) ہے اُس کی بیداری نماز ہے کیونکہ اسکی ہر سانس مشاہدہ اور معائنہ پر نکلتی ہے۔

☆ اور یہ بھی فرمایا: اللہ تعالیٰ سے دور وہ شخص ہے جو معرفت و قربت کا دعویٰ کرے۔ (طبقات الکبریٰ)

21۔ **شیخ ابو عمر بن مرزوق** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: جملہ مخلوق، ذرّہ سے لے کر عرش تک اُس (اللہ) کی معرفت کی متصل (Close by) راہیں (راستے) اور اسکے ازلی (قدیم) ہونے پر مستقل دلیلیں ہیں اور کل ہستیاں اُسکی وحدانیت کی بولتی ہوئی زبانیں ہیں۔ اور سارا عالم ایک کتاب ہے جس کے حروف کو مبصر (بیان کرنے والا) اپنی بصیرت کے اندازہ سے پڑھتے ہیں۔ (طبقات الکبریٰ)۔

22۔ **شیخ علی بن وہب بخاری** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی معرفت ایسی بھاری ہے کہ عقل سے حاصل نہیں ہوسکتی، بلکہ اُسکی اصل شرع سے اقتباس (Derive) کی جاسکتی ہے۔ بعدہٗ قرب کی مقدار سے اس کے حقائق کی شعاعیں نکلتی ہیں۔ پس ایک گروہ نے اسکو ''وحدانیت'' کے ذریعہ سے پہچانا اس لئے صمدانیت (بے نیازی) تک پہنچ کر اُس نے آرام لیا۔ دوسرے گروہ نے اس کو ''قدرت'' کے ذریعہ سے پہچانا، اس لئے وہ حیرت زدہ ہوگئے۔ تیسرے گروہ نے اُس کی عظمت سے پہچانا، اس لئے وہ دہشت کے پاؤں پر کھڑے ہوگئے اور یقینی طور پر سمجھے کہ ہرگز کوئی اس کی ذات کو پا نہیں سکتا۔ چوتھے گروہ نے غلبہ الوہیّت (Devinity) سے اس کو پہچانا، پس وہ کیفیتِ ماہیت (مخلوقیت) سے پاک ہوئے۔ پانچویں گروہ نے اُس کو اس کی مصنوعات کے ذریعہ پہچانا اور اُسکی نادر (Wonderful) صنعتوں (کاری گری) سے اسکی طرف راہ پائی اسلئے اسکی ایجاد و صنعت میں مشاہدہ (Witness) کیا۔ چھٹے گروہ نے اُسکو تکوین (مخلوق) کے ذریعہ سے پہچانا، اس لئے ثبات و تمکین (بقا و سکون) کے ساتھ جانا۔ اور ایک گروہ نے اُس کو اُس کے غیر کے بغیر پہچانا، اسلئے

اُس نے اُس گروہ کو اپنی وہ نشانیاں دکھائیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور (جس کا خطرہ) نہ کسی قلب پر گزرا۔ (طبقات الکبریٰ)

23۔ **شیخ حیات بن قیس** علیہ الرّحمۃ نے فرمایا: جب تک انسان کو معرفت کا نور اُس کی پرہیز گاری (احتراز کرنے) کے نور کو بجھا نہ دے، وہ متمکّنوں (اعلیٰ درجہ والوں) میں نہیں ہوتا۔ (طبقات الکبریٰ)

24۔ **شیخ داؤد بن کبیر بن ما خلا** علیہ الرّحمۃ نے فرمایا: ''عارف'' رات دن میں سو مرتبہ رنگ (کیفیت) بدلتا ہے اور عابد برسوں ایک ہی پر رہتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ عارف دائرہ تصریف (متغیر) کی طرف اور عابد دائرہ تکلیف (عام پرہیز) کی طرف مائل ہے۔ بقول ؎

سیرِ زاہد ہر مہے یکسالہ راہ : ☆ سیرِ عارف ہر زماں تا تختِ شاہ

(ترجمہ) زاہد کا ہر وقت ایک ہی طریق ہے ☆ عارف کا طریق اقتضائے وقت کے مطابق ہے

25۔ **شیخ بہاء الدین نقشبندی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: سرحدِ توحید تک پہنچ سکتے ہیں، لیکن سرحدِ معرفت تک پہنچنا دشوار ہے (عوارف المعارف)

26۔ **مولانا جلال الدین رومی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

1۔ جو پست ہمت ہے وہ باغ کے تماشہ میں مصروف ہوگا، باغباں کے دیدار سے محروم رہے گا۔

2۔ طالبِ صادق رہو، دیدار کی قابلیت نصیب ہوگی، اور موجودات (مخلوقات) میں وہی ذات نظر آئے گی اور نظر کو کمال حاصل ہو جائے گا مَا رَائتَ شَیْاءً اِلَّا وَرَأیتُ اللہَ فِیْہِ وَ مَعَہُ وَ قَبْلَہُ وَ بَعدَہُ.

(ترجمہ) جس چیز کو دیکھا خدا ہی نظر آیا۔ اس میں اور اس کے ساتھ اور اس کے آگے اور اسکے پیچھے۔

27۔ **سیدی ابراھیم سیوتی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: جب عارف عرفان کے مقام میں کامل (Perfect) ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کو علم بلا واسطہ کا مالک بناتا ہے اور جو علم الواح ہستی میں لکھے ہوئے ہیں، اُن کو وہ اخذ (Adopt) کرتا ہے۔ پس اُن رموز (Secrets) کو سمجھتا ہے۔ اُن کے کنوز (خزانہ) کو پہچانتا، اُن کے طلسمات (اثرات) کو توڑتا ہے۔ اُن کے اِسم و رسم (نام اور طریقہ) کو جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ اُسکو اُن علوم پر مطلع (Guide) فرماتا ہے جو لفظوں میں ودیعت (محفوظ) رکھے گئے ہیں۔ (طبقات الکبریٰ)

28۔ **سید علی فرزند محمد وفا** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: عارف کا قلب اللہ کی بارگاہ ہے اور اُس (عارف) کے حواس(Senses) بارگاہ الٰہی کے دروازے ہیں۔

☆ یہ بھی فرمایا: جس کی مالک (آقا) عادتیں (Habits) ہوئیں، اُس کی عبادتیں رائگاں گئیں اور جس سے عادتیں دور ہوئیں بس وہی "عارف" بامُراد بامُشاہد ہے۔ (طبقات الکبریٰ)

29۔ **شیخ محمد ابو المواھب** علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

☆ عارفوں کی ہمنشینی نہ کرو مگر ادب کے ساتھ کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جس نے کوئی بے ادبی کی وہ دشمنوں میں داخل ہوا اور دیوانِ قرب سے اُس کا نام مٹا دیا گیا۔

☆ یہ بھی فرمایا: جب عارف کو معلوم ہو کہ وہ اپنے معروف (رب) کا عین ہے، تو لوگوں کے اُس کی تعظیم وتکریم کرنے میں اُس پر کوئی الزام نہیں ہے۔

تعارف اربابِ تحقیق

01۔ **ابو محفوظ معروف** علیہ الرحمۃ:۔ آپؒ زہد، تقویٰ، فتوات میں مشہور رہے داؤد طائی وغیرہ کی صحبت پائی 200ھ میں وصال ہوا، بغداد میں مزار ہے۔

02۔ **ابراھیم نازدیہ** علیہ الرحمۃ:۔ آپکی کنیت ابواسحاق ہے، وطن نیشاپور ہے، ابوعثمان حیری کی صحبت سے مستفیض رہے۔ بہت خوب صورت جلیل القدر صاحبِ حال صوفی تھے۔

03۔ **ابو عبداللہ بن احمد بن حمدان** علیہ الرحمۃ:۔ نیشاپور کے مشہور صوفی ہیں جنیدؒ، شبلیؒ عبداللہؒ منازل کے مخصوص صحبت یافتہ ہیں۔

7.2 خوف (خشیہ)

FEAR (AWS)

سوال14: خوف اور خشیہ الٰہی سے مراد کیا ہے؟

جواب: محققین ارباب طریقت ارشاد فرماتے ہیں کہ خوفِ الٰہی منجملہ دیگر درجات عالیہ کے سالکین ذی صفات کے ایک مقام علیا کا نام ہے جو سیر و سلوک (منازلِ معرفتِ الٰہی) میں عارفین با تمکین (برگزیدہ عارفوں) کو پیش آتا ہے۔ وہ خشیتِ ربّ العزت (ادب، خوف، کبریائی و عظمتِ الٰہی) سے ہر آن لرزاں و ترساں (ڈرتے اور دعا کرتے) رہتے ہیں۔ خشیت، الٰہی کا ثمرہ (نتیجہ) اُن کو بُستانِ مقصود (گلستانِ آرزو و محبت) کی سیر کراتا ہے کہ شاہدِ بے نیاز (اللہ تعالٰی) کی سرکار سے خلعتِ قرب و اختصاص (خاص اعزازِ قرب مرحمت (عطا) ہوتا ہے۔

جیسا کہ ارشادِ مالکِ حقیقی ہے۔ وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ہ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَأْوٰی۔ (سورۃ نازعات آیۃ 40,41)۔ (ترجمہ) ''جو اپنے ربّ کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرا (خشیہ اختیار کیا) اور اپنے نفس کو حرام چیزوں کی خواہشات سے روکا، تو بے شک اُس کا جنّت ہی ٹھکانہ ہے''۔

سوال15: ''خوف'' کی کونسی دو قسمیں ہیں واضح بیان کرو؟

جواب: ''خوف'' کی حقیقت یہ ہے کہ خوف ایمان بالغیب سے پیدا ہوتا ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔

[1] خوفِ عقوبت (گرفت و سزا پر خوف)۔

[2] خوف و مکر (خطرہ مخفی) یا خشیہ الٰہی (باادب رہنا کہیں کوئی بے ادبی نہ ہو جائے)۔

[1] خوفِ عقوبت (Fear on commiting sin):۔ یہ خوف (ڈر) عوام (مؤمنین) کے واسطے ہے۔ جس کا ظہور (ظاہر ہونا) دو سبب سے ہوتا ہے۔

[1] تصدیقِ وعید (سزا کا یقین) [2] مطالع خبایت (برائی کا علم)۔

ہر چند کہ صاحب خوفِ عقوبت (عذاب) بھی ایمان بالغیب رکھتا ہے اور زمرۂ خائفین میں شامل ہے، لیکن دائرہ اہل محبت میں داخل نہیں ہوتا، کیونکہ خوف اُس کا عقوبتِ نفس (عذابِ نفس) کی وجہ سے ہوتا ہے جو محبتِ نفس کی صریح دلیل (صاف نشانی) ہے۔ اور جس دل میں محبتِ نفس ہے وہ ضرور محبتِ الٰہی سے خالی ہوگا۔ چنانچہ کلیہ (Formula) یہ ہے کہ جہاں محبتِ الٰہی قصدِ نزول (اُترنے کا ارادہ) فرماتی ہے وہ غیر کا محل و اقامت (مقام) نہیں ہوسکتا۔

[2] خوفِ مکر (دغدغہ باطنی) (Respect combined with fear):۔ یہ خشیۃ عارفین صفاتِ ربّانی کو لاحق ہوتا ہے۔ یہ خائفینِ برگزیدہ مثلِ رحمت و شفقت، لطف و عطا وغیرہ صفاتِ جمالیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور صفاتِ جلالی (Fear inspirinmg) مثلِ قہر و غضب، بلا و جفا وغیرہ سے خائف (خوف زدہ) اور محترز رہتے ہیں جیسے کہ خبرِ صحیح (حدیث) سے ثابت ہے۔ رَاسُ الْحِكْمَةِ مُخَافَةٌ (ترجمہ) حکمت کی بات مخفی (چھپی) ہوتی ہے۔ اور یہ خوفِ بجہت (سببِ) محبت الٰہی نصیب ہوتا ہے۔

سوال16:۔ باتمکین خائفینِ الٰہی کی کھلی اور مبین علامتیں کونسی ہیں جو اُن سے ظاہر ہوتی ہیں؟

جواب:۔ اِن خائفینِ باتمکین کی شانِ حقانیت سے دو علامتیں صاف اور بیّن طور پر ظاہر ہوتی ہیں اوّل یہ کہ اُن کو دیکھ کر بہ سبب جلالِ حق و آثارِ ہیبت الٰہی، خلق (مخلوق) پر اُن کا خوف غالب ہوتا ہے۔ چنانچہ منقول ہے کہ مَنْ خَافَ اللّٰہَ يُخَافُ اِيَّاهُ كُلَّ شَئِيءٍ ۔ (ترجمہ) جو اللہ سے ڈرتا ہے اُس سے ہر شئے ڈرتی ہے۔ دوم، یہ بجز خدائے تعالیٰ جل جلالہ وہ کسی سے نہیں ڈرتے بقول اَلْخَائِفُ هُوَالَّذِىْ لَا يَخَافُ غَيْرَاللّٰهِ (ترجمہ) جو خدائے تعالیٰ سے خوف رکھتے ہیں وہ کسی اور (غیر) سے نہیں ڈرتے۔ غرض خدا سے ڈرنے والوں کی شان ہے کہ خلق (مخلوق) سے خائف نہیں ہوتے اور ہمیشہ اُس فرمانِ ربّ جلیل کی بکمالِ ثبات (مکمل مضبوطی سے) بصد استقلال (پورے اطمینان اور دل جوئی سے) تعمیل کرتے ہیں۔ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِيْ۔ (سورۃ البقرہ آیت 150) (ترجمہ) ”تم اُن سے (مخلوق سے) نہیں بلکہ مجھ سے ڈرو“۔ جس کا ثمرہ (نتیجہ) یہ ہوتا ہے کہ حضرات مقربین کا قلبِ مصفّا، حُبِّ عظمتِ کمالِ وحدانیت و ہیبتِ جلالِ صمدانیتِ الٰہی سے لرزاں و ترساں

(کانپتا) رہتا ہے تو مبدا فیض (رحمت الٰہی) یہ کرشمہ دکھاتا ہے، کہ خائفین (مقربین) وادیٔ تمکین میں (با عظمت مرتبہ قرب پاکر) شرفِ مشاہدہِ انوارِ وحدت سے مستفیض (سرفراز) ہوتے ہیں۔ اور حسبِ بشارتِ خداوندی وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۔(سورۃ البقرہ آیت 62)

(ترجمہ) ہر قسم کے خوف وحزن وملال سے ہمیشہ کیلئے مامون ومحفوظ ہوجاتے ہیں۔

سوال 17 :۔مومن کو خوفِ الٰہی کب اور خشیۃ اللہ کن حالات میں اختیار کرنا چاہئے؟

جواب:۔واضح ہو کہ جب بندہ سے کوئی غلطی سرزد ہوتی ہو اور ارتکابِ گناہ ہوجاتا ہو تو ''خوفِ الٰہی'' بطور دوا (Medicine) کے اختیار کرنا چاہئے تاکہ رجوع اِلی اللہ ہو کر توبہ کر سکے۔ باقی اوقات میں بندہ کو ''خشیۃ اللہ'' (خوف الٰہی ادب ومحبت کی بنا پر) بطور غذا (Food) اختیار کرنا چاہیئے تاکہ حبّ الٰہی میں سرشار رہے اور منازلِ قرب طئے کر سکے، عنایت سے ربّ کریم کے۔

ارشادات ارباب تحقیق

سوال 18 : خوف وخشیت الٰہی کے متعلق ارشاداتِ اربابِ تحقیق بیان کرو؟

جواب:01۔**امیر المونین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا** : مَنْ خَافَ مِنَ اللهِ تَعالىٰ لَمْ يَشْفَ غَيْظَه ۔ (ترجمہ) جس کو خدا کا خوف ہوگا وہ اپنے غیظ وغضب کا خیال رکھے گا یعنی دوسروں پر بے جا غصہ کرنے سے باز رہے۔ (طبقات الکبریٰ)

02۔ **امیر المومنین علی کرم اللہ وجھہ** نے فرمایا: اعمال سے زیادہ اُنکے مقبول ہونے کا اہتمام کرو، کیونکہ خدائے تعالیٰ کے خوف کے ساتھ کوئی عمل تھوڑا نہیں ہے۔(طبقات الکبریٰ)

03۔ **شیخ ابراھیم تیمی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: علم سے خدا کا خوف کافی ہے (بس ہے) اور جہل میں عمل پر غرور ہے۔(طبقات الکبریٰ)

04۔ **فضیل بن عیاض** علیہ الرحمۃ نے فرمایا : جو شخص خدا سے ڈرے گا، اُس کی زبان گنگ (بند) ہوجائیگی۔(تذکرۃ الاولیاء)۔

☆ اور یہ بھی فرمایا : خدا کا خوف ہر طرح کی بہتری سوجھا دیتا ہے۔ (احیاالعلوم)

05۔ **خواجہ ذوالنون مصری** علیہ الرحمۃ سے خوف کی علامت پوچھی گئی، فرمایا : خوف کی علامت یہ بھی ہے کہ خلق (لوگوں) سے طمع (امید) منقطع (ختم) ہو جائے۔

06۔ **ابو سلیمان دارانی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: دنیا وآخرت کے جملہ اُمور (کاموں) کی اَصل (Basic) خوفِ ربُّ العزّت ہے۔اور یہ بھی فرمایا کہ عبرت (نصیحت یا سبق لینے) سے علم زیادہ ہو جاتا ہے۔ اور تفکر (اللہ کی نشانیوں میں غور وفکر) سے خوف۔اور یہ بھی احمد خورزمیؒ سے فرمایا: تم دیکھتے ہو کہ لوگ رجا (امید) پر عمل کرتے ہیں اگر ہو سکے تو تم خوف پر عمل کرو: (تذکرۃ الاولیاء)

07۔ **عبدالرحمن دارانی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: اِذَا غَالَبَ الرِّجَاءُ عَلَی الْخَوْفِ فَسَدَالْوَقْتُ ۔ (ترجمہ) جب اُمید خوف پر غالب آجاتی ہے تو وقت میں خلل (بُرا وقت) آتا ہے۔(لہذا خوف ورجا (امید) دونوں برابر ہونا چاہیئے)۔(کشف المحجوب)۔

08۔ **احمد بن انطاکی** علیہ الرحمۃ سے پوچھا کہ خوف ورجا کی علامت کیا ہے۔فرمایا: خوف کی علامت گریہ (رُونا، گڑگڑانا) ہے،اور رجا (امید) کی علامت طلب (دعا وطلبِ حق) ہے۔

☆ یہ بھی فرمایا : خوف کی علامت یہ ہے کہ خلعِ ارباب (لوگوں سے کوئی مطلب نہ رکھنا) اور قطع اسباب (ذرائع اور اسباب پر بھروسہ نہ کرنا) ہو، یعنی خالقِ کائنات ومسبب الاسباب اللہ تعالیٰ پر ہی پورا بھروسہ و یقین ہو باوجود اسکے کہ لوگوں سے ربط اور اسباب خیر اختیار کیئے ہوں۔

09۔**شیخ ابو الخیر نساج** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: ''خوف'' خدا تعالیٰ کا کوڑا (Hunter) ہے جو بندوں کو بے ادبی سے بچاتا ہے۔(نفحات الانس)

10۔ **سید الطائفہ جنید بغدادی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: خواہشاتِ نفس کا ترک کرنا (چھوڑ دینا) خدا کے ڈر سے، اُس کا نام ''خوفِ الٰہی'' ہے۔اور فرمایا اپنے گناہوں کو پیش نظر رکھنا، اس کو ''خوف'' کہتے ہیں۔ (طبقات الکبریٰ)

11۔**ابو محمد رویم بن احمد** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: مقامِ خوف یہ ہے کہ غیرِ خدا سے نہ ڈرے۔

(تذکرۃ الاولیاء)

12۔**شیخ ابو الحسن محمد بن سعید** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: قطیعت (بالآخر) کے ''خوف''

نے عاشقوں کی جانیں (Lives) گھلا دیں اور عارفوں (مقربوں) کے جگر کباب کر ڈالے۔(طبقات الکبریٰ)

13۔ **خواجہ ابو علی رودباری** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: خوف ورجا (اُمید) مثل پرند (Bird) کے دو بازوؤں (Wings) کے ہیں۔اگر دونوں بازو ہیں تو جانور اُڑتا ہے اور اگر ایک بازو میں نقصان ہے تو دوسرا بازو بھی بےکار ہو گیا، اگر دونوں بازو ناقص (Defective) ہو گئے تو قریبِ مرگ (موت) پہنچ گیا۔

(طبقات الکبریٰ)

14۔ **خواجہ ابوبکر شبلی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: جب میں اللہ سے ڈرتا ہوں تو میرے سامنے ایک دروازہ (Door) حکمت و عبرت کا ایسا کھل جاتا ہے، جو میں نے کبھی نہ دیکھا ہو۔(احیاء العلوم)

15۔ **خواجہ ابو القاسم نصر آبادی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: رَجا (اُمید) طاعت (Submission) کی جانب پہنچاتی ہے اور خوف (ڈر) معصیت (گناہ کرنے) سے بچاتی ہے۔(نفحات الانس)۔

16۔ **ابو العباس مرسی** علیہ الرحمۃ صاحبِ طبقات لکھتے ہیں، کہ عوام (Public) جب ڈرائے جاتے ہیں تو روتے ہیں اور جب خوش کئے جاتے ہیں تو ہنستے ہیں۔جبکہ خواص (مقربین) ڈرائے جاتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور جب خوش کئے جاتے ہیں تو روتے ہیں۔بقول ؎

گریہ وخندہ عُشاق ز جائے دگر است ☆ وقتِ شب خندہ زنم وقت سحری گریم

ترجمہ۔عشاق (عاشقوں) کا خوش ہونا اور رو پڑنا ایک الگ ہی وضع کا ہے۔کہ جب رات آتی ہے (غم ہوتا ہے) تو خوش ہوتے ہیں اور جب وقت سحری (خوشی کا وقت آتا ہے) تو رو پڑتے ہیں (یہ اُنکی شکرگزاری کا طریقہ ہے اور خَشْیَةُ اللّٰه (حُبّ الٰہی میں اَدب ملحوظ ہونے) کا اظہارِ عجز و تکریم ہے۔

تعارف ارباب تحقیق

01۔ **شیخ ابراہیم تیمی** علیہ الرحمۃ:۔آپؒ 96ھ میں حجاج خلیفہ کے قیدخانہ کے اندر وصال فرمایا۔ جہاں نہ دھوپ سے پناہ تھی نہ سردی سے بچاؤ۔

فَقر

چشمِ میگوں کا گردش میں رہا پیمانہ آج
بے پیئے کے مَست ہے ہر ساکنِ میخانہ آج

زہد و تقویٰ چھوڑ کر اب بنگئے آزاد کیوں
کیا بھلی معلوم ہوتی ہے روشِ رندانہ آج

مل گیا مجھکو صلہ سمجھونگا ساری زیست کا
گر ادا ہوجائے مجھ سے سجدہ شکرانہ آج

برہمن کو یار کا کلمہ پڑھا کر چھوڑتا
مجھکو گر دیتا اجازت صاحب میخانہ آج

آنکھ سے پردہ اٹھا عالم کا پیمانہ بنی
دل سے غفلت مٹتے ہی دل ہوگیا میخانہ آج

کہہ اٹھیں سارے ھُوَا الحق سے اَنا الحق اس گھڑی
ہوش تُو سب کے اڑادے لغزشِ مستانہ آج

جسکو تُو الــفــقــر و فــخــری سے مفخر کردیا
اسکے آگے ہیچ ہے یہ مسندِ شاہانہ آج

خم پہ خم پینے پہ بھی کرتے ہیں باتیں ہوش کی
بنگئے ہیں آپ خالؔد تو بڑے فرزانہ آج

حضرت خالؔد وجودیؒ

3-7۔فقر (خاکساری)

(SPRINDICANCE)

سوال19:فقراور فقیر کی تعریف بیان کرو؟

جواب:صوفیاءکرام فرماتے ہیں کہ ’’فقر‘‘ سے مراد عدم تملک (ملکیت کا نہ ہونا) ہیں بقول ؎

اَلْـفَـقْـرُ عَـدَمُ الْاِمْلٰکِ وَالْخُرُجُ عَنِ الصِّفَاتِ۔ (ترجمہ)’’فقر‘‘فنائے صفات کے ساتھ کسی چیز کا مِلک (Property) میں نہ ہونا ہے۔اور فقیر (Sprindicant) کی تعریف یہ ہے کہ فنائے صفات کے ساتھ کسی مفادومراد(فائدہ وخواہش) کا بھی خیال دل میں نہ رکھتا ہو۔بقول ؎

اَلْـفَـقِیْـرُ مَـنْ خَلا مِـنَ الـزَّادِ اِنَّـمَا الْفَقِیْرُ مَنْ خَلا مِنَ الْمُرَادِ۔ خلاصہ یہ کہ دنیاوآخرت کا سرمایہ (مال)جس کے پاس کچھ نہ ہواُس کو ’’ فقیر ‘‘ کہتے ہیں۔بقول ؎

مَنْ نَظَرَ اِلَی الْخَلْقِ هَلَکَ ☆ وَ مَنْ رَجَعَ اَلَی الْحَقِّ مَلَکَ

(ترجمہ) جوخلق(دنیا) کی محبت کی طرف جُھک گیا وہ ہلاک ہوا۔اور جورجوع الی اللہ یعنی حق کی طرف مائل ہواوہ فرشتہ صفت ہے۔

سوال20:حقیقتِ فقر کے تعلق سے محققین اہلِ طریقت کیا صراحت فرماتے ہیں؟

جواب: ’’حقیقتِ فقر‘‘ کی نسبت (تعلق سے) محققینِ (Scholars) اہل طریقت نے فرمایا کہ مقامِ فقر سالک کے علوی مرتبت (روحانی مرتبہ) اور محلِ ارتفاع وتفاخر (مقامِ ترقی اعلیٰ مرتبہ وعزّت) اپنے ربّ کے پاس کا نام ہے،جس کی عظمت کا اظہار ارشادِ حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم اَلْفَقْرُ فَخْرِیُ [فَقر میرے لئے فخر(Glory) ہے یعنیٰ برتری وبزرگی ہے] سے ہوتا ہے۔

چنانچہ سالکین باتمکین بعد طئے کرنے منازلِ ترک و تجرید (تنہائی و گوشہ نشینی)، جب بساطِ تفرید (حسبِ استعداد عالم تنہائی) میں قضا' قرب کی دید (معرفت ودیدار الٰہی) کے ہمہ تن مشتاق (طالب) ہوتے ہیں،اُس وقت خدائے مجیب کی جانب سے حدودِ وادیٔ فقر میں قدم رکھنے کا استحقاق (حق) اُن کو نصیب ہوتا

ہے۔اور چونکہ اِس سفر میں توشہ بجز خدا تعالیٰ کے بھروسے کے ممنوع (ناروا) ہے، اِس لئے مجرد و آزاد (Free & Frank) ہو کر عیش و آرام (Luxury & Comfort) کو خیر باد کہہ کر (چھوڑ کر) رضائے حق پر راضی اور عطائے خَلق سے مستغنی (آزاد) ہوں، پھر تلاشِ گوہرِ مقصود (حق تعالیٰ) کیلئے مردانہ وار (ہمت سے) قلزمِ اِفتقار (دریائے عجز و انکسار) میں شناوری یعنی تیرنے (Swiming) کیلئے تیار ہو جاتے ہیں اور زبانِ حال سے کہتے ہیں ؎

دریں دریائے بے پایاں دریں طوفانِ موج افزا دلِ اَفگندیم بِسْمِ اللّٰهِ مُجْرِیٰهَا وَ مُرْسٰهَا

(ترجمہ) یہاں دریائے بے کنار اور طوفان، موجوں کے ساتھ ہے۔اے دل، بے خطر اللہ کا نام لے اور اُس میں اُتر اور ڈوب جا۔

چنانچہ حضرات صوفیہ کے ارشادات فقر اور فقراء کے صفات میں بکثرت ہیں، بہ نظر اختصار بعض ہدایات درج ذیل ہیں۔

ارشادات ارباب تحقیق

سوال 21 : فقر اور فقیر کے متعلق ارشاداتِ اربابِ تحقیق بیان کرو؟

01۔**ابو ذر غفاری** رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اَلْفَقْرُ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنَ الْغِنَاءِ وَاسُّقْمُ اِلَیَّ مِنَ الصِّحَّةِ. (ترجمہ) ''فقر'' غنا سے اور بیماری صحت سے زیادہ محبوب ہے۔(کشف المحجوب)

02۔**اویس قرنی** رضی اللہ عنہ نے فرمایا: طَلَبْتُ الْفَخْرَ فَوَجَدْتُهٗ فِیْ الفَقْرِ (ترجمہ) فخر (Pride) طلب کیا تو فقر (عجز و حق پرستی) میں پایا۔(تذکرۃ الاولیاء)

03۔ **ابو سلیمان عبد الرحمن بن دارانی عطیه** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: فقیر کو سزاوار (لائق) نہیں کہ اپنے دل سے زیادہ اپنے کپڑوں کو صاف و شفاف رکھے بلکہ اپنے ''ظاہر'' کو اپنے ''باطن'' کے ہم شکل رکھے۔(طبقات الکبریٰ)۔

04۔**احمد بن وهب** علیہ الرحمۃ نے فرمایا فقیر کا جمال (Grace) اُس کی تواضع (Politeness) ہے۔مگر جب اُس نے فخر (بزرگی پر نظر) کیا تو غرور (Glory) میں مالداروں سے بھی بڑھ گیا۔(طبقات الکبریٰ)

05۔ **محمد بن منصور** علیہ الرحمۃ سے ''فقر'' کی تعریف پوچھی تو آپؒ نے فرمایا:
اَلسُّکُوْنُ عِنْدَ کُلِّ عَدَمٍ وَالبَذْلِ عِنْدَ کُلِّ وَجُوْدٍ۔ (ترجمہ) ''فقر'' اُس کو کہتے ہیں کہ ناداری یعنی غربت (Indigence) کے وقت مُضطرب (پریشان) نہ ہو، اور جو کچھ موجود ہو اُس کو راہ خدا میں صرف (خرچ) کردے۔ (نفحات الانس)

06۔ **جعفر بن نصیر خواص** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: عَلَیْکُم بِصُحْبَةِ الْفُقَرَآءِ فَاِنَّھُمْ کُنُوْزُ الدُّنْیَا وَ مَفَاتِیْحُ الْآخِرَةِ۔ (ترجمہ) فقراء کی صحبت کو اختیار کرو، کیونکہ یہ دنیا کے خزانے اور آخرت کی کنجیاں (Keys) ہیں۔ (طبقات الکبرائی)

07۔ **ابوالحسن علی بن بندار بن الحسین** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: لَا یُکَمَّلَ الْفَقْرُ حَتّٰی یَکْتُمُ فَقْرَہٗ۔ (ترجمہ) ''فقیر'' کامل نہیں ہوتا تاوقتِ کہ اپنے ''فقر'' کو نہ چھپائے۔ (طبقات الکبرٰی)

08۔ **عبداللہ تستری** علیہ الرحمۃ سے پوچھا کہ فقیر کس کو کہتے ہیں فرمایا: اَلَّذِیْ لَا یُسْئَلُ وَ لَا یَرُدُّ وَلَا یَخْبِسُ۔ (ترجمہ) فقیر وہ ہے جو نہ سوال کرے، نہ رَد کرے، نہ جمع کرے۔

☆ اور یہ بھی فرمایا: فقراء کو حقارت (Disnespect) سے نہ دیکھو (کمتر نہ سمجھو) وہ خلفاء انبیاء (قائم مقامِ انبیاء) ہیں۔ بقول سعدی شیرازیؒ ؎

خاکسارانِ جہاں را بحقارت منگر ☆ تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

(ترجمہ) فقراء جہاں کو حقارت سے مت دیکھو ☆ تم کیا جانو کہ اس گردوغبار کے اندر کوئی سوار موجود ہو۔

09۔ **ابو حمزہ بغدادی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: حُبُّ الْفُقَرَاءِ شَدِیْدٌ وَلَا یَصْبِرُ عَلَیْهِ اِلَّا صِدِّیْقٌ۔ (ترجمہ) فقراء کی صحبت مشکل کام ہے اور اُس پر صبر نہیں کرسکتا مگر صدیق۔ (نفحات الانس)

10۔ **ابو تراب بن حسین بخشی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: اَلْفَقِیْرُ طَعَامُهٗ مَا وَجَدَ وَ لِبَاسُهٗ مَا سَتَرَ وَ مَسْکَنُهٗ حَیْثُ نَزَلَ۔ (ترجمہ) فقیر کی خوراک (غذا) وہی ہے جو (بے طلب) مل جائے اور ''لباس'' وہی ہے جس سے ''ستر پوشی'' ہوجائے اور مکان وہی ہے جہاں لیٹے رہے۔ (کشف المحجوب)

11۔ **ابو عبداللہ بن الجلاء** علیہ الرحمۃ سے فقر کی تعریف دریافت کی، آپؒ خاموش رہے، اور باہر چلے

گئے۔ جب باہر سے واپس آئے تو پھر پوچھا، فرمایا: چار درہم (کچھ پیسے) میرے پاس تھے۔ مجھے شرم آئی کہ فقر میں گفتگو کیونکر کروں۔ اُس کو راہ خدا میں تقسیم کر آیا۔ اب تمہارا جواب دیتا ہوں کہ ''فقیر'' اُس کو کہتے ہیں جس کے پاس کچھ نہ ہو۔

☆ اور یہ بھی فرمایا: مَنْ نَعْتِ الْفَقِيرِ السُّكُوْنُ عِنْدَ الْعَدَمِ وَالْبَذْلُ عِنْدَ الْوُجُوْدِ (ترجمہ) فقیر کی صفت یہ ہے کہ نہ ہونے کی وقت اطمینان ہو اور موجود ہو تو تقسیم کرے۔ (عوارف المعارف)

12۔ **ابراھیم بن داؤد قصار** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: دنیا میں دو ہی چیزیں تم کو کافی ہیں، اوّل فقراء کاملین کی صحبت۔ دوّم اولیاء باتمکین کی محبت۔ (طبقات الکبریٰ)

13۔ **علی بن محمد مزین** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: اللہ کی طرف اُسی قدر راہیں (راستے) ہیں، جس قدر ستارے ہیں۔ مگر فقیر کی راہ سب راہوں سے سیدھی ہے۔ (طبقات الکبریٰ)

14۔ **حسین بن منصور حلّاج** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: ''فقیر'' وہ ہے جو اللہ کا ناظر (مشاہدہ کرنے والا) اور ماسویٰ اللہ سے مستغنی (لاتعلق) ہو۔

15۔ **ابو عبداللہ المقری** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: ''فقر'' میں صادق (سچا) وہ ہے کہ ہر شئے اُس کی مِلک (Propety) ہو اور وہ خود کسی کی ملک نہ ہو۔ یعنیٰ وہ متصرف غالب (قادر ہو) ہر چیز پر اور کوئی چیز اس کو مغلوب (متاثر) نہ کرے۔ (نفحات الانس)

16۔ **شیخ ابو مدین مغربی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: اَلْفَقْرُ اِشَارَةٌ عَلَى التَّوْحِيْدِ وَ دَلَالَةٌ عَلَى التَّفْرِيْدِ وَ حَقِيْقَةُ الْفَقْرِ اَنْ لَا يَشَاهِدَ سِوَاهُ۔ (ترجمہ) فقر توحید کی نشانی ہے اور تفرید کی دلیل۔ اور فقر کی حقیقت یہ ہے کہ اس (خدا) کے سوا کسی کو نہ دیکھے۔

☆ یہ بھی فرمایا: لِلْفَقْرِ نُوْرٌ مَادُمْتَ تَسْتُرَهُ فَاِذَا اَظْهَرْتَهُ ذَهَبَ نُوْرُهُ (ترجمہ) فقر کو جب تک تم چھپائے ہوئے ہو اُس میں ایک نور ہے۔ اور جب تم نے ظاہر کر دیا، وہ نور چلا گیا۔

☆ یہ بھی فرمایا: جس کو دینے سے لینا زیادہ پیارا ہو وہ فقر کی خوشبو نہ سونگھے گا۔

☆ اور یہ بھی فرمایا: فقر (خاکساری) فخر (بزرگی) ہے، علم غنیمت (دولت) ہے، خموشی نجات (Absolution)

ہے، نا اُمیدی راحت (Relief) ہے، زہد (تقویٰ) عافیت (Safety) ہے اور ایک پلک جھپکنے پر بھی حق کی فراموشی (غفلت) خیانت (Breach of Trust) ہے اور حق (اللہ) کے ساتھ حاضر (حضوری میں) رہنا جنّت ہے۔ اُس سے غائب (بے خیالی میں) رہنا جہنّم ہے، اُس سے نزدیک (قرب) ہونا لذّت (خوشی) ہے، اُس سے دور (حجاب میں) رہنا حسرت (Regret) ہے، اُس سے مانوس (معرفت) ہونا حیات (Life) ہے اور اُس سے وحشت (Frighting) کرنا موت ہے۔ (طبقات الکبریٰ)

17۔**شیخ شہاب الدین محمد سہروردی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: ۔فقیر وہ ہے جس کو دنیا کی طرف رغبت نہ ہو، اور فقیر صادق کی صفتِ ذاتی یہ ہے کہ اسباب (دنیا) کے عدم و وجود (ہونے یا نہ ہونے) سے اُس کی حالت متغیر (Vary) نہ ہو۔ ☆ یہ بھی فرمایا: فقیر کی تین (۳) قسمیں ہیں۔

[1] اسمی [2] رسمی اور [3] حقیقی۔

[1] 'فقیر اسمی' وہ ہے جس کو باوجود رغبت (Atraction) کے کوئی چیز اُس کی مِلک (Property) نہ ہو، (یہ شریعت پر عمل پیرا ہوتا ہے)۔ [2] 'فقیر رسمی' وہ ہے جو عدم تملک (کوئی مِلک نہ رکھتا ہو) باز ہد (پرہیز گار بھی) ہو، (یہ طریقت پر عمل پیرا ہوتا ہے)۔ [3] 'فقیر حقیقی' وہ ہے کہ جس کو اِمکانِ تملک نہ ہو یعنی کسی چیز کے مالک ہونے کا امکان ہی نہ ہو، وہ ایسا ہو جیسا ایک غلام جس کا سب کچھ یہاں تک کے جان بھی آقا کی ہو۔ یہ حقیقت پر عمل پیرا ہوتا ہے۔ (عوارف المعارف)

☆ یہ بھی فرمایا: فقراء کے گروہ (جماعتیں) مختلف ہیں۔

[1] بعض اسبابِ دنیا کو باوجود اِس کے کہ اُنکے تحت و تصرف میں ہو اپنی مِلک (Property) نہیں خیال کرتے جو آتا ہے، اُس کو بغیر امید و عوض (بدلے) ایثار (Sacrify) کرتے ہیں۔

☆ اور بعض اپنی طاعت (Devotion) اور ریاضت (دینی محنت) کو بھی اپنی مِلک نہیں جانتے اور نہ معاوضہ (Recompence) کی اُمید رکھتے ہیں۔

☆ اور بعض ہر دو اوصاف (طاعت و ریاضت) کے علاوہ اپنی مِلک نہیں جانتے اور نہ معاوضہ کی اُمید رکھتے ہیں۔

☆ اور بعض ہر دو اوصاف کے علاوہ اپنی ذات اور ہستی کو بھی ہستی واجب الوجود (حق تعالیٰ) تصور

کرتے ہیں، اور یہ منتہائی مرتبہ ''فقر'' ہے کہ نہ اُن کی ذات ہے نہ صفات، نہ حال ہے نہ مقام (Conception) ہے، نہ فعل ہے نہ اثر ہے، دو عالم (دنیا و آخرت) کیلئے کچھ نہیں رکھتے۔ محو فی محو (گم در گم) اور محق فی الحق (فنا فی اللہ)۔ اور انہیں فقرائے کاملین کی شان یہ ہے۔ اَلْفُقَرَاءَ تَحْتَاجُ اِلَّا اِلَی اللہ۔

(ترجمہ): ''فقراء محتاج ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے''۔ (عوارف المعارف)۔

18۔ **سیدی ابراھیم وسوتی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: اَلْفَقِیْرُ کَاالسُّلْطَانِ مَھَابَۃً وَ کَالْعَبْدُ الذَّلِیْلِ تَوَاضعاً ۔ (ترجمہ) فقیر ہیبت (بزرگی) میں بادشاہ کی طرح صاحبِ جلال وصولت (بڑائی و دبدبہ والا) ہوتا ہے اور عاجزی و فروتنی (کمتری و سادگی) میں ذلیل غلام کے مثل ہوتا ہے۔

☆ یہ بھی فرمایا: فقیر کامل نہیں ہوتا جب تک سب لوگوں کا دوست رکھنے والا اور سب پر مہربانی کرنے والا اور جملہ مخلوقت کے عیبوں (برائیوں) کو پوشیدہ (چھپانے اور نظر انداز) کرنے والا نہ ہو۔

☆ یہ بھی فرمایا: ہائے رسوائی اُس شخص کی جس نے فقیروں کا لباس (کپڑے) پہنا اور اُن کے طریقہ کار کے خلاف چلا۔ (طبقات الکبریٰ)

19۔ **شیخ محمد ابو المواھب** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: بہ عتبار ہر چیز کے جو اللہ کیلئے ہے، مقامِ فقر زیادہ کامل ہے کہ اُس میں زیادتی کی طلب نہیں ہے۔

☆ یہ بھی فرمایا: فقیر کو سزاوار (لائق) نہیں ہے کہ تھوڑے سے بھی اُخروی (آخرت کے) عمل کے مقابل میں دنیا کی کسی چیز کو زیادہ سمجھے۔ (طبقات الکبریٰ)۔

تعارف اربابِ تحقیق

01۔ **ابو عبداللہ المقری** علیہ الرحمۃ:۔ آپؒ ابو یوسف فرازؒ اور رویمؒ کی صحبت میں رہے اور ممتاز مشائخین میں آپؒ کا شمار ہوتا ہے۔ 308ھ میں وصال ہوا۔

02۔ **شیخ ابو مدین مغربی** علیہ الرحمۃ:۔ آپؒ مشائخین عراق کے سردار ہیں ''صدق'' میں یکتا اور ''زہد'' میں یگانہ رہے۔ نابنوس میں جو نہر الملک کا دیہات (گاؤں) ہے وہاں 552ھ میں وصال ہوا۔

عشق

مست و سرشار ہیں ہم جامِ محبت پی کر
نقشِ دیوار ہیں ہم جامِ محبت پی کر

عشقِ احمد ﷺ میں ہیں ہم غرق بتائیں کیا کیف
صاحبِ خُلد ہیں ہم جامِ محبت پی کر

ذاتِ وحدت کی تجلی سے ہوئے ہیں بے خود
جلوۂ یار ہیں ہم جامِ محبت پی کر

دیدِ دیدارِ محمد ﷺ میں ہیں مصروف ہر دم
نفسِ دیدار ہیں ہم جامِ محبت پی کر

ہم کو خود اپنی ہی خبر نہیں ہیں کون و کہاں
یار ہی یار ہیں ہم جامِ محبت پی کر

معنئ حُسن و وجود دوجہاں خود ہیں ہم
کیا طرحدار ہیں ہم جامِ محبت پی کر

جامِ جم کیا ہے میرے سامنے اور آبِ حیات
زندہ با یار ہیں ہم جامِ محبت پی کر

بندۂ عشق ہیں ہم ترک نسب کام اپنا
خالدؔ زار ہیں ہم جامِ محبت پی کر

حضرت خالدؔ وجودیؒ

8۔ صفتِ عشق

(Devotion (Deep-Love) An Attribute)

سوال1: عشق کی نسبت سے حضرات صوفیہ، علماء، حکماء کے نظریات بیان کرو؟

جواب: حضرات صوفیہ کرام کی اصطلاح میں ”عشق“ تقرّبِ الٰہی میں اُس مقام کو کہتے ہیں جو غایتِ رفعتِ عارفین اور نہایت قربتِ مقربین (Need to progress & gain extreme devine proximity) ہے لیکن صفاتِ عشق کے ہر طبقہ (جماعت) کے محققین (Scholars) کا خیال مختلف اور جداگانہ ہے۔ چنانچہ حکماء (Sages) کا مقولہ (Quotation) ہے عشق مقدمہِ جنوں یا اقسامِ جنوں (دیوانگی) سے ہے جو عسرالعلاج (لاعلاج) اور مہلک (جان لیوا) ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ ”عشق“ جمالِ محبوب کی کششِ باطنی کا اثر ہے جو اپنے جذبات سے عاشق کو مطیع و منقاد (Submissive) بنا دیتی بلکہ اُس کی ہستی کو برباد کر دیتی ہے۔

اہلِ لغت (لفظوں پر نظر رکھنے والوں) نے ''عشق'' کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی ہے کہ عشق کا لفظ ''عَشقہ'' سے ماخوذ (نکالا) ہے اور یہ نام اُس بیل (Creeping Plant) کا ہے جس کو ''لبلاب'' کہا جاتا ہے۔ یہ بیل جس درخت پر چڑھ جاتی ہے، وہ زرد (پیلا) ہوجاتا ہے اور کچھ دن بعد بالکل خشک (سوکھا) ہوجاتا ہے۔ اُسی طرح ''عشق'' جب قلبِ عاشق میں پیدا ہوتا ہے تو اُس کا درختِ وجود بھی معشوق کے جمال کی تجلی میں محو (گم) ہوجاتا ہے، غیرِ محبوب اُس کے قلب سے فنا ہوجاتا ہے، خود عاشق کی ذات فنا ہوجاتی ہے اور معشوق ہی معشوق رہ جاتا ہے۔ عاشق کو مقامِ فنائے کامل تک پہنچاتا ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ عشق کا لفظ غیر مشتق (Non.derivative) ہے۔ وہ خود اپنا مادّہ (Radical Letter) ہے۔

امام غزالی علیہ الرحمۃ نے محبت کی تعریف اس طرح فرمائی کہ محبت طبیعت کا میلان (Inclination) ہے ایسی شئے کی طرف جس سے لذّت حاصل ہوتی ہے، اگر یہ میلانِ طبیعت (محبت) پختہ اور قوی (Strong) ہوجاتا ہے تو اُس کو ''عشق'' کہتے ہیں۔

حضرت شیخ محی الدین ابن عربی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ قرآنِ مجید میں ''عشق'' کو ''فرطِ محبت'' (شدّتِ محبت) سے تعبیر کیا گیا ہے۔ وَالَّذِیْنَ آمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰہِ ۔(سورۃ البقرہ آیت165) (ترجمہ) اور ایماندار تو اللہ کی محبت میں بڑھ چڑھ کر (شدید) ہیں۔ جب ایسی محبت (عشق) کا انسان کے قلب پر تسلط (قبضہ) ہوتا ہے تو وہ محبوب کے سوا ہر چیز سے اندھا (Blind) ہوجاتا ہے، اور یہ محبت اُس کے بدن کے تمام اجزاء میں جاری وساری (پُر اَثر) ہوجاتی ہے اور اُس کے وجود سے متصل ہوجاتی ہے، ہر شئے (چیز) میں اُس کی نظر محبوب ہی کو دیکھتی ہے اور ہر صورت میں اُس کو محبوب ہی نظر آتا ہے۔ اِس کیفیتِ قلبی کا نام ''عشق'' رکھا گیا ہے۔

سوال2: اگر ''عشق'' نہایتِ محبت کا نام ہے تو پھر ''محبت'' کِن مدارج کو طئے کرکے ''عشق'' پر منتہی (بالآخر متبدل) ہوتی ہے؟

جواب: اِس کے جواب میں، راہِ محبت کے سالکین نے محبت کے مراتب کی خوب نشاندہی کی ہے، اور فرمایا:
بداہتِ محبت (ابتدائے محبت) موافقت (Conformity) کہلاتی ہے، اُس کے بعد ''میل'' (Inclination) ہے پھر ''موانست'' (Mutual Love) پھر ''ہویٰ'' (Struggle) پھر ''مودّت'' (Affection) پھر ''خِلّت'' (Purity in

Love) پھر ''شغف'' (Deep love) پھر ''تیم'' (Solilude in Love) پھر ''ولہ'' (Amity) اور اُس کے بعد ''عشق'' (Devine Devotion) ۔

موافقت:۔یہ ہے کہ محبوب (محبوبِ حقیقی تو حق تعالیٰ ہی ہے) کے دشمنوں (نفس وشیطان وغیرہ) کو دُشمن اور اُس کے دوستوں (اولیاء وصالحین) کو دوست سمجھیں۔اِس کو شرع میں حُبُّ اللّٰہ و بُغضُ اللّٰہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

میل و موانست:۔یہ ہے کہ ہر ایک سے بھاگے اور محبوب (حق تعالیٰ) ہی کا ہر وقت خیال ہو، جو یار (دوست) ہے۔بقول صدیق اکبرؓ مَنْ آنَسَ بِا للّٰہِ اَسْتُوْحَشَّ عَنْ غَیْرِ اللّٰہِ (ترجمہ) جو حق تعالیٰ سے اُنس (محبت) کرتا ہے غیر اللہ سے وحشت کرتا ہے۔

مودّت:۔یہ ہے کہ محبّ (عاشق) خلوتِ دل میں عجز وزاری اور اِشتیاق (طلب) و بے قراری کے ساتھ مشغول (Active) رہے۔

ھویٰ:۔یہ ہے کہ دل مجاہدہ (کوشش) میں مصروف رہے۔

خِلّت:۔یہ ہے کہ جملہ اعضاء میں دوست سرایت (Penetrate) کر جائے۔اور غیرِ دوست سے بالکل خالی ہو جائیں۔

محبت:۔یہ ہے کہ اوصافِ ذمیمہ (بُری عادتوں) سے پاک اور اوصافِ حمیدہ (حسنِ اخلاق) سے متّصِف ہو جائیں۔

شغف:۔یہ ہے کہ حرارتِ شوق (طلب) کی شدّت کی وجہ سے حجابِ دل (ظلمت) پارہ پارہ ہو جائے مگر آنسو نہ نکلیں تاکہ محبت کا حال کسی کو نہ معلوم ہو۔محبت ربوبیت (Devine Sustainment) کا ایک راز (Secret) ہے اور اُس سرّ ربوبیت کا اَفشا (اِظہار) ''کفر'' ہے، یہ اور بات ہے کہ غلبۂ حال کی وجہ سے طاقت یا اختیار ہی باقی نہ رہے۔

تیم: ۔یہ ہے کہ بندہ محبت کا اَسیر (شکار) ہو جائے اور تجریدِ ظاہری اور تفرید باطنی سے موصوف ہو جائے [تجرید اپنی خودی کو حق تعالیٰ کی خودی میں فنا کر دینا ہے اور تفرید کے معنی غیرِ حق (مخلوق اور خود اپنے نفس کو) نظر سے دور کرنا اور حق کا حق ہی سے مشاہدہ کرنا ہے]۔

ولـــہ :۔یہ ہے کہ دل کے آئینہ کومحبوب کے روبرو(مقابل) کردینااورشرابِ جمال (دید کےنشہ) سےمست و بیخود ہوجاناہے۔

عشق:۔ ‘‘عشق’’خودکوگم (فنا) کردینااوربےقرار ہوجاناہی‘‘عشق’’ ہے۔

الغرض،شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ نے حقیقتِ عشق کے متعلق اپنی کتاب‘‘ہمعات’’ میں فرمایا کہ بندۂ مومن ،جس کا اعتقاد (یقین) ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ تمام صفاتِ کمالیہ سے موصوف ہے، اپنے کمال کو اس (حق) کی یاد یاذکر(اسماءالٰہیہ) پرموقوف سمجھتا ہےاوراُس کی نعمتوں اورعنایتوں کوملاحظہ (Observe) کرتا ہے تو اُسکے دل میں بیقراری،اضطراب اورقلق و جوش کی کفیت پیدا ہوتی ہےاورترقی کرتی جاتی ہے،یہاں تک کہ وہ حق تعالیٰ کا نام مبارکہ زبان پرلانہیں سکتا اورایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُس کی روح جسم سے پرواز کرجائے گی۔ بقول ؎

وَ يُدْرِكُنِيْ فِيْ ذِكْرِهَا قَشْعَرِيْرُ ☆ لَهَا بَيْنَ جِلْدِيْ وَالْعِظَامِ دَبِيْبَ

(ترجمہ) مجھے محبوب کے ذکر کے وقت کپکپی (Shivering) سی ہوتی ہے،میری جِلد اور ہڈیوں میں اُسکی باریک سے حرکت محسوس ہوتی ہے۔

پس جب نفس میں یہ کیفیت متمکن (پیدا) ہوجاتی ہےاور جوہر قلب میں اُتر جاتی ہےاورنفسِ ناطقہ (بدن) پراُس کارنگ چڑھ جاتا ہےتو اُس کو‘‘نسبتِ عشق’’ سےتعبیر کرتے ہیں۔

سوال3:عشق ومحبت کی امانت (ذمہ داری) صرف انسان ہی کےحق میں ثابت ہوئی۔اس پرگفتگو کرو؟

جواب: حق تعالیٰ نےصفتِ عشق ومحبت اِنسان کےسواکسی دوسری مخلوق میں پیدانہیں کی۔بقول ؎

آسماں بارِامانت نتوانست کشید ☆ قرعۂ فال بنامِ منِ دیوانہ زدند

(ترجمہ)بارِامانت اٹھانے سے آسمان (کوئی) بھی پیچھے ہٹ گیا۔

اُس (عشق ومحبت) کی ذمہ داری انسانِ ناتواں (دیوانہ) کےحق میں ثابت ہوئی۔

ارشادِحق تعالیٰ ہے **يُحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗ**۔ (سورۃالمآئدہ آیت54)(ترجمہ):‘‘اُن سےاللہ محبت

کرتا ہے اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں''۔ جس کسی کو محبت سے کچھ حصہ ملا ہے تو اُسکو چاہیے کہ سلامتی (سکون) کا خیال دل سے دور کردے اور راہ ملامت (خاکساری) اختیار کرے اور اپنی ذات کو وداع (نفی) کردے کہ اَلْمُحَبَّةُ لَا تُبْقِیْ وَلَا تَذَرُ۔ (ترجمہ) ''محبت نہ کوئی چیز باقی رہنے دیتی اور نہ کوئی چیز چھوڑتی ہے''۔

امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ''مرد کو چاہیئے کہ دریائے عشق میں غواصی کرے (Diving) یعنی غوطہ لگائے اگر اُس کی موج مہر (مہربان موج) اُس کو ساحلِ لطف (کنارے) تک پہنچادے تو فرمان الٰہی کے مطابق فَقَدْ فَازَ فَوْزاً عَظِیْماً (سورۃ احزاب آیت 71) (ترجمہ) ''وہ بڑی کامیابی کو پہنچ گیا''۔ اور اگر نہنگِ قہر (Fury Aligator) یعنی اجل (موت) اُس کو نگل جائے تو ارشادِ حق تعالیٰ کے مطابق فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَی اللّٰہِ (القرآن) (ترجمہ) ''اُس کا ثواب اللہ تعالیٰ کے ہاں ثابت ہوگیا''۔

ارباب حقائق حضرات اہل طریقت فرماتے ہیں کہ ''عشق'' باری تعالیٰ جل جلالہ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ہے کہ اَلْعِشْقُ هُوَاللّٰہ، (العشق اسم الٰہی ہے) لیکن حقیقتِ عشق کی تفسیر تو یقیناً محالات بلکہ ناممکنات سے ہے۔ اسلئے حضراتِ صوفیہ کرام کا اجماع (اتفاق) ہے کہ عشق اسرارِ الٰہی (Devine Secrets) میں سے ایک مخصوص راز (Specific) ہے جس کی حقیقت علم الحدیث میں محفوظ ہے اور مُستتر (چھپی ہوئی) ہے۔

درنگنجد عشق درگفت وشنید ☆ عشق دریائے است قعرش ناپدید (جامیؒ)

(ترجمہ) راز گنجینۂ عشق پر گفتگو کرنے والے سے کہو ۔ عشق ایک دریا ہے جس کی انتہا عرش ہے

''عشق'' کی حقیقی ماہیت (Factual Values) سے خبردار ہونا انہیں مردانِ خدا کو نصیب ہے جن کے قدم صراطِ رضا وتسلیم پر اِستوار (جمے ہوئے) ہیں۔ لہذا چاروناچار اِس کا اقرار کرنا پڑیگا کہ ''عشق'' کی تشریح کرنا ہرکس و ناکس کا کام نہیں ہے بلکہ خواص نے بھی عشق کے ظاہری صفات واثرات ارشاد فرمائے اور معارف وحقائق لطائف ودقائق جو مخصوص ہیں اُن کے ظاہر کرنے میں احتیاط فرمائی۔ بقول ؎

معنی گرہمیں خواہی کہ رازِ عشق میگوئی ☆ مقام ایں سردارست برممبر نمی گنجد

(ترجمہ) ہم کو رازِ عشق بتانا نہیں چاہیئے کیونکہ یہ وہ اعلیٰ مقام ہے کہ کسی کے بیان میں نہیں سماسکتا۔

سوال 4 : عشق کے اقسام یعنی عشق حقیقی اور عشق مجازی کے متعلق واضح بیان کرو؟

جواب:۔اقسامِ عشق کی نسبت ارباب طریقت نے یہ فرمایا کہ ''عشق'' کی دو قسمیں معروف (مشہور) ہیں۔

01۔مجازی (Worldly Love) اور 02۔حقیقی (Devine Love)

01۔ **عشقِ مجازی**: ۔مظاہرِ حِسّیہ (Sensational Objects) سے قلب کے تعلق کا نام ''مجاز'' ہے اور اُن مظاہرِ حسّیہ کے حُسن سے محبت ہی حق تعالیٰ کی نعمت کا شکرادا کرنا ہے کیونکہ ''حُسن'' (Grace or Beauty) حق تعالیٰ کی ایک عظیم الشان نعمت ہے۔ **هُوَالَّذِیْ خَلَقَكُمْ .... وَ صَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ**. (سورۃ التغابن آیت 2,3)۔(ترجمہ) وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا۔۔اور تمہارا نقشہ بنایا سو خوب نقشہ بنایا۔مگر بعض محققین نے عشقِ مجاز پر جرح (Criticism) کی ہے اور بعض نے فرمایا کہ مجاز دو طریق پر منقسم ہے۔

[1] صورت مذموم (بُری صورت) [2] صورتِ محمود (صورت قابل تعریف)۔

اب اِس مثال پر غور کرو: کوئی عالم، قلم، کاغذ، سیاہی (Ink) کو عزیز (پسند) رکھتا ہو تو یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ''علم'' کا شوق نہیں۔محبوب بالذات (اللہ تعالیٰ) تو صرف ایک ہی ہونا چاہیئے لیکن دوسری اُن چیزوں سے محبت جو محبوب سے متعلق ہیں محبوب کی محبت میں حائل (رکاوٹ) (Interruption نہیں ہوتی اور نہ اُس محبت کیلئے نقصان رساں ہوتی ہیں۔اُسی طرح جو شخص حق سبحانہ تعالیٰ کا عاشق ہے وہ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو عزیز رکھے گا اور اپنے شیخ سے بھی محبت کرے گا جو موصل اِلی المطلوب (وَسیلۃ اِلی اللہ) ہیں کائینات میں جو کچھ ہے وہ حق تعالیٰ کا فعل وصُنع (کاری گری) ہے، جس چیز سے بھی تم محبت کروگے، گویا یہ تم اُس (اللہ) کے فعل وصُنع سے کروگے۔پس عشق و عاشق کا کمال (Excellence) یہ ہے کہ ہر ''محبت'' حق تعالیٰ ہی سے ''محبت'' ہے، مجاز کا یہاں نام نہیں، جب عاشق فعل وصُنعِ معشوق کو دوست رکھتا ہے تو یہ دوستی ومحبت غیرِ معشوق سے دوستی ومحبت نہیں ہے، کیونکہ سب ہی اُس کی مخلوقات ہیں اُس ہی کے اسماء وصفات کے پرتو (تجلیات) کا نتیجہ (اظہار) ہیں۔ لہذا کسی شئے کو واسطہ (ذریعہ یا وسیلہ) کی حیثیت سے عزیز رکھنا ''شرکت فی المحبت'' نہیں کہلائے گی اور محبوبِ حقیقی کی محبت کی راہ میں حجاب (پردہ) متصور نہ ہوگی۔

وَ مَنۡ یُّعَظِّمۡ شَعَآئِرَ اللّٰہِ فَاِنَّہَا مِنۡ تَقۡوَی الۡقُلُوۡبِ (سورۃ الحج آیت 32) (ترجمہ) ''جو شخص خدا کی یادگاروں (شعار) کا پورا لحاظ (تعظیمی) رکھے تو اُس کا یہ لحاظ رکھنا تقویٔ قلب سے ہوتا ہے''۔ پس اِسی معنیٰ میں صورتوں سے عشق خود مصوّر سے عشق قرار دیا جاتا ہے اور یہی صوفیہ کے نزدیک محقق (Proved) ہے۔

واضح ہو کہ حق تعالیٰ کے جمال با کمال کے دو اعتبار (Hypatasis) ہیں

[1] اطلاق [2] تقید

(1)۔**اطلاق** (Absoluteness) :۔ یہ حقیقتِ جمالِ ذاتی ہے، مَن حیث الذات (عین ذات) ہے۔ عارف اس جمال کا ''فنا فی اللہ'' کی حالت میں مشاہدہ (Witness) کرتا ہے۔ فنا فی اللہ اصطلاحِ صوفیہ میں سالک کا اپنی خودی کو فنائیت (فنا فی الذات) کر دینا ہے۔ (یہ حالت ذکر یا شغل یا تصورِ حق سے حاصل ہو یا اور کسی طرح سے) اور حق تعالیٰ ہی کو باقی سمجھنا ہے۔ ایسی حالت میں حدوث وقدم (Incipience & Antiquity) میں تمیز (احساسِ فرق) غائب ہو جاتی ہے۔

(2)۔**تقید** (Stipulated) :۔ یہ مظاہر حسیہ وروحانیہ (Manifetation of Form & Soul) میں اُس (خدا کے) جمال کا ظہور یا ''تجلی'' ہے۔

ایک عارف (Devout) جب اپنی آنکھوں سے جمال کا مشاہدہ کرتا ہے تو جانتا ہے کہ یہ جمالِ حق ہے جو مراتبِ کونیہ (اعیا ثابتہ اشیاء) پر اسماء وصفات کی تجلی کا اثر (مظہر) ہے۔ غیر عارف (Unwise) جس کو یہ نظر نہیں، اُس کو ہرگز نہ چاہئے کہ حسینوں (حسین عورتوں) کی طرف دیکھے ورنہ وہ فتنہ، آفت وخذلان (گمراہی) میں مبتلا ہو جائے گا اور نفس وشہوت (Carnal Lust) کا شکار بن جائے گا۔ یہ بے شک حرام (Prohibited) ہے۔ کہ کسی کو اِس میں کلام نہیں۔

02۔**عشقِ حقیقی** :۔ عشقِ حقیقی کی رفعت (بلندی) اور عظمت (بڑائی) پر جملہ محققین کا اجماع (اتفاق) ہے کہ قربِ الٰہی میں یہ خاص مقام ہے کہ عشاق (Devine Lovers) بعد فراغ وخلاص عمّا سوی المحبوب (غیر محبوب سے آزادی کے بعد) جب منازلِ صدق و مراحلِ فنا طئے فرماتے ہیں تو ذاتِ واجب الوجود

(حق تعالیٰ) سے واصل (Realised) ہوتے ہیں اور اُس کی بارگاہ اَحدیت (Infinity) سے مرتبہ عینیت (State of Precision) کا تعوض (عطا) ہوتا ہے۔ بقول

عاشقاں اندر عدم خیمہ زدند ☆ چوں عدم یکرنگ و نفس واحداند

(ترجمہ) عاشقاں اپنے عدمِ ذاتی پر نظر رکھے ہوئے ہیں ☆ یہ اُنکا عجز اُنکو ذاتِ واحد کے ساتھ ایک رنگ (ایک) کر دیا یعنی انہیں عینیت کا احساس ہو گیا۔

اولیاءِ رحمٰن، اپنے مجاہدوں اور ریاضتوں سے افعال و آثار (Deed their effects) کے حجابوں (پردوں) اور شئون وصفات (Affinities & Attributes) کے پردوں کو چاک کر کے ذاتِ حق تعالیٰ سے واصل ہو جاتے ہیں، اُن کا مرجع ومآب (مقصود) صرف ذاتِ حق ہی ہوتی ہے۔ یہی عشقِ حقیقی بتوسلِ رسول ﷺ ہے اور یہ ہی نظریہ صوفیہ ''وحدتُ الوجود'' ہے جس کا خاکہ (Out -Line) اِختصاراًیوں ہے۔

ذاتِ حق 'مَن موہن' (دل موہنے والا) جب اعیان ثابتہ (Probate Architypes) یا اپنے صورِ علمیہ (معلوماتِ الٰہیہ) پر اپنے وجود (اسماء وصفات) کی تجلی کرتا ہے اور اپنے حُسن و جمال کا اُن میں ظہور کرتا ہے تو فتنۂ عشق و عاشقی پیدا ہوتا ہے، تمام ذرّاتِ وجود (مخلوقات) اُسی جمیلِ مطلق (Absolute Graceful) (خدا) کے شہود کے آئینے (Mirrors) بن جاتے ہیں اور اس حقیقت (Fact) کے پیشِ نظر کہا جا سکتا ہے کہ وہ خود (خدا تعالیٰ) اپنی صورت ہی سے عشقبازی کرتا ہے، غیر کا نام ونشان محض وہم میں ہوتا ہے، جس کی کوئی حقیقت نہیں۔ بہر حال ''رمزِ عاشق و معشوق'' کو جس طرح صوفیہ بلند مقام نے پیش کیا اُس کو سمجھنے کیلئے نظریہ ''وحدت الوجود'' کو واضح طور پر سمجھنا ضروری ہے۔

چنانچہ اربابِ تحقیق وطریقت اپنے مریدین ومسترشدین کی یافت (معرفت) واستعداد (Capacity) کے لحاظ سے مختلف الفاظ کے پردے میں ''عشقِ حقیقی'' کے اوصاف ارشاد فرمائے ہیں جن کا اقتباس (Extract) درج ذیل ہے۔

ارشاداتِ اربابِ تحقیق

سوال5: عشق الٰہی کے متعلق ارشاداتِ اربابِ تحقیق بیان کرو؟

جواب:01۔ **سیدنا ابو بکر صدیق** رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ مَنْ ذَاقَ مِنْ خَالِصَ مُحَبَّةُ اللّٰهِ تَعَالٰی شُغْلَهُ ذَالِكَ عَنْ طَلَبِ الدُّنْيَا وَاَوْ حَشَاهُ عَنْ جَمِيْعِ الْبَشَرْ۔ (ترجمہ) جس نے اللہ جل شانہ کی خالص محبت کا مزہ چکھا، وہ دنیا کی طلب نہ کرے گا اور سب لوگوں سے وحشت کرنے لگے گا۔ (احیاء العلوم)

02۔ **حسین بن منصور** علیہ الرحمۃ سے ایک درویش نے اُس وقت جب وہ درّے (کوڑے) لگائے جارہے تھے، دریافت کیا کہ "عشق" کی تعریف کیا ہے؟

فرمایا: انچہ امروز بینی وفردا بینی وپس فردا بینی۔ یعنی آج قتل کریں گے، کل جلائینگے پرسوں خاک برباد کریں گے، اُسی کا نام "عشق" ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء)

03۔ **ابو حمزہ محمد بن ابراهیم بغدادی** علیہ الرحمۃ سے پوچھا کہ عاشق کو معشوق کے سوا کسی اور چیز کے خیال کی بھی فرصت ملتی ہے؟ فرمایا نہیں: عاشق دائمی بلا اور موقوف ہوجانے والی خوشی، اور متواتر آنے والے دردوں میں مبتلا رہتا ہے۔ (طبقات الکبریٰ)

04۔ **بایزید بسطامی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: عشقِ الٰہی ماسوائے حق (غیر) کے اثر کو دل سے زائل (ختم) کرتا ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء)

05۔ **شیخ ابو الحسن خرقانی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: جو عاشق ہوا، اُس نے خدا کو پایا اور جس نے خدا پایا اُس نے خود کو فراموش اور گم کیا۔ (تذکرۃ الاولیاء)

06 **ابو محمد عبداللہ بن محمد راسی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: "عشق" جب ظاہر ہوا، عاشق کی رسوائی ہوئی اور جب چھپا رہا، عاشق کا کام تمام کیا۔ (طبقات الکبریٰ)

07۔ **شیخ منصور بطائیحی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: عاشق ہمیشہ اپنے خمار (نشہ) میں سرشار اور اپنی شراب میں حیران رہتا ہے اور نشہ سے نکل کر حیرت میں آتا اور حیرت (Wonder) سے نکل کر نشہ میں جاتا ہے۔ (طبقات الکبریٰ)

08۔ **شیخ حماد بن مسلم دباس** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی طرف جانے کا راستہ سب سے نزدیک اُس کا "عشق" ہے اور اُس کا عشق خالص (Pure) نہیں ہوتا جب تک عاشق روح بلا نفس (بلا ارادہ) نہ رہ جائے، اور جب تک اُس میں نفس ہے کبھی وہ اللہ تعالیٰ کے عشق کا مزہ چکھ نہیں سکتا۔ (طبقات الکبریٰ)

09۔ **شیخ عبدالرحمن طفسونجی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: ایسا شخص عاشق ہے جو محبت کے علم کو فنا کر کے محبت کی رویت (دید) سے محبوب کی طرف چلا آیا ہے اور جب اِس نسبت کی طرف آیا تو عاشق بلا علّت (نفس) ہوگیا۔ محبت "ذکر" کی مقتضی (چاہتی) ہے۔ اِس لئے عاشق اپنے ربّ کا ذکر کیا کرتا ہے' اور اُس کے اپنے "نفس" (Annity) کو یاد کرنے میں خلل (Break) آ جاتا ہے اور وہ اپنے نفس سے غافل ہو جاتا ہے۔ پھر اپنے ربّ کی یاد کے غلبہ (Influence) سے جملہ احساس (خود) کو بھول جاتا ہے، تب کہا جاتا ہے کہ مذکور (ربّ) کی رویت (دید) میں سما گیا اور اپنے "نفس" سے فنا ہوگیا۔ (طبقات الکبریٰ)

10۔ **خواجہ ابو نصر سراج** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: عشق ایک آگ ہے جو دل عشاق سے مشتعل (تیز) ہوتی ہے اور ماسوٰی اللہ کو خاکستر کرتی ہے بجوائی (جیسے فرمانِ الٰہی ہے) نَارُ اللّٰہِ الْمُوْقَدَۃُ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَی الْاَفْئِدَۃِ (سورۃ الھمزہ آیت 6,7) (ترجمہ) "اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے جو دلوں تک پہنچتی ہے"۔ (پروانہ ہی جانتا ہے کہ دودہٗ (شعلہ) شمع میں کیا حلاوت ہے)۔ (طبقات الکبریٰ)

11۔ **شیخ داؤد کبیر** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: زیادہ تعجب انگیز یہ ہے کہ عاشق معشوق کے سوا دوسرے کے دروازے پر ٹھیرے۔

یہ بھی فرمایا: جس کو اللہ تعالیٰ سے عشق ہوگا، وہ ہر اس چیز کو جس کا وہ (اللہ) سبب ہوگا، دوست رکھے گا۔

☆ اور یہ بھی فرمایا: جس دن اہل باطل خسارہ (نقصان) میں ہونگے' اُس دن (روز قیامت) نبیؑ اور نبیؑ کے پیرو (Followrs)، یا عاشق کے سوا کسی کو نجات (Salvation) نہ ملے گی۔ (طبقات الکبریٰ)

12۔ **شیخ ابوالحسن شاذلی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: محبت نہیں چاہتی کہ عاشق کو معشوق کے سوا کسی کے کام میں لگائے (طبقات الکبریٰ)

13۔ **خواجہ سری سقطی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: قیامت کے روز تمام اُمتیں اپنے انبیاء کے نام سے پکاری جائیں گی، عاشقانِ جمال ایزدی کو اِس طرح پکارا جائے گا۔

یَا اَوْلِیَاءَاللّٰہ ھَلُمُّوْ اِلَی اللّٰہِ

ترجمہ: (اے خدا کے چاہنے والو اپنے محبوب کی طرف دوڑو) یہ سُن کر اُن کو ایسی خوشی ہوگی کہ قریب ہوگا کہ اُن کے دل پھٹ جائیں اور اُن کو شادی مرگ ہو جائے۔ (احیاء العلوم)

14۔ **امام احمد غزالی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: مقاماتِ سلوک الی اللہ میں بلند ترین درجہ ''مقامِ محبت'' ہی کا ہے، اُس کے سوا جو مقامات ہیں وہ یا تو مقامِ محبت کے مقدمات (قریب) ہیں یا پھر اُس کے تو توابع و نتائج (ثمرہ) ہیں۔ (احیاء العلوم)

15۔ **خواجہ امیر خسرو** علیہ الرحمۃ جنہیں عشق و محبت کی شراب سے پوری چاشنی (Relish) تھی فرماتے ہیں۔ ؎

از شعلۂ عشق ہر کہ افروختہ نیست　　با اُو سر سوزن دِلم دوختہ نیست
گر سوختہ نۂ بسوائے من آ کہ زِعشق　　آتش بدلے ز نیم کہ سوختہ نیست

(ترجمہ): شعلۂ عشق ہر کس و ناکس سُلگا نہیں سکتا، جیسے سوئی کی نوک دل کو سی نہیں سکتی جب بجز عشق کے فنائیت حاصل نہیں ہوتی، تو پھر بے دلی سے دل بھی جلایا نہیں جاتا یعنی عشق پیدا نہیں ہوتا

احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

سوال6: عشق کی اہمیت اور مرتبہ کے متعلق احادیث نبوی ﷺ اور قرآنی آیات بیان کرو؟

01۔ **حضرت انس رضی الله عنه** سے مروی ہے کہ ایک اعرابی (دیہاتی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا ''یارسول اللہ قیامت کب ہوگی'' ؟ آپ نے فرمایا ''تو نے اُس کیلئے کیا سامان کر رکھا ہے''؟ نادم ہوکر شکستہ دلی سے عرض کیا ''یارسول اللہ میرے پاس نہ تو نمازوں کا، نہ روزوں کا اور نہ صدقہ وخیرات کا ہی ذخیرہ ہے، جو کچھ سرمایہ (وسیلہ یا ذریعہ) ہے وہ خدا اور رسولؐ کی ''محبت'' کا ہے اور بس۔ آپ ﷺ نے فرمایا اَلْمَرْءُ مَعَ مِنْ اَحَبَّ (جو جس کو چاہے گا وہ اُسی کے ساتھ رہے گا)۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے مسلمانوں کو اسلام کے بعد کسی چیز سے اتنا خوش ہوتے نہیں دیکھا' جتنے کہ وہ آپ ﷺ کی اِس بات سے خوش ہوئے (کیونکہ وہ سمجھ گئے کہ صرف خدا اور رسولؐ کی محبت عشق ہی سب کچھ ہے۔ (بخاری ومسلم)

02۔ **حضرت عائشه** رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو کسی جماعت کا آفیسر (Incharge) بنا کر بھیجا تھا۔ وہ جب نماز پڑھانے جاتے تو ہر نماز میں سورۃ کے آخر قُلْ هُوَاللهُ اَحَدٌ ضرور پڑھا کرتے، جب اُن سے پوچھا گیا کہ وہ ایسا کیوں کرتے ہیں تو انھوں نے کہا۔ "لِاَنَّهَا صِفَةُ الرَّحْمٰنِ فَاِنَّ اَحَبَّ اَنْ اَقْرَأَ بِهَا "۔ (اِس سورۃ میں رحم والے خدا کی صفت کا بیان ہے تو مجھ کو اِس کے پڑھنے سے محبت ہے) آنحضرتؐ نے فرمایا : ''اُن کو خبر کردو اِنَّ اللهَ یُحِبُّهُ (اللہ تعالیٰ بھی ان سے محبت کرتے ہیں) متفق علیہ۔

03- **لَا یَزَالُ عَبْدِی یَتَقَرَّبُ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبُّهُ فَاِذَا اَحْبَبْتُهُ کُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِی یَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِی یُبْصِرُ بِهٖ وَ یَدَهُ الَّتِی یَبْطِشُ بِهَا وَ رِجْلَهُ الَّتِی یَمْشِیْ بِهَا**۔ (حدیث قدسی)

(ترجمہ) حق تعالیٰ فرماتا ہے ''میرا بندہ اپنی طاعتوں (نوافل) سے میرا اقرب (Proximity) اِس قدر ڈھونڈھتا

(چاہتا) ہے کہ میں اُس سے محبت کرنے لگتا ہوں پھر جب اُسے دوست رکھتا ہوں تو میں اُسکی سماعت (کان) بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اوراُسکی بصارت (آنکھ) ہوجاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہےاوراُسکا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔اور پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے"۔

04- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خشوع وخضوع کی دعاؤں میں اورخلوت (تنہائی) کی ملاقاتوں میں اُسی محبت کا سوال فرمایا کرتے: اَللّٰھُمَّ ارۡزُقۡنِیۡ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنۡ یَّنۡفَعُنِیۡ فِیۡ حُبِّکَ. (ترمذی) (ترجمہ) خداوندا: تو مجھے اپنی محبت اوراُس کی محبت جو تیری محبت کی راہ میں نافع (فائدہ بخش) ہو روزی (عطا) فرما۔

05- اَحِبُّو اللّٰہِ لِمَا یَغۡدُوۡکُمۡ بِہٖ مِنۡ نِّعۡمَۃٍ وَاحِبُّوۡنِیۡ لِحُبِّ اللّٰہِ (ترمذی بروایت ابن عباس) (ترجمہ) تم اللہ تعالیٰ سے محبت اس وجہ سے کرو کہ وہ تم کو ہر صبح اپنی نعمت سے سرفراز کرتا ہےاور مجھ سے اسلئے محبت کرو کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت کرتا ہے۔

06- قرآن شاہد ہے کہ طبقاتِ انسانی میں متعدد (بہت) ایسے گروہ ہیں جن کوحق تعالیٰ کی "محبت" کی دولت ملی ہے۔جیسےارشاداتِ حق ہیں:

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ (پ۲ع۸) التَّوَّابِیۡنَ (پ۲ع۱۴) الۡمُتَطَھِّرِیۡنَ (پ۲ع۱۴)

اَلۡمُتَوَکِّلِیۡنَ (پ۴ع۸)، اَلۡمُقۡسِطِیۡنَ (پ۶ع۱۰) اَلۡمُتَّقِیۡنَ (پ۳ع۱۶)

اَلَّذِیۡنَ یُقَاتِلُوۡنَ فِیۡ سَبِلِہٖ (پ۲۸ع۹)، اَلصّٰبِرِیۡنَ (پ۴ع۶)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے احسان (نیکی) کرنے والوں سے،توبہ کرنے والوں سے، پاک صاف رہنے والوں سے،توکل کرنے والوں سے، انصاف کرنے والوں سے، پرہیز گاروں سے، اُس کی راہ میں لڑنے (جہاد) کرنے والوں سے،صبر کرنے والوں سے۔

☆ اور یہ بھی فرمانِ خداتعالیٰ ہے۔ کَتَبَ عَلٰی نَفۡسِہِ الرَّحۡمَۃَ (پ۷ع۸) (ترجمہ) اللہ تعالی ازخود اپنے اوپرمہربانی (رحمت) کرنے کولازم کرلیا،یعنی اِس وسیع کائینات کا کوئی ذرّہ بھی اُس سایۂ رحمت (محبت) سے محروم نہیں۔

تعارف اربابِ تحقیق

01- **شیخ منصور بطائجی** علیہ الرحمۃ :۔آپؒ اہل مصر کے پیرانِ طریقت میں سے ہیں۔ابوبکر مصریؒ اورابوعلی رودباریؒ کی صحبت سے استفادہ حاصل کیا۔اپنے وقت کے طریقت کے امام رہے۔ابوعلی رودباریؒ اُن کی تعظیم کرتے تھے کہ یہ باتمکین سالک ہیں تقریباً 340ھ میں وصال ہوا۔

02- **شیخ حماد بن مسلم دباس** علیہ الرحمۃ :۔آپ ملک شام کے جلیل القدر بزرگ اور طریقت کے حقائق، دقائق، لطائف ومعارف پر اِس قدر نگاہ رکھتے تھے کہ مشائخین گھبراتے تھے اور آپؒ کی صحبت سے کثیر تعداد گروہِ اکابرین کا نکلا۔مقام مسیح میں سکونت اختیار کی وہیں آپؒ کا مزار زیارت گاہِ خاص وعام ہے۔پہلے آپؒ عالمِ علمِ حقائق تھے اُنکے زمانے میں بہت سے صوفی بغداد میں اُنہیں کی صحبت سے مستفیض اور فائز المرام رہے۔

03- **خواجہ امیر خسرو** علیہ الرحمۃ :۔آپؒ کا لقب معین الدین ہے۔آپؒ دہلی (ہندوستان) کے باشندہ رہے۔آپؒ کے والد لاچین کے امراء میں سے تھے۔سلطان مبارک شاہ خلجی کی وفات کے بعد خسروؒ حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی خدمت میں پہنچے۔ریاضت ومجاہدات میں مصروف ہوئے۔چالیس سال تک صوم الدہر (روزہ) رکھا۔اپنے شیخ کے ہمراہ طئے عرض کے طریق سے حج کیا۔شیخ (نظام الدین اولیاء) کے اشارے سے حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کی اور اُن سے التماس (Request) کیا کہ اپنا لعاب (تھوک) ان کے منہ میں ڈالیں، حضرت خضرؑ نے فرمایا کے یہ دولت تو سعدیؒ لے گئے، خسروؒ شکستہ خاطر (مایوس) اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی تو آپؒ نے اپنا لعاب اُن کے منہ میں ڈالدیا، اُس کی برکت سے 99 کتابیں نصنیف کیں اور اپنے بعض تصانیف میں خود لکھا ہے کہ میرے شعر پانچ لاکھ سے کم اور چار لاکھ سے زیادہ ہیں۔صاحبِ سماع اور وجد حال تھے 74 برس کی عمر میں 785ھ میں وصال ہوا۔ آپؒ اپنے شیخ کے پینتی دفن کئے گئے۔مزار دہلی میں زیارتِ گاہ خاص وعام ہے۔

شوق

تیرے دربار میں کس کی کمی ہے یا رسول اللہ ﷺ
تیری سرکار سب کچھ دیکھتی ہے یا رسول اللہ ﷺ

تیرے صدقے میں میری زندگی ہے یا رسول اللہ ﷺ
تیری ہی دید میری زندگی ہے یارسول اللہ ﷺ

کمالِ عشق ہے معشوق عاشق بنگیا تیرا
عجب یہ انجذابِ عاشقی ہے یا رسول اللہ ﷺ

بگڑ جاتے ہیں ہم لیکن سنور جاتے ہیں ٹھوکر سے
تیری رحمت کی کیا شانِ غنی ہے یارسول اللہ ﷺ

جدھر دیکھوں تیرا رہتا ہے بس پیشِ نظر جلوہ
کچھ ایسی دل میں صورت بس گئی ہے یا رسول اللہ ﷺ

پلا کر جامِ وحدت اپنا متوالا بنا ڈالا
مجھے دونوں جہاں سے بیخودی ہے یارسول اللہ ﷺ

ہوں دور افتادہ لیکن مجھکو تیرا ہی تصور ہے
تیری ہی بارگاہ میں حاضری ہے یارسول اللہ ﷺ

خدارا وصل سے خالدؔ کو اپنے شاد کردینا
تیری فرقت قیامت بنگئی ہے یارسول اللہ ﷺ

حضرت خالدؔ وجودیؒ

1-08- شوق (طلب)

Avidity (Solicitation)

سوال7:۔ارباب طریقت کے مطابق ''شوق'' سے کیا مراد ہے؟اور ''شوق'' بلحاظِ محبت کتنے نواع پر منقسم ہے؟

جواب: ''شوق'' کی نسبت اربابِ طریقت کا اتفاق ہے کہ شوق، محبِ صادق (Lover) کی افراطِ محبت (شدّتِ محبت) کا لازمی نتیجہ ہے جیسا کہ شیخ العارفین خواجہ عثمان حیری علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا:

اَلشَّوۡقُ ثَمَرَۃُ الۡمُحَبَّۃِ مَنۡ اَحَبَّ اللہِ اَشۡتَاقَ اِلیٰ لِقَائِہٖ ۔(ترجمہ) شوق نتیجہ (ثمرہ) ہے محبت کا اُس کیلئے جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے، اُس سے ملاقات (وصال) کا مشتاق ہے۔چنانچہ اربابِ محققین و حضرات عارفین کا فرمودہ (فرمان) ہے کہ ''شوق'' مقرّبینِ بارگاہِ ربّ العزّت کے احوالِ صادقہ میں سے ایک حال (کیفیت) کا نام ہے۔درحقیقت ''شوق'' یہ ہے کہ سالک کے ہیجانِ قلب (Hearty inclination) کی ایک غیر معمولی کیفیت کو کہتے ہیں۔جو محبوب (Beloved) سے متمتع (لطف اندوز) ہونے کی خواہش محبّ (Lover) کے باطن (دل) میں مشتعل (بھڑکا) کرتی ہے۔ایسی حالت کو اصطلاحات میں ''شوق'' کہتے ہیں۔اور یہ بھی منقول ہے کہ ''شوقِ محبین'' بلحاظِ مدارجِ محبت دو، نوع (دوقسم) پر منقسم ہیں۔ (۱) شوقِ محبّانِ صفات (2) شوقِ محبّانِ ذات

شوقِ محبانِ صفات: ۔ جس کا تقاضہ (Desire) محبوب کے کرم والتفات (توجہ) ورحمت (مہربانی) و احسانات (Favours) تک محدود ہے، گویا یہ حضرات طالبِ لطف ورحمت ہیں۔

شوق محبانِ ذات: ۔جس کو صرف بقاء (Endurance) مطلوب اور قربِ محبوب سے تعلق ہے۔چونکہ یہ قسمِ شوق مختص (Specific) ہے اس لئے مخصوص اہلِ شوق کو یہ مرتبہ نصیب ہوتا ہے۔گویا یہ حضرات طلب گارِ دیدارِ یار ہوتے ہیں۔

واضح ہو کہ طالبِ لطف ورحمت بہ کثرت ہیں، مگر طلب گارِ دیدارِ یار ہزاروں میں ایک ہوتا ہے۔

جو خوش نصیب طالبِ حق ومشتاقِ دیدار ہوتا ہے، حق کا محبّ ہے، اُس کی قدر و قیمت کا اندازہ اُس حدیث

شریف سے جو ''شوق'' کے متعلق ہے، کرو کہ ''اگر طالب اپنے محبوبِ حقیقی کی طرف ایک بالشت (9") جھکتا ہے تو حق تعالیٰ اُس کی طرف ایک ہاتھ (تین فٹ) بڑھتا ہے۔ اگر وہ ایک ہاتھ اُس (اللہ) کی طرف سبقت کرتا ہے (آگے بڑھتا ہے) تو وہ (اللہ) ایک باع (دونوں ہاتھوں کا پھیلاؤ) اُس کی طرف آتا ہے، اگر یہ (بندہ) اُس کی طرف چل کر آجاتا ہے تو وہ (اللہ) اُس کی طرف دوڑ کر آتا ہے۔

(حدیث)۔ اِس مشہور حدیث میں اُسی عشق کا اظہار کیا گیا جس کی طلب (شوق) ہر انسان کا فریضہ ہے۔ اُسی عشق وشوق سے زندگی، زندگی ہے۔ اُسی عشق سے سلوک اِلی اللہ (راہِ خدا پر آگے بڑھتے جانا) طئے ہوتا ہے۔ یہی شوق وعشق بناء سلوک ہے۔ اُسی عشق کی طلب (شوق) اہل اللہ و بزرگانِ دین، اولیاء اللہ نے کی ہے۔

سوال8: صوفیہ کرام کے الفاظ میں عشق ومحبت کس چیز کا نام ہے؟

جواب: صوفیہ کرام کے الفاظ میں عشق ومحبت دراصل جمیلِ حقیقی (حق تعالیٰ) کا اپنے ہی جمال (حُسن) کی طرف میلان (متوجہ ہونے) کا نام ہے۔

خواہ مرتبۂ اجمال (وحدت) میں یا مرتبۂ تفصیل (واحدیت) میں بالفاظ دیگر مرتبہ داخلیہ (ذات) میں یا مرتبہ خارجیہ (مخلوق) میں بقول کسی عشقِ حقیقی میں مبتلا عارف کے ؎

كُلُّ الْجِهاتِ لِحُسْنِ وَجْهِكَ مَشْرِقٌ وَ لِكُلِّ ذِیْ قَلْبٍ اِلَیْکَ تَشَوُّقٌ

یَا وَاهِبَ الْحُسْنِ الْبَدِیْعِ لِاَهْلِهٖ كُلٌّ بِحُسْنِكَ فِیْ الْحَقِیْقَةِ تَعَشُّقٌ

(ترجمہ):۔ ہر جہت (Side) یا صورت تیرے حُسنِ رُخ (چہرہ) سے روشن ہے اور ہر صاحبِ دل کو تیرا ہی شوق (طلب) ہے۔ اے حسنِ نادر (Rare) کہ اُس کے اہل کو عطا کرنے والے، سب دراصل تیرے ہی حسن کے عاشق ہیں۔

چنانچہ صوفیہ عظام نے مقام ''شوق'' واثرات سے طالبین راہ طریقت کو یوں آگاہ فرمایا:۔

ارشاداتِ اربابِ تحقیق

سوال9: عشق ومحبت کے متعلق ارشادات ارباب تحقیق بیان کرو؟

جواب: 01-**ابو محمد فتح موصلی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: جواللہ جل جلالہُ کا اشتیاق (شوق) رکھے گا، وہ ماسویٰ اللہ سے مستغنی اور پرہیزگار ہوجائے گا۔(طبقات الکبریٰ)

02- **خواجہ سری سقطی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: بلندتر مقام عاشقوں کا ''شوق'' ہے۔
(تذکرۃ الاولیاء)

03- **یحییٰ بن معاذ** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: علامت ''شوق'' (طلب) یہ ہے کہ جوارح (Parts of Body) کو شہوات (Carnal Desire) سے نگاہ (محفوظ) رکھے۔(تذکرۃ الاولیاء)

04- **ابو حفص حداد** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: جس نے ایک جامِ شوق پیا، وہ ایسا بیہوش ہوا کہ پھر ہوش میں نہیں آسکتا، مگر بوقت لِقائے (وصال یا ملاقاتِ) حق تعالیٰ۔(تذکرۃ الاولیاء)

05- **تاج العارفین ابو الوفا** علیہ الرحمۃ: جو بیابان (میدانِ) شوق میں الگ ہورہا (دوئی یا غیریت سے کام لیا)' وہ آفاق (شہودِ الٰہی) کی طرف التفات (توجہ) نہیں کرتا۔

اور یہ بھی فرمایا: جس کو نظر کے اثر نے سرگرداں (مصروف ودیوانہ) کیا وہ خبر کے سننے سے (جان کر) بے چین ہوا۔ اور جو شوق کے دریا میں ڈوبا، وہ ماسویٰ اللہ سے بے خبر ہوا۔(طبقات الکبریٰ)

06- **شیخ ابو محمد ماجد کردی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: جو اپنے رب کا مشتاق ہوا، وہ خوش ہوا، جو خوش ہوا وہ قریب ہوا، جو قریب ہوا، وہ چلا، جو چلا (اپنے نفس کے احساس سے گزرگیا) وہ متحیر (حیران) ہوا وہ اُڑا (فنا ہوا)، جو اُڑا اُسکی آنکھیں نزدیکی (قرب) سے ٹھنڈی ہوئیں (واصل ہوا)۔

☆ یہ بھی فرمایا ''زاہد'' صبر کی مزاولت (Regular Practice) کرتا ہے، ''مشتاق'' شکر کی، ''واصل'' ولایت کی۔

☆ یہ بھی فرمایا: مُشتاقوں (مقامِ شوق والوں) کے دل اللہ کے نور سے منوّر رہتے ہیں، اور جب اُن میں اشتیاق کی تحریک (Incitment) ہوتی ہے جو آسمان اور زمین کے درمیان ہے، وہ اُسکے نور سے چمک اُٹھتا ہے۔

اُس وقت اللہ تعالیٰ فرِشتوں کے سامنے اُن پر فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں اُن کا اُن سے زیادہ "مُشتاق" ہوں۔

☆ اور یہ بھی فرمایا: نَارُ الْهَيْبَةِ تُذِيْبُ الْقُلُوْبُ وَ نَارُ الْمُحَبَّةِ تُذِيْبُ الْاَرْوَاحَ وَ نَارُ الشَّوْقِ تُذِيْبُ النُّفُوْسِ (ترجمہ) ہیبت (خشیہ) کی آگ دلوں کو اور محبت کی آگ روحوں کو اور شوق کی آگ نفوس کو پگھلا کر پانی کر دیتی ہے۔

☆ یہ بھی فرمایا: عاشقِ صادق کی علامت دریائے شوق میں کود پڑنا ہے۔ (طبقات الکبریٰ)۔

07- **ابوالمسعود ابی العشائر** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: شوق، عشقِ صادق کا لازمی نتیجہ ہے۔ (طبقات الکبریٰ)

08- **ابو محمد عبدالرحیم مغربی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: "شوق"، مبادی (ابتداء) ذکر میں "خوشی" سے شریک ہوجانا، بعدہٗ توسط (درمیان) ذکر میں "شکر" سے غائب (فناء) ہوجانا، بعدہٗ اَواخر (انتہائے) ذکر میں "محو" (بےخودی) سے حاضر (بقاء) ہونا ہے۔ اِسلئے "شوق" اِن ہی تین حالتوں میں دائر (پایا جاتا) ہے۔

[1] ہمت کے ساتھ استغراق (بےخودی) اور [2] بیقراری کے ساتھ غیبت (فنا)

[3] اور شوق کے ساتھ حضور (بقاء)۔

پس مشتاق (طالبِ وصال) کا ایک تہائی (1/3) وقت استغراق (Absorption) اور ایک تہائی وقت غیبت (Extinction) اور ایک تہائی حضور (Endurence) ہوتا ہے۔ (طبقات الکبریٰ)

09- **شیخ داؤد کبیر بن ما خلا** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: مِنْ دَلِيْلِ الْاِسْتِقَامَةِ الْمُؤْمِنِ شَوْقُهٗ لِمَا لَيْسَ فِيْهِ هَوَى نَفْسِهٖ فَخَوْفُهٗ وَ رِجَائُهٗ مِمَّا لَا يُلَائِمُ نَفْسَهٗ. (ترجمہ) مومن کا "شوق" ایسی چیز کی نسبت جس میں ہوائِ (خواہشِ) نفس کا شائبہ (Trace) نہ ہو اور اُمید وبیم (خوف) اُس چیز سے جو نفس کے ساتھ مناسبت (Relevacy) نہ رکھتی ہو، اس (مومن) کی اِستقامت (Steadfastness) (ثابت قدمی) کی دلیل (Evidence) ہے (طبقات الکبریٰ)

تعارفِ اربابِ تحقیق

01- **ابوالمسعود ابی العشائر** علیہ الرحمۃ:۔آپؒ مصر کے جلیل القدر بزرگ اور شریعت وطریقت کے جامع تھے۔

02- **ابو محمد عبدالرحیم مغربی** علیہ الرحمۃ:۔آپؒ اُمّی تھے لیکن تصوف میں بلند پایہ تھے، کتاب بعنوان ''الحق'' آپکی تصنیف ہے۔

مشاہدہ

بندۂ عشق ہوں میں عبد پرستی میں ہوں مَست
جام وحدت پیا ہوں اپنی ہی مستی میں ہوں مَست
ہر تعیین میری نظروں میں ہے پارہ پارہ
ذات میں گم ہوں میں اور اپنی ہی ہستی میں ہوں مَست
کیا غرض سیرِ گلستان و بیاباں سے مجھے
دل میں وہ خود ہیں مَیں دل ہی کی بستی میں ہوں مَست
رنج و غم درد الم سے ہو موثر دل کیوں
خوش ہوں تکلیف میں، غربت کی ہی پستی میں ہوں مَست
میں ہی ہوں اک سنگِ دربار وجودی خالدؔ
اس پہ نازاں ہوں میں اور پیر پرستی میں ہوں مَست

حضرت خالدؔ وجودیؒ

2-8- مشاہدہ

(Observation)

سوال10: ''شہود'' اور ''شاہد'' کی تعریف بیان کرو؟

جواب: شہود سے مراد حضوری (Omnipresence) ہے۔ دل کو جس کی حضوری ہوگی وہی اُس کا شاہد (Witness) ہوگا۔ اگر حضورِ حق (Devine Presence) نصیب ہو تو حق (خدا) اُس کا شاہد ہے۔ اور اگر حضوری خلق (مخلوق) (Immanance) ہو تو خَلق اُس کا شاہد ہے۔

اصطلاح صوفیہ کرام میں مشہود (جو دکھائی دینے والے) کو ''شاہد'' کہتے ہیں۔ اسلئے جو چیز دل کے سامنے حاضر ہوگی تو دل اُس کے سامنے ہوگا۔ اِس حالت میں لفظ ''شاہد'' مطلقاً بصیغۂ واحد (Singular) کہا جاتا ہے تو اس کی مراد ''شاہد'' سے حق تعالیٰ جل جلالہٗ ہوتا ہے۔ اور جس موقع پر شواہد بصیغۂ جمع (Plural) استعمال ہوتا ہے تو اُن کا اِشارہ مشاہدانِ خَلق کی جانب ہوتا ہے۔ اور یہ تخصیصِ کلام (Comparision of Speach) وحدتِ حق (Devine Indifinity) اور کثرتِ خلق (Multipilicity of Creature) کے لحاظ سے ہوتی ہے۔ اور جب مجرد (صرف) لفظ شہود فرماتے ہیں تو مراد (Meaning) اُن کی عین ظہورِ حق ہوتی ہے۔

سوال11: اربابِ تحقیق کے لحاظ سے اہلِ شہود کے کتنے گروہ ہیں؟

جواب: اربابِ محققین (Scholrs) نے فرمایا ہے کہ اہلِ شہود (People of Observation) کے دو گروہ (طبقے) ہیں۔ (ا) اربابِ مراقبہ (People of Meditation) (۲) اصحابِ مشاہد (People of Witnessing)۔ ہر دو گروہ نے حصولِ مقصود (To Achive Aim) کے لئے عملِ جداگانہ (الگ الگ طریقہ عمل) منضبط (Prescribed) فرمایا ہے۔ لیکن درحقیقت ماحصل (مقصد) دونوں گروہ کا ایک ہی (مشہود) ہے۔ اور اُس مرتبہ علیائے شہودِ حق کی عظمت و رفعت (بڑائی و بلندی) پر دونوں کا اجماع و اتفاق ہے۔

سوال12: غَیبت کے اقسام اور ان کی تعریف بیان کرو؟

جواب: علیٰ ہذا: غَیبت (گم ہو جانا) جو شہود (حضوری) کے مقابل (Oppisite) میں ہے، اُس کی نسبت بھی

فرمایا ہے کہ غَیبت (Absence) کی بھی دوقسمیں ہیں (۱)غَیبتِ مذموم (بُری)(۲)غَیبتِ محمود (اچھی)۔
غَیبتِ مذموم وہ ہے جو مقابل شہودِ حق (Devine Prsence) ہواور غَیبتِ محمود کی تعریف یہ ہے کہ جو بمقابلہ شہودِ خَلق ہو۔ چنانچہ اہلِ غَیبتِ مذموم مشاہدہ خلق کی وجہ سے شہودِ حق (حضوری حق) سے محجوب (محروم) رہتے ہیں۔ غفلتِ حق کا شکار ہوتے ہیں۔اور غیبتِ محمود بھی پھر دونوع (قسم) پر منقسم ہے۔

(۱) **غَیبتِ مبتدین** (ابتدائی) جس میں سالک کو بہ سبب غلبہ شہودِ حق (Due to Devine Observation) جملہ محسوسات (خلق) سے غَیبت (فنائیت) ہوتی ہے۔(اور حق سے حضوری رہتی ہے) یہ مرتبہ علم الیقین۔ اور عین الیقین ہے۔

(۲) **غَیبتِ متوسلین** (درمیانی) کہ اہلِ مشاہدہ کو بجہتِ غلبہ شہودِ حق (Under Influence of Devine Witnessing) جملہ محسوسات (مخلوق) سے غَیبت (فنائیت) ہوتی ہے۔(اور حق سے حضوری رہتی ہے۔ یہ مرتبہ عین الیقین وحق الیقین ہے)۔سالک کی اِس حالت کو اہلِ طریقت نے نہایتِ غَیبت اور ہدایتِ فنا کا مرتبہ کہا ہے بقول حضرت حسرت صدیقیؒ ؎

اصل شہود، شاہد و مشہود ایک ہے ☆ حیران ہوں پھر مشاہدہ ہے کس حساب میں

دیکھو:عرفائے کاملین کے شہودِ حق (Devine Witnessing) کو نہ شہودِ خَلق (Immanance) سے نقصان پہنچتا ہے اور نہ شہودِ خَلق اُن کو شہودِ حق سے محجوب (غافل) کرتا ہے۔کیونکہ غَیبتِ محمود سالکین با تمکین کا مقام ہے بلکہ واصلانِ حق کو بجز مشہودِ شاہدِ حقیقی دوسرا حال لاحق ہی نہیں ہوتا۔لہٰذا حضراتِ عارفین وصوفیہ کرام کاملین نے ''مرتبہ شہود'' کے مفاد (فائدے) مختلف عنوان سے ارشاد فرمائے ہیں۔

ارشاداتِ اربابِ تحقیق

سوال13: مشاہدہ،شہود اور شاہد کے متعلق ارشادات ارباب وتحقیق بیان کرو؟

جواب: 01- **سہل بن عبداللہ تشتری** علیہ الرحمۃ سے پوچھا: ''مشاہدہ'' کی حقیقت کیا ہے؟

فرمایا: ''عبدیت'' (Servitude)۔ (تذکرۃ الاولیاء)

02- **شیخ ابو علی رودباری** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: جب قلوب کو ذاتِ حق کے ''مشاہدہ'' کا شوق ہوتا ہے تو اُن کو اسماء (Apithets) اَلقاء (الہام) کئے جاتے ہیں، پس اُن کو سکون ہوتا ہے۔ اور ذاتِ پاک، تجلی کے وقت تک پردہ میں رہتی ہے۔

03- **ابوالقاسم جنید بغدادی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: جس کا مشاہدہ احوال (باطن) ہے، وہ رفیق (دوست) ہے۔ اور جس کا ''مشاہدہ'' صفات (ظاہر) ہے، وہ اسیر (گرفتار) ہے۔

☆ یہ بھی فرمایا: کلامِ صدیقاں اشارت ہے ''مشاہدہ'' سے۔

☆ اور فرمایا: مشاہدہ کرنے والا بحرِ شوق میں غرق (ڈوبا) ہوتا ہے۔

☆ یہ بھی فرمایا: ''وجد'' (احساسِ محبت) سب کو زندہ کرنے والا اور مشاہدہ (دیدِ محبوب) سب کو مارنے (فنا) کرنے والا ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء)

☆ یہ بھی فرمایا: ''مشاہدہ'' اقامتِ ربوبیت (مقامِ ربوبیت، گویا اللہ پن) اور ازالت (خاکساری (Self Abolition) عبودیت (Servitude) (یعنی بندہ پن) ہے بشرطیکہ تو (نفس) درمیان میں نہ رہے۔ (تذکرۃ الاولیاء)

04- **ابو سعید خزاز** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: خَلق (مخلوق) خدا کے قبضہ میں ہے، اور اُس کی مِلک (رعایا) ہے۔ مگر جب ''مشاہدہ'' ہوتا ہے تو درمیان بندہ اور خدا کے ستر (پردہ) و وہم (گمان) اُٹھ جاتا ہے، اور بندہ میں بجز خدا کے کچھ نہیں رہتا۔ (تذکرۃ الاولیاء)

05- **ابو یعقوب اسحاق بن محمد نہر جوری** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: دِلوں کے مشاہدہ کو ''تعریف'' (پہچاننا) اور رُوحوں کے مشاہدہ کو ''تحقیق'' (پانا) کہتے ہیں۔

☆ اور یہ بھی فرمایا: مشاہدات (غور و فکر) دلوں کیلئے ہیں اور مکاشفات (روشن ہونا یا کُھل جانا) باطن (مثال) کیلئے اور معائنات (مفہوم و معنی) بصیرت (سمجھنے) کیلئے اور ہر مرئیات (Visiables) آنکھوں کیلئے ہیں۔ (طبقات الکبریٰ)

06- **شیخ علی بن الهیتی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: جس کسی کو حقیقت (Fact) کا کشف (روشن) ہوا، یا جس

نے حق (سچ یعنی خدا کی نشانیوں) کا مشاہدہ (غوروفکر) کیا، یا وجود حق (Primodial Being) کے سبب سے اپنے مشاہد (خودی) میں نہ رہا، یا عین الجُمع (اسماء وصفات کی تجلیوں میں) نیست (کھوگیا)، یا حق تعالیٰ کے سوا کسی کا مشاہدہ (Observation) نہ رہا، یا حق کے سوا کچھ اُسے محسوس (Persued) نہ رہا، یا وہ حق الحق (ذاتِ حق) میں محو (گم درگم) ہوگیا، یا سلطانِ حقیقت (دیدارِ جلوئے حق) سے سراسیمہ (گھبرایا اور حیرن) ہوگیا یا حق (خدا) نے اُس کیلئے جلال حق (ہیبتِ الٰہی یا خشیہ اللہ) کے ساتھ تجلّی کی اور علیٰ ہذا: جہاں تک کہ بیان کرنے والے بیان یا اُس کی طرف اِشارہ کرنے والے اشارہ کرتے ہوں، یا اُس (اللہ) کی طرف علم پہنچا سکتا ہو وہ سب کے سب صرف حق (خدا) کے شواہد (Evidence) اور حق کی طرف سے اُس (بندے) کیلئے ایک حق (سچائی برحق) ہے (طبقات الکبریٰ)

07- **رابعہ عدویہ بصری** رضی اللہ عنہا سے خادمہ نے عرض کیا:

"اے سیدہ حجرہ سے باہر آؤ اور صنعت (کاریگری) قدرت کا نظارہ کرو"۔ فرمایا: "تو اندر آ اور صانع (خالق Creator) کو دیکھ"۔ " **شَغَلَتنِیُ مُشَاھِدَۃَ الصَّانِعِ عَنُ مُطَالِعَۃِ الصَّنُعِ** ".

(ترجمہ) میں دیدارِ خالق (صانع) میں مَشغول ومصروف ہوں (یعنی اجمال میں ہوں) پلٹ کر مطالعہِ (Perusal) صنعتِ (مخلوق) سے، (یعنی تفصیل سے قطع نظر ہوکر)۔

08- **شیخ احمد بن ابی الحسین** رفاعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا: مشاہدہ اِس معنیٰ میں حضور (Omniprsence) ہے کہ وہ علم الیقین (Convincing knowledge) وحق الیقین (True knowledge) کے حقائق (Facts) کے ساتھ ملا ہوا (Connected) قرب (Proximity) ہے۔

09- **شیخ ابو مدین** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: **شَاھِدُ مُشَاھَدَتَہُ لَکَ وَلَا تُشَاھِدُ مُشَاھَدَ تَکَ لَہُ**.

(ترجمہ) تُو اُسی کے مشاہدہ کو جو تیرے حق میں ہے (یعنی صفت **ھُوَالظَّاھِرُ** کو) دیکھ، اورتُو جو اُس کا مشاہدہ کرتا ہے اُس (مظہر یا شئے) کو نہ دیکھ۔ (طبقات الکبریٰ)

10- **شیخ جاگیر** علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

(1) ''مشاہدہ'' بندہ اور ربّ کے درمیان کے پردے (حجابات) کا اُٹھا دینا ہے۔

☆ پس بندہ قلب کی صفائی سے اُس غیب (Unseen) پر مطلع ہوتا ہے جسکی خبر (نبی کے ذریعہ) دی گئی ہے۔

☆ اور پھر، جلال و عظمتِ (الٰہی) کا مشاہدہ کرتا ہے، تو اُس کے احوال (کیفیات) و مقامات (درجے) بدلتے رہتے ہیں۔

☆ اِسلئے اُس (بندے) میں حیرت و دہشت آتی ہے پھر حیرت (Astonishment) اُس کو تحت (Subordination) کی طرف لے جاتی ہے۔

☆ اِس لئے وہ حق سے حق کی طرف نظر کرتا نظر آتا ہے۔ اور کبھی جلال (عظمت) کا مشاہدہ کرتا ہے اور کبھی جمال (رحمت) کا۔

☆ کبھی رنگ روپ کو دیکھتا ہے، کبھی کمال (Perfection) کا نظارہ کرتا ہے۔

☆ کبھی کِبر (احدیت) یارب العزت کی روشنی (نور) دکھائی دیتی ہے، تو کبھی جبروت و عظمت (وحدت) نظر آتی ہے اور لطف بہجت (دیدار میں سرور) کا شہود ہوتا ہے۔

☆ اس لئے ایک سے ''بسط'' (Expantion) حاصل ہوتا ہے، یہ حالت اسکو پھیلاتی ہے۔

☆ اور دوسرے سے ''قبض'' (Roll up) ۔ یہ حالت اُس کو سمیٹتی ہے۔

☆ وہ (بسط) کھودیتی ہے تو یہ (قبض) موجود کردیتی ہے۔ وہ پردے عدم سے باہر لاتی ہے تو یہ پھر لوٹا دیتی ہے۔ یہ فانی بناتی ہے تو وہ باقی۔

☆ خلاصہ یہ کہ اُس شخص سے بشریت (نفس) کے صفات زائل ہوجاتے ہیں، اور وہ عبودیت (Servitude) کے صفات سے قائم رہتا ہے۔

☆ نہ اغیار (مخلوق) کا اِس کو حِس (Sense) ہوتا ہے نہ جبار (خالق) کی عظمت کے سوا کچھ نظر آتا ہے۔

(طبقات الکبریٰ)

(2) یہ بھی فرمایا: ''مشاہدہ'' پر ثابت قدم رہے کیونکہ جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا، وہ اُس کے غیر سے نہیں ڈرے گا۔

(3) یہ بھی فرمایا: جب تم تعظیم کی آگ کو جو ہیّت کے نور کے ساتھ سِر (باطن) میں دبی ہوئی ہے، نکالا تو اُس سے ''مشاہدہ'' کی شعاع (Beam) پیدا ہوگی۔ پس جس نے اپنے سِر (بطون) میں حق تعالیٰ کا ''مشاہدہ'' کیا تو اُس کے دل سے عالم (World) کی کچھ وقعت (Value) نہ رہی۔

(4) یہہ بھی فرمایا: جب کسی گروہ (جماعت) کو پے درپے مشاہدہ ہوا کرتا ہے تو حق تعالیٰ اُس گروہ کو دوست رکھتا ہے۔ (طبقات الکبریٰ)۔

11- **سید علی فرزند محمد وفا** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: ۔جہاں کہیں تم اُس کا مشاہدہ کرو، وہ تمہارے (ساتھ) نزدیک اور تم سے (تم میں) اور تم تک (تم کو عارض) ہے۔

☆ فرمایا: جس طرح بندہ کا وجود اپنے مولا سے (بالعرض) ہے، اُسی طرح مولا کا شہود اپنے بندہ سے (بالغیر) ہے (ورنہ عینیت میں تو، تُو اور میں کا تصور ہی نہیں، بس تُو ہی تُو ہے)۔

☆ یہ بھی فرمایا: اگر تم حق (خدا) پر اُس وقت کے اعتبار سے نگاہ ڈالو (مشاہدہ کرو) جب اُس نے خلق (مخلوق) کو پیدا نہیں کیا تھا اور بغور دیکھو کہ کیا دکھائی دیتا ہے، پس ہرگز تم اُس (اللہ) کے غیر (ماسوٰی) کو نہ دیکھو گے (طبقات الکبریٰ)۔

12- **شیخ داؤد کبیر** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: سب سے بڑا گناہ ماسوٰی اللہ کا شہود (دیکھنا) ہے، یعنی اُس (ماسوٰی اللہ یا مخلوق) کا ایسا شہود جو اُسکی اپنی ذات سے قائم ہو۔

☆ اور فرمایا: جو حقیقت (جلوۂ الٰہی) ایسی جلوہ گر ہو کہ اُس کے غلبہ (Influence) میں اُس کے شہود (دید) کا شاہد (دیکھنے والا) غائب (گم) ہو جائے، وہ ''مشہد'' (ایسا شہود) حق (سچا) ہے۔ اور اگر غائب نہ ہو تو اُس کے شہود میں آمیزش (ملاوٹ، کھوٹ) اور تلبیس (دھوکہ و بناوٹ) ہے (یعنی منافقت ہے)۔

☆ یہ بھی فرمایا: نسیم قرب (قرب کی ہوا، Breeze) کی خوشبو سونگھنے سے تم کو کسی چیز نے نہیں روکا ہے مگر تمہارے زکام (Cold) یعنی سونگھنے کی نااہلیت] نے۔ اور نورِ (حق) کے مشاہدہ سے تم کو کسی چیز نے باز (دور) نہیں رکھا ہے مگر تمہاری تاریکی (غفلت) نے۔ (طبقات الکبریٰ)۔

13- **شیخ محمد ابوالمواھب** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: جس کسی نے اپنے ظرف (فطرت، کے باطن (عینِ ثابتہ) کو مشاہدہ کیا، اُس نے اسرار (تقدیر) کے معنی کو پالیا۔ (طبقات الکبریٰ)

فناء

میں لفظ ہوں معنی نما، میں غیر ہوں میں عین ہوں
ظل و مظل اور آئینہ ، میں غیر ہوں میں عین ہوں

ہستی میری ہے نیستی، ہے نستی ہستی میری
یہ ہے فنا یہ بے بقا میں غیر ہوں میں عین ہوں

کثرت میں ہوں وحدت نما وحدت میں ہوں کثرت نما
ایک جا عیاں ایک جا چھپا میں غیر ہوں میں عین ہوں

دریا ہوں میں قطرہ ہوں میں، میں شخص ہوں سایہ ہوں
سب میں ملا سب سے جدا میں غیر ہوں میں عین ہوں

میں ذات ہوں اوصاف ہوں، میں فعل ہوں آثار ہوں
ایک جا فنا ایک جا بقا، میں غیر ہوں میں عین ہوں

میں نور ہوں میں نار ہوں، اغیار ہوں میں یار ہوں
خالدؔ میں ہوں اَنُـــــــتَ اَنَـــــا میں غیر ہوں میں عین ہوں

حضرت خالدؔ وجودیؒ

8.3- فنا و بقا

(Extinction & Endurence)

سوال14: کیا عبادت معرفتِ حق کا نام نہیں ہے؟ اور کیا معرفتِ کا ثمرہ ہی فنا اور بقاء؟

جواب: حدیث قدسی:۔ کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیاً فَاَ حْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِاُ عْرَفَ (ترجمہ) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ''میں ایک گنجِ مخفی (چھپا ہوا خزانہ) تھا، میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں، پس میں نے خلق (مخلوق) کو پیدا کیا تاکہ پہچانا جاؤں۔

چنانچہ تخلیقِ آدم مختص (Specifically) بہ معرفت وعبادتِ حق (پہچان وعبادت حق تعالیٰ کیلئے) ہے بحِوائے (جیسا کے ارشادِ قرآنی ہے) وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ۔ (پ27 ع 2) (ترجمہ) اور میں نے جن وانس (جنات وانسانوں) کو اِس واسطے پیدا کیا ہے کہ میری (اللہ تعالیٰ کی) عبادت کیا کریں۔ لِیَعْبُدُوْنِ اَیْ لِیَعْرَفُوْنِ (عبادت کیلئے یعنی معرفتِ حق کیلئے) ہے۔ جیسا کہ ابن عباسؓ نے تفسیر فرمائی۔

اوّل اللہ تعالیٰ چھپا ہوا تھا، کوئی جانتا نہ تھا، بعد تخلیق پردۂ حجابات میں ظاہر ہوا یعنی وجود کو تعین عارض ہوتا گیا، اَب تعین کے لحاظ سے احکام الگ اور عدم تعین (اللہ تعالیٰ) کے لحاظ سے احکام جدا ہوئے، گویا پردے کے اندر والا ''معشوق'' اور باہر والا ''عاشق''۔ اَب عاشق جیسا جیسا پردے اُٹھاتا چلا تعین ویسا ویسا کم ہوتا چلا اور اُتنی ہی معشوقیت اُس عاشق میں آتی چلی گئی ہر چند کہ معشوق، معشوق ہی رہا اور عاشق، عاشق ہی رہا۔ گویا تعین کا کمال (Perfection) یہی ہے کہ تعین (قید) سے نکل کر (منزلِ فناء طے کرکے) اُس بے رنگیِ حق تعالیٰ سے واصل (متّصف) ہوجائے (بقاء سے سرفراز ہوئے)۔

سوال15: فناء اور بقاء سے مراد کیا ہے؟

جواب: پس کسی تعین (مخلوق) میں یا حقیقتِ ممکنہ میں فنائیت کی قابلیت نہیں۔ ہاں مگر فنائیت (Extinction) کی قابلیت صرف اِنسان میں ہی ہے۔ فرشتہ، جن، جھاڑ، پہاڑ سب اپنی جس حالت پر ہیں

اُسی پر قائم رہتے ہیں، مگر اِنسان ہی ہے جو خود کو فنا کرنے کی قابلیت بھی رکھتا ہے اور پردے (حجابات) اُٹھا سکتا ہے۔ پردے اٹھانے کیلئے طلب (شوق) کی ضرورت ہے اور طلب ''عشق'' ہے۔ طالب (سالک) عشق سے منزلِ فنا میں پہنچ جاتا ہے۔ جب اللہ کا فضل ہوتا ہے۔ فنائیت میں غفلت نہیں بلکہ عین حضور (وصال) ہے۔ گویا فنائیت ایک بے خودی (بے ہوشی) ہے جس میں علم باقی نہیں رہتا۔ ''فنا'' کے ساتھ ''بقا'' میں خودی کا احساس لوٹا دیا جاتا مگر ''بقا'' میں وصال (فنا) کے آثار رہتے ہیں اُسی سے علم ہوگا کہ فنائیت طاری ہوئی تھی۔

محققینِ اربابِ طریقت نے ارشاد فرمایا ہے کہ ''فنا'' سے عدم شعور (اپنا احساس کھونا) مراد ہے جو بواسطہ استجلاء (ولایت) ظہور ہستی حق ہو۔ اور جس حالت میں اپنی بے شعوری سے بھی بے شعوری ہو جائے تو اس کو ''فنا فی الفنا'' یا ''فناء الفنا'' کہتے ہیں۔ یہ کیفیتِ موت ہے۔ بقول ''مرنے سے قبل مرجانا'' اِس طرح بے ارادہ ہو جانا یعنی اپنے ارادہ کو اللہ تعالیٰ کے ارادہ میں ایسے فنا کر دینا جیسے ایک مردہ غسّال (پانی نہلانے والے) کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ (ارشادِ سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ)

واضح ہو کہ عارف وولی کو جو ربط (Coherance) وجودِ حقیقی (حق تعالیٰ) سے ہے وہ عامی (عام آدمی) کو نہیں، گو ربط سب کو ہی ہے۔

سوال 16: توحید، فنا اور تجلی الٰہی کی تعریف بیان کرو؟

جواب: بحر العلوم مولانا محمد عبدالقدیر صدیقی حسرتؔ علیہ الرحمۃ سیدی ومرشدی اپنی تصنیف ''المعارف'' میں ''توحید''، ''فنا'' اور ''تجلی'' کی تعریف اِس طرح فرمائی ہے۔ ذاتِ واجب تعالیٰ کو یگانہ سمجھنے کا نام ''توحید'' (Monotheism) ہے۔ اور ممکن (بندہ) کی احتیاجِ ذاتی (Self Indigence) کا منکشف ہو جانا ''فنا'' (Extinction) کہلاتا ہے۔ اور قیوم ذوالجلال کے ہر اَمر کے بالذّات (Real & Absolutely) ہونے کا پتہ چل جانا ''تجلی'' (Refulgence) کے نام سے موسوم ہے۔ بالجملہ ''توحید'' جاننا ہے۔ اور ''فنا'' نسبت اِلَی الخلق کو ساقط (ختم) کر دینا ہے۔ اور ''تجلی'' نسبت اِلَی اللہ کا پالینا ہے۔

سوال 17: فنائے افعال، فنائے صفات اور فنائے ذات سے مراد کیا ہے؟

جواب: اور فرماتے ہیں ''فنا'' کی ابتداء ''فنائے افعال'' سے ہے، پھر ''فنائے صفات'' ہے بعدہٗ ''فنائے ذات

’’ کے مراتب شروع ہوتے ہیں، اُس کے تین مرحلے ہیں۔’’فنائے افعال‘‘ کے وقت یہ ہوتا ہے کہ کوئی کھانا کھلائے تو سمجھے لَا مُطعِمَ اِلَّا اللّٰہ،کوئی کچھ دے تو لَا مُعطِیَ اِلَّا اللّٰہُ (یعنی نہیں کوئی دینے والا مگر اللہ ہی دیتا ہے)۔فنائے صفات کیلئے،کوئی خوبصورت نظر آئے تو سمجھے لَا جَمِیلُ اِلّا اللّٰہِ، کوئی رحم کرے تو سمجھے لَا رَحِیمُ اِلّا اللّٰہِ (یعنی نہیں کوئی رحم کرنے والا (رحیم) مگر اللہ تعالی)۔

اور فرماتے ہیں: فنائے ذات کے مرحلوں میں پہلا مرحلہ!

[1] یادِ الٰہی میں مشغول اور ذکر، ذاکر اور مذکور کا خیال بھی ہے۔

[2] یاد میں مشغول بس اللہ اللہ یعنی ذاکر نہ رہا صرف ذکر اور مذکور ہے۔

[3] یاد میں ترقی کرتا ہے تو اب بس صرف یاد ہے یعنی ذکر (لفظی) بھی نہ رہا،صرف مذکور (اللہ) رہا، بس ایک ذات اور یادرہ گئی (یہ مکمل فنا ہے)۔

کچھ عرصہ (دن) ’’فنا ‘‘ کے ساتھ ہی پھر اپنے تعین (خودی) کا احساس ملتا ہے۔ یہ ’’بقا‘‘ (Endurance) ہے۔ بقا میں دوامِ حضور (Constant Presence) رہتا ہے بجوائے (جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے) ۔ اَلَّذِینَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَاماً وَ قُعُوْداً وَّ عَلٰی جُنُوْبِھِمْ ۔ (ال عمران 191) (ترجمہ) وہ اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے ہوئے، بیٹھے اور اُن کے پہلو پر یعنی لیٹے ۔’’کمالِ حضور‘‘ یہ ہے کہ اگر خدا کی طرف توجہ کریں تو عالم (World) کا خیال تحت الشعور (Sub-Conscious) ہو جاتا ہے اور اگر عالم کی طرف توجہ کریں تو خدا کا خیال تحت الشعور ہو جاتا ہے۔ایسا شخص ’’انسانِ کامل‘‘ ہے۔تحتِ قدم نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔مرکزِ تجلیِ الٰہی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو کچھ دینا ہوتا ہے تو اِسی کے ہاتھ سے دیتا ہے۔عطا کرتا ہے۔

اصطلاح صوفیہ کرام میں ’’فنا‘‘ نہایت (انتہاء) سیر الی اللہ اور ’’بقا‘‘ غایت (مقصد)، سیر فی اللہ کو کہتے ہیں اور یہ (سیر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص ہے۔سالک کی انتہائے ’’سیر الی اللہ فی رسول‘‘ کے بعد محقق مقام ’’سیر فی اللہ فی رسول‘‘ (بقاء) ہوتا ہے۔

سوال 18: فناء بقاء کی نسبت ارباب طریقت کے اختلافات کیا ہیں اور اسکی وجہ کیا ہے؟

جواب: حقیقتِ فنا و بقا کی نسبت اربابِ طریقت نے مختلف الاحوال سائلین (مختلف دریافت کرنے والوں)

کو انکے مقام وافہام (سمجھنے کی قابلیت) کے لحاظ سے مختلف پیرایہ (انداز) میں نہایت آسان اور خوش عنوان طریق سے جواب دیا ہے۔

چنانچہ محققین نے فنا و بقا کی تعریف کی ہے کہ فنا کو فناء مخالفات (مرضیِ حق کے خلاف امور کو ترک کرنا) اور ''بقا''، کو موافقات (مرضی حق کے مطابق (موافق) امور کو اپنانا) فرمایا ہے، جو مستلزم بہ توبۃ النصوح ہے (سلسلہ عمل توبہ سے ہے)۔

۔بعض کا ارشاد ہے کہ ''فنا''، زوالِ لذّات وحظوظِ (چاہت) دنیوی کو کہتے ہیں اور بقا، رغبتِ اُخروی (چاہتِ آخرت) کو کہتے ہیں اِس ارشاد کو سائل کے غلبۂ زہد سے تعلق ہے۔

☆ بعض کا قول ہے کہ ''فنا'' سے مفادِ دنیوی اور اغراضِ اُخروی سے انقطاعِ قطعی (مکمل غیر تعلق) مراد ہے۔ اور ''بقا'' سے کلیۃً رغبتِ حق مراد ہے اور یہ تعریف بمقتضائے صدق ومحبت کی گئی ہے۔

☆ کسی نے ''فنا'' کو زوالِ صفاتِ ذمیمہ (بُرے خصلتیں چھوڑنا) اور ''بقا'' کو اوصافِ جمیلہ (اچھے اخلاق) کہا ہے۔ یہ تعریف تزکیہ نفس کی مناسبت سے ہے۔

بعض نے ''فنا'' کو خلق (مخلوق) سے غَیبت (دوری) اور ''بقا'' کو حق کی حضوری (قربت) فرمایا ہے۔ یہ جواب سائل کی حالتِ سُکر (نشہ) پر دلالت کرتا ہے۔

لٰہذا تعریفِ ''فنا و بقا'' میں یہ اختلاف مسترشدین (سائلین) کی یافت و استعداد (Capability & Vision) اور اُن کے درجات ومقامات کے لحاظ سے ہے ورنہ حضرات محققین کے جملہ ارشادات بجائے خود نہایت مدلّل اور مستند (Authorised) ہیں۔لیکن فنائے مطلق (Absolute Extinction) جو غایتِ مقصد قُرب ہے، اُس کی تعریف مختصر الفاظ میں یہ ہوسکتی ہے کہ خَلق (مخلوق) کے انقطاعِ قطعی (نسبت الی الخَلق کو ساقط کر دینا) سے اتصالِ حقیقی (وصالِ حق) حاصل ہوتا ہے تو اُس کا نام ''فنائے کامل'' ہے۔اور یہ فنائے مطلق بھی دو نوع (وطور) پر منقسم ہے۔ [1] فنائے ظاہری [2] فنائے باطنی

سوال19: فنائے ظاہری اور فنائے باطنی سے مراد کیا ہیں واضح بیان کرو؟

جواب: ''**فنائے ظاہری**'':۔خود فنائے افعال (Extinction of Deed) ہے جو نتیجہ (اثر) افعال الٰہی کی تجلی

ہے۔جس کی تعریف یہ ہے کہ ''سالک خود مَسلوب الاختیار (Snatched away self discretion) ہو اور اُس کو کسی مخلوق کا فعل وارادت واختیار دکھائی نہ دے بجز فعلِ واختیارِ حق سبحانہ تعالیٰ کے''۔وادیِ فنائے افعال نہایت سخت ودشوار گزار ہے۔اَسباب کا نظر سے ساقط (ختم) ہوجانا آسان بات نہیں۔مگر مرئی (دکھائی دینے والے اسباب ومخلوق) کے دام (جال) سے نکل کر غیر مرئی (نظر نہ آنے والے خالق وقادِر) تک پہنچنا 'کارے دارد (نفع بخش عمل ہے)۔''توکّل'' جس کی قرآن مبارک میں تاکید ہے، فنائے افعال ہی ہے، تجلّی افعال ہے۔شرک فی الفعل سے بچنا ہے، یہ تجلیِ فعلی کا ادراک (جاننا) ہے۔

''**فنائے باطن**'':۔ فنائے صفات وذات (Extinction of Attributes and Innaty) ہے۔

جب خدائے تعالیٰ کے افعال (Deeds) کا ظہور ہوتا ہے تو بندوں کے افعال کالعدم (فنا) ہوجاتے ہیں۔ خدائے تعالیٰ کے انوارِ کمالات تاباں (روشن ومنکشف) ہوتے ہیں تو بندوں کے ابر ہائے (ظاہری) اوصاف پارہ پارہ ہوکر فنا ہوجاتے ہیں۔جب تجلّی ذاتِ (حق) (Refulgence of Unity) ہوتی ہے تو اس (بندے) کی ذات (Annity) بھی نیست ونابود (فنا) ہوجاتی ہے۔اُس وقت ذوالجلال والاکرام ندا (آواز) دیتا ہے۔ لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ ؟ یعنی آج کس کی بادشاہی ہے؟ (سورۃ الحجرات آیت 48) جواب دینے والا ندارد (غائب) خود (حق تعالیٰ) اپنا آپ جواب دیتا ہے۔ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّار (سورۃ الحجر آیت 48) یعنی بادشاہی اللہ واحد وقھار کی ہے۔یہ ''فنائے باطن'' ہے۔یہ حالت موت سے مشابہ (برابر) ہے بلکہ اُس سے بھی زیادہ، کیونکہ موت میں عالمِ ناسوت (دنیا) سے بے خبری یا بے تعلقی ہوتی ہے مگر فنائے باطن میں، اُس کا تو کسی عالم میں پتہ نہیں ملتا۔ بقول ۔

گم شدن درگم شدن دینِ من است ☆ نیستی درہست آئینِ من است

(ترجمہ) گم درگم (فنا) ہونا میرا دین (طریق) ہے ☆ انا ءِ مطلقہ کو انا ءِ ناقصہ میں پانا ہی میرا دستور ہے۔

کچھ عرصہ بعد ''فنا'' کے ساتھ ہی بقا (Endurance) نصیب ہوتی ہے اُسی وجہ سے ''فنا'' کو مورثِ بقا کہتے ہیں۔بمصداق: وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ' بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ

یُرْزَقُوْنَ۔ (سورۃ العمران آیت169) (ترجمہ) راہ خدا میں وفات (شہادت) پانے والوں کو مُردا مت کہو بلکہ وہ زندہ (حیات) ہیں اور اپنے ربّ کی طرف سے رزق دئے جاتے ہیں۔

گویا ثمراتِ کیفیتِ عشق الٰہی بندہ کیلئے "احوالِ فنا و بقا" ہے وہ اِسطرح کہ جب عشق کی حدّت (گرمی) و شدّت (سختی) تجلیِ الٰہی کے جذب کی قوت اور روحِ الٰہی کے کمالِ انجذاب (Perfect absorption) کے اثر سے عالم شہادت (ظاہر) و عالم مثال (باطن) منکشف (کھل) ہوجاتا ہے اور ظلمانی و نورانی (ظاہر و باطنی) حجاب اُٹھ جاتے ہیں تو وعدۂ الٰہی:

ا۔ وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِ یَنَّھُمْ سُبُلَنَا. (سورۃ عنکبوت آیت 69) (ترجمہ) اور جو لوگ ہماری راہ میں مشقّتیں برداشت کرتے ہیں ہم اُن کو اپنے راستے ضرور دکھائیں گے۔

۲۔ فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ. (سورۃ البقرہ آیت153)۔ (ترجمہ) مجھ کو یاد کرو میں تم کو یاد رکھوں گا۔ پورا ہوتا ہے، اور جمال لایزال ذوالجلال میسر آتا ہے یعنی حاصل ہوتا ہے جس کو "وصالِ حق" سے تعبیر کرتے ہیں۔

قرب و معیت الٰہی کے معنٰی (تعلق سے) جو مضمون اِن اشاراتِ حدیث میں ہے۔

ا۔ اَنَا عِنْدِ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ۔ (میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں)۔

۲۔ اِنَّا مَعَهٗ اِذَا ذَکَرَنِیْ. (میں اُسکے ساتھ ہوں جب وہ مجھے یاد کرے)۔

۳۔ اِحْفَظِ اللّٰہَ تَجِدْہُ تُجَاھَکَ (تو اللہ کو یاد رکھ اُس کو سامنے پائے گا)۔

چنانچہ صوفیہ کرام نے اُسی مناسبت سے فنا و بقا کی تعریف فرمائی ہے جو صحیح و برحق ثابت ہوتے ہیں۔

ارشادتِ اربابِ تحقیق

سوال20: فنا و بقاء کے متعلق ارشاداتِ اربابِ تحقیق بیان کرو؟

جواب: 01۔ **رابعہ عدویہ بصری** رضہ اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔ بنی آدم (اولادِ آدمؑ) کو حق تعالیٰ کی جناب (حضوری) میں رسائی، نہ آنکھ کے وسیلہ (ذریعہ) سے ہوسکتی ہے۔ نہ زبان کے توسّل (ذریعہ) سے یہ مرتبہ دل (Heart) کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے۔ پس کوشش کرو کہ دل بیدار (ہوشیار) ہو۔ دلِ بیدار اُس کو کہتے

ہیں جو حق (اللہ) میں گم ہو گیا ہو۔ جو "حق" میں گم ہو گیا ہو اُس کے واسطے یار (دوئی) کا ذکر کیا؟
چنانچہ "الفناء فی اللہ" اِسی کو کہتے ہیں۔ (تذکرۃ الاولیاء)۔

02- **ابو اسحاق ابراھیم بن شیبان قرینی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا:
"فنا و بقا" کا علم، وحدانیت کو خالص کرنے اور عبودیت کو درست کرنے میں منحصر (Dependent) ہے اور جو اُس کے سوا ہے وہ مغالطہ (دھوکہ) ہے۔ (طبقات الکبریٰ)

03- **ابو العباس بن قاسم** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: کسی عاقل نے مشاہدہ سے لذّت نہیں اُٹھائی کیونکہ حق کا "مشاہدہ" ایسی "فنا" ہے جس میں لذّت ہے نہ لذّت پانا ہے، نہ مزہ ہے نہ مزہ لینا ہے۔ (طبقات الکبریٰ)

04- **ابو سعید احمد بن عیسیٰ خراز** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: "اہلِ معرفت" کا اوّل مقام تمیز بافتقار (پہچان حق عجز کے ساتھ) ہے پھر سرور باتّصال (بے خودی وصال کے ساتھ یعنی فناءِ ظاہری) پھر "فنا" (فناءِ صفات و ذات یعنی فناءِ باطنی)۔

☆ اور یہ بھی فرمایا: فناء، فنائے بندہ ہے رویتِ (لحاظ) بندگی سے، اور بقا، بقائے بندہ ہے حضوریِ (استحضارِ) حق تعالیٰ سے۔ (تذکرۃ الاولیاء)

05- **شیخ ابوالحسن خرقانی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

1] مَنْ فَنِیَ مِنَ الْمُرَادِ بَقِیَ بِالْمُرَادِ. (ترجمہ) جو اپنی مراد (ارادہ) سے "فنا" ہوا وہ مرادِ حق کے ساتھ "باقی" ہوا۔ (کشف المحجوب)

2] اور یہ بھی فرمایا: خود کو خدا کے ساتھ دیکھنا "وفا" (Faith Fullness) ہے۔ اور خدا کو اپنے ساتھ دیکھنا "فنا" (Extinction) ہے۔ اور خود کو نہ دیکھنا "بقا" (Endurence) ہے۔ (طبقات الکبریٰ)

3] یہ بھی فرمایا: اگر تُو اپنی ہستی (خودی) اُس کو (حق کو) دیدے (حوالے کردے) اور "فنا" ہوئے تو وہ (حق) بھی اپنی ہستی تجھ کو دیدے گا۔ (تذکرۃ الاولیاء)

4] یہ بھی فرمایا: اگر تُو اپنی ہستی (خودی) سے کلیۃً (Completity) فنا ہو جائے تو اُس وقت تُو ہی تُو یعنی حق ہی حق ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء)

06۔ **غوث اعظم سید عبدالقادر جیلانی** رضی اللہ عنہ سے ''بقا'' کی تعریف دریافت کی گئی تو فرمایا: بقا تو لِقا (وصال) کے ساتھ ہوتی ہے اور لِقا آنکھ جھپکنے کی طرح ہوتی ہے۔ اہلِ لقا (واصلِ حق) کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ کوئی فانی شئے اُن کے ساتھ نہیں ہوتی کیونکہ یہ دونوں ضدّین (Opposite) ہیں۔ (طبقات الکبریٰ)

07-**شیخ ابوالحسن شاذلی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا: تَحَقَّقَ بِالوُجُوْدِ فَنِیَ عَنْ کُلِّ مَوْجُوْدٍ وَ مَنْ کَانَ بِالْوَجُوْدِ مُثْبِتٌ لَهُ کُلُّ مَوْجُوْدٍ۔ (ترجمہ) جس نے وجودِ (حق) کو پایا وہ ہر موجود (مخلوق) سے فنا ہوگیا۔ اور جو وَجودِ (حق) کے ساتھ ہوا (باقی رہا) اس کیلئے ہر موجود ثابت ہوا۔ (طبقات الکبریٰ)

08.**شیخ احمد ابوالعباس مرسی** علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

اللہ کے پاس نہیں جاسکتے مگر دو دروازوں سے، ایک تو فناء کے دروازہ سے جو موتِ طبعی ہے اور دوسرے فناء کے اُس دروازہ سے جس کو اُس گروہ (اہلِ طریقت) نے برداشت کیا۔

☆ اور یہ بھی فرمایا اپنے اصحاب سے: ولی جب اپنے فنا کی حالت میں رہتا ہے تو ضرور ہے کہ اُس کے ساتھ لطیفہ علمیہ باقی رہے کہ اُس پر تکلیف (احکام) مرتب ہو۔ اُسکی مثال ایسی ہے کہ ایک آدمی تاریک گھر میں ہے کہ اپنے وجود کا اُس کو علم ہے گو اُس کا مشاہدہ نہیں کرتا۔ (طبقات الکبریٰ)

09۔مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ نے اِس آیت کریمہ کُلُّ شَیءٍ هَالِکٌ اِلَّا وَجْهَهُ۔ (قصص88) (ہر شئے فنا ہوگی مگر حق تعالیٰ کی ذات جو باقی رہیگی) کی تفسیر میں فرمایا:

خدا تعالیٰ نے اپنی بقا کا تفاخر (اظہارِ فخر) نہیں فرماتا ہے بلکہ خاص دعوتِ رحمت ہے کہ میری ذات میں مستہلک (فنا) ہوجاؤ۔ (طبقات الکبریٰ)

10-**مفسرِ قرآن حضرت بحر العلوم محمد عبدالقدیر صدیقی حسرتؔ** علیہ الرحمۃ نے دورانِ درس وتشریح لوائح جامی فرمایا: سلوکِ راہِ حق میں دو طرح کے لوگ ہیں۔ ایک فنائے ذات میں بے ہوش ہوتے ہیں اور ذاکر رہتا ہے نہ ذکر نہ مذکور۔ اور دوسرے لوگ فنائے ذات ہوجاتے ہیں' اُن کو اُس

کا احساس ہو جاتا ہے کہ نہ ذکر ہے نہ ذاکر، نہ مذکور۔ مگر اُن کو بے ہوشی طاری نہیں ہوتی۔ ایک کے سلوک کی انتہا بے ہوشی اور دوسرے کے سلوک کی انتہا ''علم صحیح'' (احساس) پر ہے۔ بے ہوش ہونے والوں کے پاس ''فنا'' اور ''بقا'' کے درمیان زمانہ اور فاصلہ ہے۔ مگر بے ہوش نہ ہونے والوں میں ''فنا و بقا'' کے درمیان زمانہ اور فاصلہ نہیں ایسے لوگ بہت ہی کم ہوتے ہیں۔ بمصداق:

1۔ فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّ خَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا۔ (سورۃ الاعراف آیت 143)

(ترجمہ) جب اُنکے ربّ نے پہاڑ پر اپنی تجلّی فرمائی تو اُسے ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ علیہ السلام فنائیت سے بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

2۔ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰىo عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰىo عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰىo اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰىo مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰىo (سورۃ النجم۔ آیت 13-17)

(ترجمہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو وہ جلوۂ الٰہی دوبارہ دیکھا............ (بوقتِ معراج) اور اپنی آنکھ نہ کسی طرف پھیری (نہ پلک جھپکی) نہ حد سے بڑھی (بلکہ قائم رہے باہوش)

☆ اور فرمایا: ''حیرتِ مذموم'' (ہونے نہ ہونے میں شک) ''غیبت'' (غفلت) میں ہوتی ہے اور حیرتِ محمود'' (ہونے کا یقین) ''حضور'' میں ہوتی ہے۔

حالتِ فنائیت (فنا) میں حیرتِ مذموم نہیں بلکہ حیرتِ محمود (عینِ حضور) ہے۔ عام بے ہوشی اور فنائیت میں فرق یہ ہے کہ ہوش میں آنے کے بعد فنائیت والے میں ''وصال خدا'' کے آثار رہتے ہیں اور وہ نہ صرف خود محسوس کرتا ہے بلکہ دوسروں کو اُس کی معیت (صحبت) میں سکون محسوس ہوتا ہے، خدا یاد آتا ہے۔

☆ اور یہ بھی فرمایا: ''فنا'' کے بعد ''بقا'' میں ''مشاہدہ'' کی دو صورتیں ہیں۔

۱۔ خدا کی طرف توجہ ہو تو عالَم (World) کا خیال تحت الشعور اور

۲۔ عالَم کی طرف توجہ ہو تو خدا تعالیٰ تحت الشعور میں رہتا ہے یعنی علم میں رہتا ہے۔ یہی کمالِ حضور بھی ہے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائی میں محبت کے پہلو کا لحاظ ہو (یعنی محبت کا پہلو تباہ نہ ہو)۔ (فیضِ صحبت (حصہ اول)

نعتِ خیرالانام صلی اللہ علیہ والہ وسلم

اِسلام کا پرچم عالَم پر اُڑوادیا کملی والے نے
اَللہ اَحَدُ کا نقارہ بجوادیا کملی والے نے

دہریت ساری دور ہوئی ایمان سے جاں پُر نور ہوئی
یوں رازِ حقیقت خوبی سے سمجھادیا کملی والے نے

ایمان سے دل معمور ہوا اور خارِ تردّد دور ہوا
اس لطف سے رازِ پنہاں کو سمجھادیا کملی والے نے

قوسین وُجوب و امکاں کے معراج میں جس دم آکے ملے
سب دائرۂ وحدت کے سوا مٹوادیا کملی والے نے

اِنَّـــا اَعْـــطَیْــنَـــاكَ الْـــكَـــوْثَـــرُ اللہ نے فرمایا اسکو
بھر بھر کر جام محبت کا پلوادیا کملی والے نے

محشر میں جو اُمت تھی نالاں تب ہوکر سجدہ میں گریاں
اُمت کو عذابِ دوزخ سے بچوادیا کملی والے نے

اے حسرتِ شیدا فکر نہ کر ہیں ساتھ ہمارے پیغمبر
جب اَنْـــتَ مَـــعَ مَـــنْ اَحْبَبْـــتَ فرمادیا کملی والے نے

حضرت حسرتؔ صدیقیؒ

میں اس کتاب (کشکول قادریہ) کو جو "اسلامی تصوف ومعارف" کے طور پر ترتیب دی گئی ہے جو جملہ [315] سوالات وجوابات پر مشتمل ہے والد ماجد عالی مقام سیدی حضرت خواجہ ابوالخیر میر مومن علی شاہ قادریؒ کی نظر کرم وانتساب ہے۔ جو کتب طبع ہو چکے ہیں ان میں

[1] بنیادی نصاب دینیات واخلاقیات (سوال وجواب پونچی) چار علیحدہ حصوں میں بچوں کیلئے۔

[اول] توحید ورسالت [دوم و سوم] دینیات واخلاقیات

[چہارم] ارکان دین

[2] آسان تجوید [3] صراط مستقیم یعنی راہ سلوک

[4] کشکول قادریہ

باب اول : الاحسان والتصوف باب دوم : توحید ومعارف

مزید ٹیلی ایجوکیشن کے مدِ نظر تفسیر قرآن مجید کے آڈیو سی ڈیز اور کیسٹ خود میری اپنی آواز میں تیار ہو رہے ہیں تاکہ قرآن فہمی کو خصوصاً طلباء وطالبات میں عام کیا جاسکے۔ بفضلِ تعالیٰ یہ بہت مقبول ہو رہے ہیں۔

اور جو کتب زیر طباعت ہیں ان میں قابلِ ذکر

[1] مراءتِ معراج المبارک [2] غزواتِ نبوی ﷺ

[3] فضائلِ رمضان المبارک [4] طریقہ ومسائلِ حج وعمرہ

[5] نقشِ قدم رسول ﷺ (مفسرین، ائمہ حدیث وفقہ، فن حدیث وفقہ کے متعلق) ہیں۔

Lam'a_n Computer Graphics, Hyd. Cell : 9440877806